نیک بننا فرض ہے اور اُس کیلئے گناہ چھوڑنا ضروری ہے

گناہ چھوڑنے کے آسان نسخے

مجموعہ افادات

حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمہ اللہ
شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
عارف باللہ مولانا حضرت حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ

- ولی اللہ بننے کا آسان راستہ
- توبہ اور اس کا طریقہ کار
- گناہ کے دینی و دنیاوی نقصانات
- توبہ کرنیوالوں کیلئے خوشخبریاں
- ہر قسم کے گناہ چھوڑنے کے آسان نسخے
- گناہوں سے بچنے کی دُعائیں
- بُرے ماحول میں گناہوں سے بچنے پر اجر و ثواب
- گناہوں سے نفرت پیدا کرنے کے نسخے

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان

گناہوں سے سچی توبہ کا جذبہ بیدار کرنے والی انمول کتاب

ولی اللہ بننے کا آسان راستہ... گناہ کی حقیقت... گناہ کے دینی و دنیاوی نقصانات...
ہر قسم کے گناہ چھوڑنے کے آسان نسخے... توبہ اور اس کا طریقہ کار...
موجودہ دور میں نفس و شیطان اور بُرے ماحول میں گناہوں سے بچنے پر اجر و ثواب...
قرآن و حدیث کی ترغیب و ترہیب کے ساتھ اکابر اولیاء اللہ کے ایمان افروز حالات
اور گراں قدر ارشادات جن کا مطالعہ گناہوں کی نفرت پیدا کر کے توبہ کی ترغیب دیتا ہے

مجموعہ افادات

حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمہ اللہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب عثمانی مدظلہ

عارف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ

جمع و ترتیب

محمد اسحٰق ملتانی

مدیر ماہنامہ "محاسن اسلام" ملتان

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ

چوک فوارہ ملتان 0322-6180738

تاریخ اشاعت..............رجب المرجب ۱۴۳۲ھ

ناشر..............ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

طباعت..............سلامت اقبال پریس ملتان

انتباہ

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

ادارہ تالیفات اشرفیہ....چوک فوارہ....ملتان

ادارہ اسلامیات..........انارکلی..........لاہور   دارالاشاعت..........اُردو بازار..........کراچی

مکتبہ سید احمد شہید..........اردو بازار.....لاہور   ادارۃ الانور..........نیوٹاؤن..........کراچی

مکتبہ رحمانیہ..........اُردو بازار .... لاہور   مکتبہ دارالاخلاص....قصہ خوانی بازار......پشاور

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K   119-121- HALLIWELL ROAD
(ISLAMIC BOOKS CENTERE   BOLTON BLI 3NE. (U.K.)

عرضِ مُرتّب وناشر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنَ

اما بعد! اللہ تعالیٰ کی ذات ہر عیب سے پاک ہے اس کی تخلیق کا اعلیٰ نمونہ حضرت انسان جس کے خلیفۃ اللہ فی الارض کا تاج ہے۔ خلافت خداوندی کا اہم تقاضا ہے کہ ہر انسان اللہ کا بندہ بن کر زندگی گزارے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا والی زندگی گزارنے کا فطری اور آسان راستہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے ذریعے بتا دیا اور اس راستہ پر چلنے والوں کی داستان عزیمت آج بھی اصل ایمان کو گرماتی ہے' اور وہ نفوس قدسیہ جنہوں نے اپنے اپنے وقت میں نفس وشیطان کا مقابلہ کیا اور اللہ تعالیٰ کی رضا وفرمانبرداری میں داستان عشق و وفا رقم کی' ان کے تابناک حالات بھی ہمیں یہی بتاتے ہیں کہ دنیا کی زندگی ہو یا آخرت کی' اللہ تعالیٰ کی رضا کے بغیر کامیابی نہیں۔ اللہ کی فرمانبرداری ہی میں دل کا سکون و راحت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے کوئی بھی حقیقی سکون حاصل نہیں کر سکتا۔

آج کل کے مادی دور نے ہر انسان کو چہار طرف سے اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے وہ دنیاوی امور میں جس قدر چست وچالاک ہے دینی اعتبار سے اسی قدر غافل ہے اور ہمہ وقت اسی غفلت وعصیاں میں سرگرداں ہے اور یہ تمنا بھی رکھتا ہے کہ مجھے دلی سکون بھی حاصل ہو اور دنیا بھر کی خوشیاں بھی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے ساتھ کون ہے جو سکون کے ساتھ رہ سکے؟

انسان کو اگر نسیان سے مشتق مانا جائے تو غلطی اس کی سرشت میں شامل ہے۔ غلطی ہو جانا انسانی خاصہ ہے لیکن غلطیوں پر مُصر رہنا اور اپنی اصلاح نہ کرنا انسان کے شایان شان نہیں۔

زیرِنظر کتاب ''گناہ چھوڑنے کے آسان نسخے'' میں جہاں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے باز رہنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت' مغفرت اور دست گیری کو بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ کس طرح نافرمانیوں کی دلدل میں پھنسے انسان کو بھی اپنی رحمت سے مایوس نہیں کرتا' بلکہ اس کی نظر میں تو وہ شخص جو اس کی رحمت سے مایوس ہو، اس سخت وعید کا مورد ہے اس لئے کہ اس کریم کے دَر کے علاوہ کوئی ایسی چوکھٹ نہیں' جہاں انسان اپنی جبین نیاز جھکا کر اپنی غلطیوں کا اعتراف کر کے توبہ کا طلب گار نہ ہو سکے۔

یہ کتاب ہر انسان کو مخاطب کرتی ہے کہ اے انسان! تو جس حالت میں بھی ہے موت سے پہلے پہلے پلٹ آ' اپنے رب سے صلح کرلے اور اپنے خانہ دل میں خدا کی یاد اور اس کی فرمانبرداری کی آبیاری کر' تا کہ تیری یہ دنیا بھی پُرسکون ہو اور آخرت میں بھی نجات ہو سکے۔

کتاب ہٰذا کے حصہ دوم میں عارف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ العالی کے جملہ مواعظ' ارشادت وملفوظات سے منتخب کتاب ''اللہ کی تلاش'' کی تلخیص دی گئی ہے جس کا مطالعہ ظاہر وباطن کی اصلاح اور گناہوں سے تائب ہونے میں بڑا اکسیر ہے۔

دورانِ مطالعہ یہ بات پیش نظر رکھی جائے کہ اس کتاب میں اکابر کے متفرق مضامین کو جمع کیا گیا ہے۔ اس لئے بعض جگہ تکرار یا عدم ترتیب کو محسوس نہ کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ اس جدید مجموعہ کو شرف قبولت سے نوازیں اور جن اکابر اہل دل کی تعلیمات سے اس کتاب کو آراستہ کیا گیا ہے' ان کیلئے صدقہ جاریہ بنائے اور ہمیں ان تعلیمات پر اچھے انداز میں عمل کرنے کی توفیق سے نوازیں۔ آمین یا رب العالمین والسلام

محمد اسحٰق غفرلہٗ

رجب المرجب ۱۴۳۲ھ

بمطابق جون ۲۰۱۱ء

چند گناہ بے لذت

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں
گناہوں کی پوری فہرست پر نظر ڈالی جائے تو ایک حیثیت سے ہر گناہ بے لذت ہی ہے۔
کیونکہ جس آنی فانی لذت کے تحت شدید و مدید عذاب اور نا قابل برداشت تکالیف مستور ہوں وہ کسی عاقل مبصر کے نزدیک لذت نہیں کہلا سکتیں
جس حلوے میں زہر قاتل ملا ہو اس کو کوئی دانشمند لذیذ نہیں کہہ سکتا، جس چوری اور ڈاکہ پر عمر قید یا سولی کا تختہ نتیجہ میں ملتا ہو اس کو کوئی عاقبت اندیش لذت و مسرت کی چیز نہیں سمجھ سکتا۔
لیکن ان چیزوں کو بے لذت سمجھنا تو عاقل اور انجام بین انسان کا کام ہے، انجان بچہ سانپ یا آگ کو خوبصورت سمجھ کر ہاتھ میں لے سکتا ہے اور اس کو مرغوب چیز کہہ سکتا ہے۔
اسی طرح انجام و عواقب سے غفلت برتنے والے انسان مذکورہ جرائم کو لذت کی چیز سمجھ سکتے ہیں۔
اسی طرح قبر و حشر کے عذاب و ثواب سے غافل یا بے فکرے انسان بہت سے گناہوں کو لذیذ کہہ سکتے ہیں۔ (از مقدمہ گناہ بے لذت)

چند گناہ جو بے لذت ہیں اور معاشرہ میں عام ہیں

☆ فضول اور بے فائدہ کلام کرنا............ مسلمان کا مذاق اڑانا

☆ عیب جوئی و نکتہ چینی کرنا چھپ کر باتیں سننا

☆ بلا اجازت کسی کے گھر میں جھانکنا...... غیر اللہ کی قسم کھانا

☆ نسب کی وجہ سے طعنہ دینا ...... گالی دینا...... چغل خوری کرنا

☆ اپنا نسب بدل کر ظاہر کرنا ...... علماء اور اولیاء اللہ کی بے ادبی کرنا

☆ کسی انسان یا جانور پر لعنت کرنا...... بُرے القاب سے کسی کا ذکر کرنا

☆ آیات اور احادیث اور اللہ کے نام کی بے ادبی کرنا

☆ لوگوں کے راستہ یا بیٹھنے، لیٹنے کی جگہ میں غلاظت ڈالنا

☆ پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنا...... پاجامہ ٹخنوں سے نیچے پہننا،

☆ بے ضرورت ستر کھولنا ...... کسی جاندار کو آگ میں جلانا،

☆ صدقہ دے کر احسان جتانا ...... بیوی کو شوہر کے خلاف ابھارنا

☆ نابینا کو غلط راستہ بتانا...... جھوٹی گواہی دینا...... لوگوں کا راستہ تنگ کرنا

☆ جھوٹ بولنا یا جھوٹی قسم کھانا ...... ایک وقت میں ایک سے زیادہ طلاق دینا،

☆ اولاد میں برابری نہ کرنا ...... نجومیوں سے غیب کی باتیں پوچھنا،

☆ ناپ تول میں کمی کرنا ...... بچوں کو ناجائز لباس پہنانا،

☆ غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا...... بلا ضرورت کتا پالنا،

☆ جاندار کی تصویر بنانا ...... مسجد میں بدبودار چیزیں یا نجاست داخل کرنا

☆ سود لینا...... مسجد میں دنیا کا کام کرنا...... نمازی کی صفوں کو درست نہ کرنا

☆ امام سے آگے نکل جانا ...... نماز میں دائیں بائیں کنکھیوں سے دیکھنا

☆ نماز میں کپڑوں سے کھیلنا ...... جمعہ کے دن لوگوں کو پھلانگتے ہوئے آگے جانا

نوٹ۔ ان گناہوں کی تفصیل جاننے کیلئے رسالہ ''گناہ بے لذت'' کا مطالعہ کیجئے۔

گناہگار کیلئے خوشخبری

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

شفاعتی لاھل الکبائر من اُمتی

میری شفاعت میری اُمت کے
بڑے گناہگاروں کے لئے ہے (حدیث)

ہائے! میرے گناہ

ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا ہائے! میرے گناہ ہائے! میرے گناہ اس نے دو تین مرتبہ یوں ہی کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم یوں کہو۔

اَللّٰھُمَّ مَغفِرَتُکَ اَوسَعُ مِنْ ذُنُوبِی
وَرَحْمَتُکَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ

(اے اللہ! آپ کی مغفرت میرے گناہوں سے بہت زیادہ وسیع ہے اور آپ کی رحمت میرے نزدیک میرے عمل سے بڑھ کر زیادہ امید کی چیز ہے)

چنانچہ اس شخص نے ایسے ہی کہا آپ نے فرمایا پھر کہو۔
اس نے پھر یہی الفاظ کہے۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا.... اٹھ کھڑا ہو.....
اللہ نے تیرے گناہ معاف فرمادیئے۔ (مستدرک حاکم)

مایوس کیوں کھڑا ہے؟

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ
ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ
عَلَيْهِمْ ط وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا (سورۃ النساء)

ترجمہ۔ اللہ نے توبہ قبول کرنے کی جو ذمہ داری لی ہے وہ ان لوگوں کیلئے ہے جو نادانی سے کوئی برائی کر ڈالتے ہیں پھر جلدی ہی توبہ کر لیتے ہیں۔ چنانچہ اللہ ان کی توبہ قبول کر لیا ہے اور اللہ ہر بات کو خوب جاننے والا بھی ہے، حکمت والا بھی۔

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ

اس آیت میں توبہ کی قبولیت کی خوشخبری دی جا رہی ہے اور اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنا اپنے ذمہ لے رہے ہیں۔

لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ

اہل علم نے لکھا یہ کہ جب شیطان مسلط ہوتا ہے اور نفس بھڑکا ہوا ہوتا ہے تو اس حالت میں بندہ جو بھی گناہ کر رہا ہوتا ہے۔

بندہ اس وقت جاہل ہوتا ہے۔ گویا جتنے بھی گناہ کیے وہ جہالت کی حالت میں کیے گئے۔

ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ

مفسرین نے لکھا ہے کہ یہاں ''قریب'' سے مراد یہ ہے کہ جب تک بندے کے سانس کا تانا بانا بگڑتا نہیں اور سکرات کی کیفیت طاری نہیں ہوتی اگر اس سے پہلے پہلے توبہ کر لے گا تو اس کیلئے ''قریب'' کا لفظ استعمال ہوگا۔ گویا جس نے زندگی میں ہی توبہ کر لی۔ وہ ''من قریب'' میں شامل کر لیا جائے گا۔

توبہ سے اللہ تعالیٰ کتنے خوش ہوتے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کی توبہ سے اس مسافر آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو (اثنائے سفر میں) کسی ایسی غیر آباد اور سنسان زمین پر اتر گیا ہو جو سامان حیات سے خالی اور اسباب ہلاکت سے بھرپور ہو اور اس کے ساتھ بس اس کی سواری کی اونٹنی ہو اسی پر اس کے کھانے پینے کا سامان ہو۔ پھر وہ (آرام لینے کیلئے) سر رکھ کے لیٹ جائے پھر اسے نیند آجائے پھر اس کی آنکھ کھلے تو دیکھے کہ اس کی اونٹنی (پورے سامان سمیت) غائب ہے۔ پھر وہ اس کی تلاش میں سرگرداں ہو۔ یہاں تک کہ گرمی اور پیاس وغیرہ کی شدت سے جب اس کی جان پر بن آئے تو وہ سوچنے لگے کہ (میرے لئے اب یہی بہتر ہے) کہ میں اسی جگہ جا کر پڑ جاؤں (جہاں سویا تھا) یہاں تک کہ مجھے موت آجائے۔ پھر وہ (اسی ارادہ سے وہاں آکر) اپنے بازو پر سر رکھ کر مرنے کیلئے لیٹ جائے پھر اس کی آنکھ کھلے تو وہ دیکھے کہ اس کی اونٹنی اس کے پاس موجود ہے اور اس پر کھانے پینے کا پورا سامان (جوں کا توں محفوظ) ہے۔ تو جتنا خوش یہ مسافر اپنی اونٹنی کے ملنے سے ہوگا خدا کی قسم مومن بندے کے توبہ کرنے سے خدا اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

مسلم کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بدو مسافر کی فرط مسرت کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اونٹنی کے اس طرح مل جانے سے وہ اتنا خوش ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی اس بے انتہا عنایت اور بندہ نوازی کے اعتراف کے طور پر وہ کہنا چاہتا تھا کہ **اللھم انت ربی و انا عبدک** (خداوند! تو ہی میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ) لیکن خوشی میں اس کی زبان بہک گئی اور اس نے کہا **اللھم انت عبدی وانا ربک** (میرے اللہ! بس تو میرا بندہ اور میں تیرا خدا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی اس غلطی کی معذرت کرتے ہوئے فرمایا فرط مسرت اور بے حد خوشی کی وجہ سے اس بے چارے بدو کی زبان بہک گئی۔

تیری رحمت

عصیاں سے کبھی ہم نے کنارا نہ کیا
پر تو نے دل آزردہ ہمارا نہ کیا

ہم نے تو جہنم کی بہت کی تدبیر
لیکن تیری رحمت نے گوارا نہ کیا

خدا سے مانگ جو کچھ مانگنا ہو اے اکبر
یہی وہ در ہے کہ ذلت نہیں سوال کے بعد

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر و گبرو بت پرستی باز آ

توبہ کا ہے دروازہ کھلا' مانگ ارے مانگ
دیتا ہے کرم ان کا صدا' مانگ ارے مانگ

خطائیں دیکھتا بھی ہے' عطائیں کم نہیں کرتا
سمجھ میں کچھ نہیں آتا وہ اتنا مہرباں کیوں ہے

کیسا دروازہ ہے اے رب محمد تیرا
یہ تو دستک کے ارادہ ہی سے کھل جاتا ہے

صد حیف بندے ہیں بہت دور خدا سے
صد شکر کہ بندوں سے خدا دور نہیں

فہرست عنوانات

اللہ کی محبت سیکھے بغیر گناہ چھوڑنا مشکل ہے

ارشاد۔عارف ربانی حضرت حاجی محمد شریف صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

میرے حضرت رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ......ایک شخص کو سزا میں ننانوے چابک لگے......تو اس نے اف تک نہ کی...... جب سوواں چابک لگا......تو اس نے چیخ ماری کسی نے کہا کہ یہ کیا بات ہوئی......کہ تو نے ننانوے چابک تک تو اف نہ کی......اور سوویں پر چیخ اٹھا......تو اس نے کہا کہ دراصل بات یہ ہے......کہ ننانوے چابک تک تو میرا محبوب مجھے دیکھ رہا تھا اور سوویں پر وہ جا چکا تھا اس وقت مجھے تکلیف کا احساس ہوا۔

یہ حالت تو ایک عشق مجازی پر ہوئی......اور جسے عشق حقیقی نصیب ہو......اس کے کیا کہنے......اس کو تو کیسی بھی تلخیوں کا سامنا ہوگا......تو اس کیلئے وہی شیریں بن جائیں گی۔

از محبت تلخہا شیریں بود

بہر حال جسے خدا تعالیٰ کی محبت مل گئی......اسے ساری نعمتیں مل گئیں......میرے حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ......ایک دفعہ بادشاہ نے اعلان عام کیا کہ......ہمارا دربار لگے گا جو شخص جو مانگے گا اس کو دیں گے......بس پھر کیا تھا کسی نے کچھ مانگا......کسی نے کچھ مانگا......بادشاہ کے ساتھ اس کی باندی کھڑی تھی......بادشاہ نے غصہ کے ساتھ اس کو دیکھا......اور کہا تو کچھ نہیں مانگتی......اس نے فوراً بادشاہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا......کہ مجھے تو بادشاہ چاہئے۔

اور کہا یہ لوگ بے وقوف ہیں کہ......کوئی کچھ لے رہا ہے کوئی کچھ لے رہا ہے...... مجھے تو آپ چاہئیں......اور جسے آپ مل گئے......اس کو سب کچھ مل گیا...... ہمارے روحانی جد امجد حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ......اپنی ایک مناجات میں فرماتے ہیں......کوئی تجھ سے کچھ......کوئی کچھ چاہتا ہے......میں تجھ سے ہوں یارب طلبگار تیرا......بس جب صحیح معنی میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا نشہ نصیب ہو جاتا ہے......بس پھر اس کو کوئی فکر نہیں ہوتی...... کسی سے کوئی ڈر خوف نہیں......آج کسی بڑے دنیادار عہدہ دار سے تعلق ہوتا ہے......وہ بڑا بے خوف ہوتا ہے کہ......بس جی کیا ہے......ایک فون کر دوں گا...... حالانکہ یہ خود عاجز بے بس اور جس پر گھمنڈ ہے......وہ بھی محتاج اور بے بس۔ (یادگار باتیں)

اللہ تعالیٰ کی محبت

ارشاد۔ عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب رحمہ اللہ

دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے کا......طریقہ یہ ہے کہ:

۱- اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا دھیان کرو......اوران پر شکرادا کرتے رہو۔

۲- اہل محبت کی صحبت اختیار کرو......اوران کے حالات واشعار......اور کتابوں کو پڑھتے رہو۔ ۳- زندگی کے سب کاموں میں اتباع سنت کا اہتمام کرو۔ (یادگار باتیں)

محبت الٰہیہ کا مصرف

ارشاد۔ عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا مصرف یہ ہے...... کہ اللہ کی اطاعت کرو......اور مخلوق خدا سے محبت کرو۔ (یادگار باتیں)

اللہ تعالیٰ کی محبت کا مقصد

ارشاد۔ عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب رحمہ اللہ

اللہ تعالیٰ کی محبت کا مصرف یہ ہے...... کہ اللہ کی اطاعت کرو......اور مخلوق خدا سے محبت کرو۔ (یادگار باتیں)

اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے کا طریقہ

ارشاد۔ عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب رحمہ اللہ
کہ دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ:
۱- اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا دھیان کرو...... اوران پر شکرادا کرتے رہو۔
۲- اہل محبت کی صحبت اختیار کرو...... اوران کے حالات ...... واشعار اور کتابوں کو پڑھتے رہو۔ ۳- زندگی کے سب کاموں میں...... اتباع سنت کا اہتمام کرو۔
پھر فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کی محبت کا مصرف یہ ہے...... کہ اللہ کی اطاعت کرو...... اور مخلوق خدا سے محبت کرو۔ (یادگار باتیں)

رحمت الٰہی

ارشاد۔ مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ...... چالیس سال تک...... رحمت باری تعالیٰ کے موضوع پر وعظ فرماتے رہے...... اس کے بعد خیال آیا کہ...... کبھی لوگ رحمت باری تعالیٰ کو سن کر...... اعمال صالحہ کرنے سے نہ رُک جائیں...... چنانچہ ایک روز شیخ نے خوف خدا باری تعالیٰ کے موضوع پر وعظ فرمایا...... جس کا لوگوں پر اتنا اثر ہوا کہ...... جلسہ میں سے چار پانچ آدمی فوت ہو گئے...... شیخ پر عتاب ہوا کہ کیا میری رحمت چالیس سال میں ختم ہو گئی؟ (یادگار باتیں)

رحمت الٰہی کے نمونے

فرمایا: حدیث میں قصہ آیا ہے کہ ایک عورت موسہ یعنی فاحشہ تھی جنگل میں جا رہی تھی دیکھا ایک کتا پیاسا مر رہا ہے اس کو رحم آیا' کنوئیں پر اس کو پانی پلانے کے لیے لے گئی' دیکھا تو وہاں ڈول رسی نہ تھا اس نے اپنا چرمی موزہ اتارا اور اوڑھنی میں باندھ کر پانی نکال کر اس کتے کو پلایا اور اس میں جان آ گئی' تمام عمر میں اس نے یہ عمل نیک کیا' حق تعالیٰ نے فقط اس کی وجہ سے بخش دیا...... بعضوں کی نجات راستہ کے کانٹے ہٹا دینے کی وجہ سے ہو گئی ہے...... (ملفوظات حکیم الامت)

اللہ تعالیٰ کی محبت گناہ چھڑا دیتی ہے

فرمایا: حضرت مولانا گنگوہیؒ کے پاس ایک شخص آیا اور بیعت کی درخواست کی...... مولاناؒ نے اس کو بیعت کرلیا اور تمام گناہوں سے یعنی کفر وشرک وغیرہ سے توبہ کرادی...... جب مولانا بیعت کر چکے تو کہنے لگے کہ مولوی جی اور تم نے افیم (افیون) سے تو توبہ کرائی نہیں...... مولانا نے فرمایا کہ بھائی مجھے کیا خبر تھی کہ تو افیون کھاتا ہے اچھا جس قدر افیون تو روزانہ کھاتا ہے اس کی گولی بنا کر میرے ہاتھ پر رکھ دے...... چنانچہ اس نے گولی بنا کر مولاناؒ کے ہاتھ پر رکھ دی......

مولاناؒ نے اس کو دیکھا اور اس میں سے تھوڑا سا حصہ لے کر کہا اس قدر کھالیا کر' مقصود یہ تھا کہ بتدریج چھڑا دی جائے گی مگر جب قلب میں محبت خدا آتی ہے تو افیون کیا سلطنت بھی چھوٹ جاتی ہے اس نے کہا کہ مولوی صاحب کیا کھاؤں گا اور یہ کہہ کر افیون کی ڈبیہ جیب سے نکالی اور بہت دور پھینک دی' گھر پہنچ کر افیون کا تقاضا ہوا مگر اس نے نہیں کھائی' آخر دست لگے' مولاناؒ کے پاس کہلا بھیجا کہ مجھے دست لگ رہے ہیں مگر میں توبہ کو نہیں توڑوں گا......

چند روز میں دست بند ہو گئے جب بالکل تندرست ہو گیا تو مولاناؒ کے پاس آیا آ کر سلام کیا' مولاناؒ نے پوچھا کہ بھائی کون ہو' کہنے لگا جی میں ہوں افیون والا اور ایک روپیہ نکال کر مولانا کو دیئے اور کہا کہ مولوی صاحب یہ افیون کے روپیہ ہیں...... مولاناؒ نے فرمایا کہ بھائی افیون کے روپیہ کیسے کہنے لگا کہ میں ایک روپیہ مہینہ کی افیون کھاتا تھا جب میں نے چھوڑ دی تو نفس بہت خوش ہوا کہ ایک روپیہ ماہوار بچے میں نے نفس سے کہا کہ میں ایک روپیہ تجھے ہرگز نہ دوں گا میں اپنے پیر کو دوں گا...... دیکھئے اس شخص نے دین کو کتنا خالص کیا وہ ایک روپیہ بھی اپنے پاس نہیں رکھے...... نیز یہ ایک جملہ معترضہ تھا...... مقصود یہ ہے کہ ہمت وہ چیز ہے کہ وہ سب کچھ کرادیتی ہے...... (ملفوظات حکیم الامت)

عظمت خداوندی

حدیث قدسی میں ارشاد ہے کہ اے بندے تو اگر بقدر قراب الارض گناہوں کا بار لے کر میرے پاس آئے گا جس میں زمین آسمان چھپ جائیں تو میں اتنی ہی بڑی مغفرت لے کر تجھ سے ملاقات کروں گا بشرطیکہ میری عظمت تیرے دل میں ہو...... (ملفوظات حکیم الامت)

خدا تعالیٰ سے مانگنے والا کبھی محروم نہیں ہوتا

کاش کہ ہم لوگ خدا کے آگے ہاتھ پھیلانے کے عادی بن جائیں' امت نے مانگنا چھوڑ دیا ہے' ایک بچہ کو جب یہ اعتماد ہے کہ ہمارا سپر پاور ماں باپ ہیں' کچھ ہو تو ماں باپ' ہمارا بھی بس یہی اعتماد ہو کہ ہمارے اللہ تعالیٰ ہیں' جب کچھ ہوگا خدا سے کہہ کہ منوالیں گے...... (فیض ابرار) (شمارہ ۱۵)

محبت الٰہی کے کرشمے

محبت خداوندی مستلزم ہے محبت عباداللہ کو جس کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی وہ عزیز و اقربا سے بھی محبت کرے گا اور جس کو شہوات سے محبت ہوگی وہ اس سے دور ہوگا اور جس کو اللہ اور اس کے رسول سے زیادہ محبت ہوگی وہ صلہ رحمی بھی زیادہ کرے گا اور برابر حقوق بھی ادا کرے گا خواہ وہ پڑوسیوں کے حقوق ہوں یا اسلامی حقوق ہوں...... (ملفوظات حکیم الامت)

رحمت خداوندی

حدیث صحیح میں ہے کہ بعض لوگوں نے عمر بھر تہجد نہیں پڑھا ہوگا مگر محشر میں ان کے لئے ارشاد ہوگا کہ ان کے نامہ اعمال میں لکھ دو کہ یہ عمر بھر تہجد گزار رہے ہیں...... کیونکہ ہر رات کو ان کی نیت یہی ہوتی تھی کہ آج ضرور تہجد پڑھیں گے مگر آنکھ نہ کھلتی تھی تو اس میں ان کا قصور نہیں اس لئے تہجد گزار سمجھا جائے......"نیة المرء خیر من عمله" پھر بھی ہماری جو لغزشیں ہیں وہ خاصہ بشریت ہیں سو وہ توبہ کے بعد ان کی رافت و رحمت کے

سپرد ہیں ان سے زیادہ کون ہے اپنے بندوں پر ترس کھانے والا ”ان اللہ بالناس لروف رحیم آپ کی مجبوری اور دل کی نیت کو جاننے والے ہیں وہاں قلوب ہی دیکھے جائیں گے کہ اس میں کیا لے کر آئے ہیں...... (مجالس حکیم الامت)

اللہ تعالیٰ کی محبت

اللہ تعالیٰ کی محبت جب انسان کے دل و دماغ میں رچ بس جاتی ہے تو

۱......انسان دلیر و بہادر ہو جاتا ہے دنیا والوں سے اسے کوئی خوف نہیں رہتا یہاں تک کہ وحشی درندوں سے بھی نہیں ڈرتا' کیونکہ اللہ سے محبت کرنے والوں کا ہر چیز سے خوف اٹھ جاتا ہے بلکہ ہر چیز احترام کرتی ہے اور کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی......

۲......انسان سخی ہو جاتا ہے اس کے دل میں مخلوق کے لئے ہمدردی پیدا ہو جاتی ہے اور اس طرح بخیلی' کنجوسی اور خودغرضی ختم ہو جاتی ہے...... خودغرضی ختم ہو جاتی ہے تو انصاف پیدا ہو جاتا ہے...... جب انصاف پیدا ہو جاتا ہے تو لوگوں کے دلوں میں اس کی عزت واحترام پیدا ہو جاتا ہے......

۳......انسان کے دل سے دنیا کی چیزوں کی وقعت ختم ہو جاتی ہے' جب وقعت ختم ہو جاتی ہے تو سادگی پیدا ہو جاتی ہے' جب سادگی پیدا ہو جاتی ہے تو حرص وہوس ختم ہو جاتی ہے' جب حرص وہوس ختم ہو جاتی ہے تو قناعت پیدا ہو جاتی ہے' اور جب قناعت پیدا ہو جاتی ہے تو انسان غنی ہو جاتا ہے اور دنیا کے غموں سے نجات مل جاتی ہے......

۴......اللہ کی عظمت وشان کبریائی جب دل و دماغ پر چھا جاتی ہے تو اس کا اپنا کبر و تکبر ختم ہو جاتا ہے اور عاجزی پیدا ہو جاتی ہے......

۵......جس انسان کے دل میں اللہ کی محبت ہوتی ہے تو اسے اللہ کی مخلوق سے بھی پیار ہو جاتا ہے اور جب مخلوق سے پیار ہو جاتا ہے تو غیبت' نفرت' بغض وحسد اور عناد و دشمنی ختم ہو کر تواضع پیدا ہو جاتی ہے اور مخلوق کی خدمت کر کے اسے خوشی حاصل ہوتی ہے......

۶...... جب کوئی بندہ اللہ سے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس بندے سے محبت کرتے ہیں اور جس بندے سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتے ہیں اس کو دین کی سمجھ بوجھ عطا فرما دیتے ہیں اور جس کو دین کی سمجھ مل جاتی ہے اس کو دین پر چلنا آسان ہو جاتا ہے......اور جو

دین پر چلنے لگتا ہے تو جہنم سے دور ہوتا جاتا ہے اور جنت سے قریب ہوتا جاتا ہے......

۷...... جب اللہ سے محبت ہو جاتی ہے تو دنیا کے مال و دولت اور جاہ و حشم سب ہیچ ہو جاتے ہیں نہ کسی چیز کے جانے کا غم ہوتا ہے نہ آنے کی خوشی' ہر چیز کو بندہ اللہ کی امانت سمجھتا ہے اور اس وجہ سے چوری' دغا بازی' فریب اور ظلم و تشدد سے کوئی چیز حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتا...... کوئی چیز چلی جائے تو صبر کر لیتا ہے اور اگر مل جائے تو شکر بجالاتا ہے...... یعنی صبر و شکر کی خوبی پیدا ہو جاتی ہے اس محبت کے حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دنیا کی محبت اور اس کی چیزوں کی محبت دل سے نکال دو اور صرف اللہ کی محبت دل میں بسا لو پھر دیکھو تم میں کیا کچھ خوبیاں پیدا ہو جاتی ہیں......

اللہ تعالیٰ کی محبت انسان کو انسان بنا دیتی ہے' ولی بنا دیتی ہے اور سب سے بڑھ کر صحیح معنوں میں اشرف المخلوقات بنا دیتی ہے...... از: سید محمد اظہر

میں چھوڑ کر کاروبار سارے کروں گا ہر وقت کام تیرا
جماؤں گا دل میں یاد تیری رٹونگا دن رات نام

(کشکول مجذوب) (شمارہ ۷۵)

اللہ تعالیٰ کی محبت کا نشہ

نشہ عجیب چیز ہے...... جس کا بھی ہو...... کاش ہمیں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا نشہ لگ جائے...... اور یہ جس کو بھی لگتا ہے اس کا عجیب حال ہوتا ہے...... کسی کو شراب کا نشہ لگ گیا یا اور نشے ہیں...... مشکل چھوٹتے ہیں...... اور اسکو عام طور پر لوگ معذور سمجھنے لگتے ہیں...... اور وہ خود بھی معاشرہ اور خاندان میں ایک عذاب کی صورت میں ہوتا ہے...... اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا نشہ اس سے کہیں لذیذ اور مزیدار اور پورے معاشرہ میں ایسے نشے والا معزز اور خاندان کیلئے رحمت اور بابرکت ہوتا ہے...... اور اس کی عجیب کیفیت ہوتی ہے...... بظاہر دنیا میں ہوتا ہے لیکن عرش کی سیر کر رہا ہوتا ہے اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کی محبت میں چُور ہوتا ہے اور بزبان حال یہ کہہ رہا ہوتا ہے جس کو ہمارے حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمہ اللہ فرماتے ہیں......

کوئی مزا مزا نہیں کوئی خوشی خوشی نہیں　　　تیرے بغیر زندگی موت ہے زندگی نہیں

پھر وہ یہ کہتا پھرتا ہے کہ

مجھے دوست چھوڑ دیں سب' کوئی مہربان نہ پوچھے
مجھے میرا رب ہے کافی' مجھے کل جہاں نہ پوچھے

بس کیا عرض کیا جائے کیا حال ہوتا ہے اور کیا کیفیت ہوتی ہے پھر تو کوئی پریشانی پریشانی نہیں رہتی کیونکہ وہ نشہ میں ہوتا ہے اس کی نظر ہر وقت اپنے آقا اور محبوب کی طرف ہوتی ہے کہ میرا محبوب مجھے دیکھ رہا ہے......

میرے حضرت حاجی محمد شریف صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک شخص کو سزا میں ننانوے چابک لگے تو اس نے اُف تک نہ کی جب سوواں چابک لگا تو اس نے چیخ ماری...... کسی نے کہا کہ یہ کیا بات ہوئی کہ تو نے ننانوے چابک تک تو اُف نہ کی اور سوویں پر چیخ اٹھا...... تو اس نے کہا کہ دراصل بات یہ ہے کہ ننانوے چابک تک تو میرا محبوب مجھے دیکھ رہا تھا اور سوویں پر وہ جا چکا تھا اس وقت مجھے تکلیف کا احساس ہوا......

یہ حالت تو ایک عشق مجازی پر ہوئی اور جسے عشق حقیقی نصیب ہو اس کے کیا کہنے اسکو تو کیسی بھی تلخیوں کا سامنا ہوگا...... تو اس کیلئے وہی شیریں بن جائیں گی......

از محبت تلخہا شیریں بود

بہر حال جسے خدا تعالیٰ کی محبت مل گئی اسے ساری نعمتیں مل گئیں میرے حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ بادشاہ نے اعلان عام کیا کہ ہمارا دربار لگے گا جو شخص جو مانگے گا اس کو دیں گے...... بس پھر کیا تھا کسی نے کچھ مانگا کسی نے کچھ مانگا بادشاہ کے ساتھ اسکی باندی کھڑی تھی بادشاہ نے غصہ کے ساتھ اسکو دیکھا اور کہا تو کچھ نہیں مانگتی اس نے فوراً بادشاہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا کہ مجھے تو بادشاہ چاہئے......

اور کہا یہ لوگ بیوقوف ہیں کہ کوئی کچھ لے رہا ہے کوئی کچھ لے رہا ہے مجھے تو آپ چاہئیں اور جسے آپ مل گئے اسکو سب کچھ مل گیا...... ہمارے روحانی جد امجد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ اپنی ایک مناجات میں فرماتے ہیں کوئی تجھ سے کچھ' کوئی کچھ چاہتا ہے...... میں تجھ سے ہوں یارب طلبگار تیرا...... بس جب صحیح معنی میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا نشہ نصیب ہو

جاتا ہے......بس پھر اس کو کوئی فکر نہیں ہوتی کسی سے کوئی ڈر خوف نہیں آج کسی کو کسی بڑے دنیادار عہدہ دار سے تعلق ہوتا ہے وہ بڑا بے خوف ہوتا ہے کہ بس جی کیا ہے ایک فون کردوں گا......حالانکہ یہ خود عاجز بے بس اور جس پر گھمنڈ ہے وہ بھی محتاج اور بے بس......

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ۔

دہلی کی جامع مسجد کے منبر پر کھڑے ہوئے اور شاہان مغلیہ کو خطاب کیا اور فرمایا:

اے لوگو! ولی اللہ دہلوی اپنے سینے میں ایک دل رکھتا ہے اس میں اللہ کی محبت کے کچھ موتی پنہاں ہیں......آسمان کے نیچے مجھ سے زیادہ کوئی رئیس ہو تو میرے سامنے آئے کیونکہ تمہاری دولتیں تمہاری وزارتیں تمہاری سلطنتیں سب زمین کے اوپر رہ جائیں گی اور تمہیں دو گز کفن میں لپیٹ کر خاک میں ڈال دیا جائے گا اس وقت پتہ چلے گا کہ دنیا کی کیا حقیقت تھی......

یہ چند باتیں جو اپنے بزرگوں سے سنی ہوئی ہیں وہ پیش کردی ہیں اللہ پاک ہم سب کو اپنی محبت کا نشہ عطا فرمائیں......(از مدیر شمارہ ۸۱)

محبت الٰہیہ کے انوار

محبت الٰہیہ بنیادی چیز ہے

محبت ہو تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ......اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے بھی محبت ہو تو اس میں بھی خود غرضی یا نفسانی خواہش مطلوب نہ ہو بلکہ اس میں بھی حق تعالیٰ جل شانہ کی محبت کا ثبوت وظہور ہونا چاہیے......اللہ تعالیٰ جل شانہ کی محبت بنیادی چیز ہے تمام نیکیوں کے کرنے اور سب گناہوں سے بچنے میں اسی محبت کو دخل ہے جس کو جتنی زیادہ حق تعالیٰ جل شانہ سے محبت ہوگی اس کے لئے سلوک اور دین کے راستے اور آخرت کی تمام منزلیں آسان ہوتی چلی جائیں گی یہی وہ محبت ہے جو دار فانی (دنیا) اور دارِ باقی (آخرت) میں عافیت اور سکون کا باعث ہے......کسی کی نماز محبت سے پڑھی جاتی ہے اور کسی کی بوجھ سمجھ کر اور کوئی گناہ سے بڑے شوق سے بچتا ہے اور کوئی بڑی مصیبت سے محبت والے کے اعمال و افعال وحرکات سب محبوب کی مرضی کے مطابق ہوتے ہیں......آیئے ہم چند اللہ والوں کے واقعات یاد کرلیں تاکہ ہمیں بھی دلی محبت کا شوق پیدا ہو......(دین ودانش جلد ۴)

تھوڑی سی محبت کا یہ حال

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کسی نے کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے محبت کا ایک ذرہ بذریعہ دعا دلوا دیں چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اس کو برداشت نہیں کرسکو گے اس نے دوبارہ کہا کہ آدھا ذرہ دلوا دیں جواب ملا کہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرما دیا ہے...... چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کچھ عرصے کے بعد اس شخص کو ملنے گئے تاکہ اس کا حال دریافت کریں اس کے پاس پہنچے تو وہ پیارا اللہ تعالیٰ کی محبت میں مست بیٹھا ہوا تھا...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کو کافی ہلایا مگر اس نے ایک نہ سنی وہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی محبت میں مست رہا نبی کو بھی نہ پہچان سکا...... اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا اے عیسیٰ کہ اگر آپ اس کے سر کے بالوں سے لیکر پاؤں کے ناخن تک ٹکڑے بھی کردیں تو پھر بھی آپ کی طرف توجہ نہیں کرے گا...... یہ آدھے ذرے والے کی محبت کا حال ہے...... (دین ودانش جلد ۴)

حق تعالیٰ کی محبت کا دوسرا واقعہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک شخص نے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی محبت دلوا دیں چنانچہ بذریعہ موسیٰ علیہ السلام ان کو اللہ تعالیٰ کی محبت مل گئی چند دنوں کے بعد اس کی بکری مرگئی پھر ایک دن اس کے بیل مرگئے اس نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا کہ میں کمزور آدمی ہوں اللہ پاک سے کہہ دیں کہ میں آپ سے دوستی نہیں کرسکتا...... موسیٰ علیہ السلام نے عرض کردیا اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا جس کو ہم ایک دفعہ اپنا دوست بنالیں پھر ہم اسکو چھوڑتے نہیں اس سے اندازہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کو اپنے بندوں کے ساتھ بے انتہا محبت ہے اور ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی ہر دم اپنے خالق اور مالک سے محبت کا ثبوت ظاہر کریں...... اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنا دوست بنالیں...... آمین...... (دین ودانش جلد ۴)

محبت کا تیسرا واقعہ

کسی نے بارش کے لیے ایک بزرگ سے دعا کروائی تو ان بزرگوں نے جواب دیا کہ آج کل اللہ تعالیٰ جل شانہ مجھ سے ناراض ہیں چنانچہ تم ایسا کرو کہ رومال گیلا کرکے صحن میں لٹکا

دووہ ناراض تو ہیں ہی وہ رومال کو خشک نہ ہونے دیں گے چنانچہ رومال ڈالتے ہی بارش شروع ہوگئی یہ بھی اللہ والوں کی راز و نیاز کی باتیں ہوتی ہیں...... جو آئے دن محبت بڑھاتی رہتی ہیں......اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی محبت کاملہ نصیب فرمائیں......آمین......(دین و دانش جلد۴)

اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کے ساتھ بے انتہا محبت

اب ذرا اس بات کو ملاحظہ فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنی مخلوق کے ساتھ کس قدر محبت فرماتے ہیں اور ساتھ اس بات کا دھیان رکھیئے کہ ہم کس درجے میں محبت کرتے ہیں......

۱......حق تعالیٰ جل شانہ نے ہمیں مسلمان گھرانے میں پیدا فرمایا یہ ان کی محبت ہی کا نتیجہ ہے......

۲......ہمیں آخری نبی کا امتی بنایا ہے یہ بڑی محبت کا نتیجہ ہے......

۳......بے شمار نعمتیں عطا فرمائی جن میں سب سے بڑی دولت قرآن پاک کی دولت ہے

۴......قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرما بھی دیا ہے کہ ایمان والے بڑی محبت رکھنے والے ہیں یہ بھی ان کی محبت اور شفقت کا نتیجہ ہے......

۵...... جب بندہ سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے تو حق تعالیٰ جل شانہ ایک ایک آیت سن کر جواب دیتے رہتے ہیں یہ خالص محبت ہی کی علامت ہے......

۶......حق تعالیٰ جل شانہ فرماتے ہیں (قرآن مجید میں) کہ تم میرا نام لو میں تمہارا نام لوں گا اور (حدیث میں) فرماتے ہیں کہ جو میرا تنہائی میں نام لے گا میں بھی اس کا تنہائی میں نام لوں گا......اور جو کسی مجلس میں میرا نام لے گا میں اس سے بہتر مجلس (فرشتوں کی) میں نام لوں گا......

۷......حق تعالیٰ جل شانہ بندے کی کوشش دیکھتے ہیں...... بندہ ایک بالشت بڑھتا ہے وہ ایک (گز) بڑھتے ہیں جب بندہ اور ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو حق تعالیٰ جل شانہ دو ہاتھ بڑھتے ہیں جب بندہ دو ہاتھ بڑھتا ہے تو حق تعالیٰ بھاگ کر پکڑ لیتے ہیں......

۸...... ہر روز رات کے آخری تیسرے حصے میں ہم سے باتیں کرتے ہوئے فرماتے ہیں کوئی بخشش مانگنے والا ہے؟ کوئی صحت مانگنے والا ہے؟ کوئی رزق مانگنے والا ہے؟ میں اسے عطا کروں کئی بار یہ فرما کے ہمیں سویا ہوا دیکھ کر بھی ناراض نہیں ہوتے جبکہ آسمان دنیا یعنی ہماری چھتوں پر تشریف فرما ہوتے ہیں اور ہم پھر بھی غافل رہتے ہیں......

۹......حق تعالیٰ جل شانہ کی کتنی بڑی محبت کا اظہار اس طرح بھی ہوتا ہے وہ ہمارے گناہوں پر پردہ ڈالتے رہتے ہیں......

۱۰......حق تعالیٰ جل شانہ، کی محبت کا اس طرح بھی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ ہم سے معمولی مزدوری لے کر لامحدود زندگی کے لیے بے انتہا اجر وثواب دے دیتے ہیں......

۱۱......حق تعالیٰ جل شانہ، نے ہمیں دنیا میں بھیجا اور ہماری سہولتوں اور ضرورتوں کا خیال فرما کر ہمیں بشری تقاضے پورے کرنے کی بھی اجازت دی جیسے کوئی بادشاہ دوسرے ملک سے ملازمت کے لیے کسی کو بلاتا ہے اور اس کی سہولت کی خاطر اپنے خرچے پر اس کے بیوی بچے بھی بلوا دیتا ہے تا کہ اس کی ضرورتیں پوری ہو سکیں اس طرح حق تعالیٰ جل شانہ، کی کیسی عمدہ محبت ہے کہ وہ دنیا میں رہ کر نکاح کرنے والے سے خوش ہوتے ہیں اور تمام بشری تقاضوں کی بھرپور اجازت دیتے ہیں کبھی سخت کام یا مجاہدے نہیں کرواتے......

۱۲......اس امت کو آخر میں بھیجنا اور حساب کتاب اس کا پہلے لے لینا بے انتہا محبت کا ثبوت ہے

۱۳...... اللہ کے لیے آپس میں محبت کرنے والے دو شخص عرش کے سایہ کے نیچے ہوں گے......یہ بھی محبت ہی کا پھل ہے......

۱۴......بندہ جب غفلت سے بھی اللہ تعالیٰ جل شانہ، کو یاد کر لے تو وہ پھر بھی بندہ کا نام لیکر یاد کرتے ہیں......جیسا کہ واقعہ مشہور ہے کہ ایک آدمی کئی سالوں سے بت کی پوجا کرتے ہوئے **یاصنم یا صنم** کہہ رہا تھا کہ غلطی سے ایک دفعہ **یاصمد** (اللہ تعالیٰ کا نام) منہ سے نکل گیا اسی وقت پیارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ **لبیک یا عبدی** (اے میرے بندے میں حاضر ہوں مانگ کیا مانگتا ہے) فرشتوں نے عرض کیا کہ یا اللہ یہ تو اپنے بت کی عبادت کر رہا تھا اس کے منہ سے غلطی سے آپ کا نام نکل آیا......تو اللہ تعالیٰ جل شانہ، نے فرمایا کہ اگر وہ بھی جواب نہ دے اور میں بھی جواب نہ دوں تو میرے اور اس میں کیا فرق ہوگا......(مولانا محمد عتیق الرحمٰن لاہور شمارہ ۶۹)

اللہ تعالیٰ کے دیدار کا شوق

صاحب قلیوبی بیان کرتے ہیں کہ حارثہ بن ابی اوفیٰ کا ایک نصرانی پڑوسی تھا......وہ مرض الموت میں بیمار ہوا تو حارثہؓ اس کی عیادت کو گئے اور اس سے کہا کہ تم مسلمان ہو جاؤ تو میں

تمہارے لئے جنت کی ضمانت کروں......اس لئے کہ جنت بے مثل چیز ہے اس کی نظیر نہیں اور اس میں بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہیں جن کی صفت ایسی ہے اور اس میں محل ہیں جن کا وصف ایسا اور ایسا ہے اس کے جواب میں نصرانی نے کہا کہ میں اس سے بھی افضل اور بہتر چاہتا ہوں......پس حارثہ نے فرمایا کہ اسلام لاؤ کہ میں تمہارے واسطے جنت میں دیدار خداوندی کا ضامن بنوں......اس نصرانی نے کہا کہ اب اسلام لاؤں گا کیونکہ دیدار الٰہی سے کوئی چیز افضل نہیں ہے چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا اور مر گیا اس کے بعد حارثہؓ نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں ایک سواری پر ہے حارثہؓ نے اس سے کہا کہ تو فلاں شخص ہے اس نے کہا ہاں حارثہؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا کیا اس نے کہا کہ جب میری روح نکلی اس کو عرش کی طرف لے گئے تو اللہ عزوجل نے فرمایا کہ تو میرے دیدار اور ملاقات کے شوق میں مجھ پر ایمان لایا ہے اس لئے تیرے واسطے میری رضامندی اور بقاء اور دیدار ہے......پس حارثہؓ نے فرمایا کہ اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس کی مدد سے میں نے تجھ پر احسان کیا......(انمول موتی جلد۱)

اللہ تعالیٰ کی رحمت بہانے ڈھونڈتی ہے

حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ صاحب قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ....اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمتیں بہانے ڈھونڈتی ہیں....جب ہمیں یہ حکم دیا کہ ان کی مشابہت اختیار کرلو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ان پر جو رحمتیں نازل فرمانا منظور ہے....اس کا کچھ حصہ تمہیں بھی عطا فرمانا چاہتے ہیں....تا کہ جس وقت عرفات کے میدان میں ان اللہ کے بندوں پر رحمت کی بارشیں برسیں....اس کی بدلی کا کوئی ٹکڑا ہم پر بھی رحمت برسا دے....تو یہ شباہت پیدا کرنا بھی بڑی نعمت ہے اور حضرت مجذوب صاحبؒ کا یہ شعر بکثرت پڑھا کرتے تھے:

تیرے محبوب کی یارب شباہت لیکر آیا ہوں　　حقیقت اسکو تو کر دے میں صورت لیکر آیا ہوں

کیا بعید ہے کہ اللہ اس صورت کی برکت سے حقیقت میں تبدیل فرما دے اور اس رحمت کی جو گھٹائیں وہاں برسیں گی....ان شاء اللہ ہم اور آپ اس سے محروم نہیں رہیں گے......(اصلاحی خطبات ج ۲ ص ۱۲۵)

محبت خداوندی کا طریقہ

ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور اس سے محبت کی دعائیں مانگتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں اپنی محبت عطا فرما.... اس وقت مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ یوں فرمارہے ہیں کہ تم مجھ سے محبت کرنا چاہتے ہو؟.... حالانکہ تم نے مجھے دیکھا تو ہے نہیں کہ براہ راست تم مجھ سے محبت کر سکو اور مجھ سے اسی طرح کا تعلق قائم کر سکو جیسے کسی چیز کو دیکھتے ہوئے کیا جاسکتا ہے لیکن اگر تمہیں مجھ سے تعلق قائم کرنا ہے تو میں نے دنیا میں اپنی محبت کا مظہر ان بندوں کو بنایا ہے.... لہٰذا تم میرے بندوں سے محبت کرو اور میرے بندوں پر رحم کھاؤ اور ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ.... اس سے میری محبت پیدا ہوگی اور مجھ سے محبت کرنے کا بھی یہی طریقہ ہے.... لہٰذا یہ سمجھنا کہ ہم تو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں یہ بندے کیا چیز ہیں؟ یہ مخلوق کیا چیز ہیں؟ یہ تو حقیر ہیں اور پھر ان مخلوق کی طرف حقارت کی نگاہ ڈالنا.... ان کو برا سمجھنا اور ان کو کمتر جاننا' یہ اس بات کی علامت ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ سے جو محبت ہے وہ جھوٹی محبت ہے اس لئے کہ جس کو اللہ تعالیٰ کی ذات سے محبت ہوگی اس کو اللہ کی مخلوق سے ضرور محبت ہوگی.... اسی لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے کسی بھائی کے کام میں اور اس کی حاجت پوری کرنے میں لگا ہوا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے کام بنانے میں لگے رہتے ہیں اور جو شخص کسی مسلمان بھائی کی بے چینی کو دور کرے.... اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی بے چینی کو دور فرمائیں گے...... (اصلاحی خطبات جلد ۸ ص ۲۲۳)

اُمید رکھنے والا گنہگار

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بدکار آدمی جو خدا کی رحمت کی امید رکھتا ہے بہ نسبت اس شخص کے جو عبادت کرتا اور خدا کی رحمت سے ناامید ہوتا ہے خدا سے زیادہ قریب ہوتا ہے...... (رواہ الحکیم والشیرازی فی الالقاب)

دل کی سوئی اللہ تعالیٰ کی طرف

والد ماجد مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مکتوب دیکھا جو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام لکھا تھا کہ ''حضرت.... میں اپنے دل کی یہ کیفیت محسوس کرتا ہوں کہ جس طرح قطب نما کی سوئی ہمیشہ شمال کی طرف رہتی ہے اسی طرح اب میرے دل کی یہ کیفیت ہوگئی ہے کہ چاہے کہیں پر بھی کام کر رہا ہوں.... چاہے مدرسے میں ہوں یا گھر میں.... دکان پر ہوں یا بازار میں ہوں .....لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دل کی سوئی تھانہ بھون کی طرف ہے'' اب ہم لوگ اس کیفیت کو اس وقت تک کیا سمجھ سکتے ہیں جب تک اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل سے ہم لوگوں کو عطا نہ فرمادے لیکن کوشش اور مشق سے یہ چیز حاصل ہو جاتی ہے کہ چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے انسان اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے.... اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری کا احساس ہوتا رہے تو پھر آہستہ آہستہ یہ کیفیت حاصل ہو جاتی ہے کہ زبان سے دل لگی کی باتیں ہو رہی ہیں مگر دل کی سوئی اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف لگی ہوئی ہے.... اللہ تعالیٰ یہ کیفیت عطا فرمادے...... (آمین) (اصلاحی خطبات جلد ۴ ص ۱۲۳)

گناہ کے دینی ودنیاوی نقصانات اوران کے چھوڑنے کی آسان تدابیر

کاموں کے اچھے وبُرے ہونے کا معیار

فی نفسہ نہ کوئی چیز بری ہے نہ اچھی ہے یہ اپنے حسن وقبح میں اپنے مضاف الیہ یعنی مراد پر موقوف ہے اگر اچھے کام کا قصد کیا جائے تو وہ ارادہ عمدہ ہے اور برے کام کا قصد کیا جائے تو وہ ارادہ برا ہے کسی عمل پر جزا وسزا بدوں ارادہ کے مرتب نہیں ہوتی اور ارادہ پر بدوں عمل کے بھی گناہ وثواب لکھا جاتا ہے لیکن اگر بدوں ارادہ کے کوئی گناہ بھول چوک سے ہوگیا تو وہ معاف ہے جس کے لئے حق تعالیٰ نے یہ دعا فرمائی...... **ربنا لاتؤاخذنا ان نسینا او اخطانا**......(خلاصہ وعظ: المراد)

گناہ بےلذت ہے

شوق لقاء میں موت کی تمنا جائز ہے اس لئے اہل اللہ موت کی تمنا کرتے ہیں مگر ہم کو اس کے نام سے بخار چڑھ جاتا ہے ہم موت کو اتنا بھولے ہوئے ہیں کہ دوسرے کو مرتا دیکھ کر بھی اتنا خیال نہیں آتا کہ یہ منزل ہمارے بھی سامنے ہے بلکہ یوں سمجھتے ہیں کہ بس موت اسی کے واسطے تھی...... حد سے بڑھا ہوا غم گناہ بےلذت ہے آخرت پر نظر ہونے سے دنیا کا غم نہ ہونا چاہیے مسلمان کا بعد موت احترام اور اس کا اپنوں سے ملنا......اور قبر گڑھے کا نام نہیں لوگوں کو موت سے وحشت اور بعض اہل اللہ موت کے شائق ہوتے ہیں......(خلاصہ وعظ: الفانی)

گناہ کرنے والوں کو ایک مغالطہ

حرص کی مذمت اور یہ کہ گناہ کو جی بھر کر کرنے سے اس کو قوت ہوتی ہے ضعف نہیں ہوتا گو اس وقت سکون ہو جائے بعض سالکوں کو اس میں غلطی ہوتی ہے...... (خلاصۂ وعظ: علاج الحرص)

گناہ کو ہلکا نہ سمجھو

گناہ ہلکا سمجھنے کی چیز نہیں نہ اعتقاداً اور نہ عملاً و حالاً کہ خلاف دین و خلاف عقل ہے ...... خیر اور شر اگرچہ قلیل ہوں حقیر نہ سمجھے...... (خلاصۂ وعظ: استخفاف المعاصی عمل الذرۃ)

گناہ، گناہ ہے

گناہ کسی عقلی یا حالی مصلحت سے حلال نہیں ہوتا گناہ میں اگرچہ منافع ہوں لیکن وہ حرام ہی رہتا ہے...... (خلاصۂ وعظ: ترجیح المفسدۃ)

گناہ کا نقصان

معصیت سے طاعت کی برکت کم ہو جاتی ہے نفس کی خصلتیں اور اسکے رام کرنے کا طریقہ، ناپاک اور حرام شے جانوروں کو بھی کھلانا حرام ہے...... (خلاصۂ وعظ: مضار المعصیۃ)

رمضان کو گناہوں سے بچاؤ

خدا کے لئے رمضان کو اس طور سے گزار دو کہ نگاہ، زبان، پیٹ کو گناہ سے بچاؤ! اب تو آپ کے پاس کوئی عذر نہیں ہے...... اب بھی اگر کوئی نہ سمجھے تو اس بت کو خدا سمجھے...... بزرگوں نے فرمایا ہے کہ رمضان المبارک کسی شخص کا جس حالت سے گزرتا ہے پھر اور دنوں میں اس کی وہی حالت رہے گی پس اگر آپ اپنا تمام رمضان اس طور سے گزار دو گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ بعد رمضان کے اسی کی عادت ہو جائے گی...... (خلاصۂ وعظ: التہذیب)

گناہ کے غم میں مبتلا ہونا

گناہوں کے غم میں مبتلا ہوجانا بعض اوقات بجائے نافع ہونے کے ضار ہوجاتا ہے اس میں مبالغہ نہ کرے ہاں ضروری توبہ کر کے کام میں لگ جاوے ایک یہ فائدہ بھی ماخوذ ہوا کہ ایک گناہ دوسرے گناہ کا سبب ہوجاتا ہے اس لئے جو گناہ چھوٹ جائے چھوڑ دو اس سے کچھ گناہوں کا سلسلہ تو کم ہوگا......اس کا انتظار نہ کرو کہ سب چھوٹیں تو چھوڑوں......(خلاصہ وعظ: الجناح)

گناہ کیوں ہوتا ہے

گناہ بےلذت ہوتا ہے، گناہ ہوتا ہے نفس کے تقاضے سے، نفس کا تقاضا ہوتا ہے ان چیزوں کے غالب عن النظر ہونے سے جو اس تقاضے کو مغلوب کرسکیں جیسے خدا تعالیٰ کی یاد، جنت کی یاد، دوزخ کی یاد اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی اور حقوق کی یاد پس ان چیزوں کا استحضار تقاضے کو مغلوب کردے گا اور تقاضے کے مغلوب ہونے سے گناہ سے محفوظ رہے گا فعل انسانی ارادہ پر موقوف ہے......(خلاصہ وعظ: الکاف)

گناہ چھوڑنے کا علاج

جو شخص مجاہدہ نہ کرسکے اس کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے ترک معاصی کا علاج مقرر فرمایا ہے جو نہایت سہل ہے کہ جب بھی گناہ ہو فوراً توبہ کرلیا کرے......(خلاصہ وعظ: تیسیر الاصلاح)

مصیبتوں کی وجہ گناہ ہیں

اکثر مصیبتیں گناہوں کے سبب آتی ہیں ایسے وقت میں توبہ واستغفار سے کام لینا اور اعمال کی اصلاح کا خیال کرنا چاہیئے ہر صحابیؓ کا ہر امتی سے باعتبار علم کے اعمق ہونا ضروری نہیں (خلاصہ وعظ: الجلاء للابتلاء)

گناہوں کی جڑ

دنیا میں کھپ جانا تمام معاصی کی جڑ ہے ہر متمدن قوم نے اسلام ہی سے تمدن و تہذیب سیکھی ہے......(خلاصہ وعظ: حب العاجلۃ)

اللہ کے ذکر سے گناہوں سے بچاؤ

اللہ کے ذکر سے ہر وقت زبان تر رکھنی چاہئے دل حاضر ہو یا نہ ہو اس لئے ذکر کے ذریعہ انسان کو نیکی بھی حاصل ہوتی ہے اور سب سے زیادہ گناہ میں مبتلا ہونے والا عضو زبان بھی گناہوں سے محفوظ رہتی ہے......(خلاصۂ وعظ: رطوبۃ اللسان)

زبان کے گناہ بہت ہیں

نااتفاقی کی جڑ زبان کی بدلگامی ہے اپنے عیوب پر نظر اور ان کے معالجہ کی فکر کی جائے معالج سے مرض کو نہ چھپایا جائے کیونکہ بغیر اظہارِ مرض علاج ممکن نہیں الا یہ کہ معالج خود تشخیص کرلے......اعضائے ظاہری میں زبان کے گناہ بہت ہیں ہمت کر کے ان سے بچیئے اور ان تدابیر سے کام لیجئے......خصوصاً غیبت سے بچیئے اگر اس کام میں کامیاب ہو جائیں تو سمجھئے کہ زبان کے بہت سے گناہ چھوٹ گئے اور جب زبان کی اصلاح ہوگئی تو سمجھ لیجئے کہ ظاہر کے بڑے حصے کی اصلاح ہوگئی......(خلاصۂ وعظ: نسیان النفس)

دوسروں سے عبرت پکڑو

امم سابقہ کے قصے عبرت پکڑنے کے لئے نقل کئے جاتے ہیں اکثر مصائب گناہوں کے سبب آتے ہیں نہ کہ اسباب طبعیہ سے رنج وغم پیش آوے تو فوراً استغفار کرلو......مردے کو دیکھ کر عبرت حاصل کرنا چاہیئے دوسروں کی مصیبت دیکھ کر اس گناہ سے بچو جس کے سبب اس پر وہ مصیبت آئی......(خلاصۂ وعظ: اتعاظ بالغیر)

حج سے تمام گناہوں کی معافی

حج سے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور حج علی الفور ہے اس لئے اس میں دیر نہ کی جائے......(خلاصۂ وعظ: الحج)

ہر گناہ کا استغفار علیحدہ ہے

توبہ استغفار صرف زبان سے استغفر اللہ کہہ لینے کا نام نہیں بلکہ ہر گناہ کے استغفار کا طریقہ جدا ہے حقوق العباد کے گناہوں کا استغفار یہ ہے کہ ان کو ادا کرو اگر روزے نماز ذمہ ہیں ان کی قضا کرو اگر گناہ کئے ہیں تو ان کی توبہ کا طریقہ استغفار یہ ندامت پڑھنا اور معاصی کا ترک کرنا ہے، استغفار کے بعد حق تعالیٰ کی طرف طاعت کے ساتھ رجوع ہو جاؤ ایسا کرنے سے ظاہری بارش میں کچھ دیر بھی ہوئی تو باطنی بارش یعنی قلب پر رحمت کی بارش تو ضرور شروع ہو جائے گی اور قوت قلب عطا ہوگی جس کے بعد مصیبت بھی راحت ہو جاتی ہے......(خلاصۂ وعظ: الاستغفار)

گناہوں سے بچنے کا عمدہ نسخہ

اللہ تعالیٰ وسیع الرحمتہ اور بڑے قدر دان ہیں سب مسلمان اپنے گناہوں کو توبہ و استغفار کر کے بخشواتے رہیں پھر محبت بڑھے گی اور محبت کا اثر یہ ہوگا کہ پھر گناہ ہی نہ ہوں گے غرض توبہ گناہوں سے بچنے کا سب سے عمدہ اور آسان طریقہ ہے......

(خلاصۂ وعظ: آثار الحوبہ فی اسرار التوبہ)

گناہ کا اصل سبب موت کا بھلانا ہے

غفلت کا اصلی سبب موت کا بھلا دینا ہے سختی فی نفسہ کوئی بری چیز نہیں لیکن شفقت دلسوزی کے ساتھ ہونی چاہیے ہم ہر وقت خطاوار ہیں پھر بھی اقرار جرم نہیں کرتے گناہ پر دلیری کرنا اور رحمت خداوندی کو ذریعہ نجات سمجھنا غلطی ہے مرنا فی نفسہ کوئی خوف کی چیز نہیں مگر یہ عدم خوف اس وقت حاصل ہوگا جب اعمال نیک ہوں گے کیونکہ اعمال نیک کی خاصیت رغبت موت ہے اعمال سیئہ کا خاصہ نفرت و وحشت ہے......(خلاصۂ وعظ: شوق اللقاء)

زبان کے گناہ

زبان کے گناہوں سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ جو بات کہو سوچ کر کہو اگر جواز اور عدم جواز میں حق کا راستہ عوام پر علماء کا اتباع واجب ہے ان سے منازعت جائز نہیں اسی طرح مرید پر شیخ کی اتباع لازم ہے بشرطیکہ خلاف شریعت نہ کرے، نبوت ختم ہو چکی ہے مگر سبیل حق منقطع نہیں ہوا اس کو علماء سے معلوم کرو اور یہ رحمت ہے کہ نبوت ختم ہوگئی ورنہ انکار نبوت سے کفر لازم آجاتا ہے جب کہ علماء اور مجتہدین کی مخالفت و منازعت سے صرف گناہ لازم آتا ہے......(خلاصہ وعظ: مطاہر الاقوال)

گناہوں کی وجہ سے ناامید نہ ہو جاؤ

معاصی کے ارتکاب سے ناامید نہ ہونا چاہیئے اور توبہ واستغفار کے بعد کام شروع کر دینا چاہیئے اپنے گناہوں کی تلافی سے مایوس ہونا اور گھبرانا یہ شیطانی کید ہے جو خدا کی رحمت سے ناامید کرتا ہے......(ملفوظات حکیم الامت)

علاج گناہ

معاصی کا علاج صرف ہمّت اور استغفار ہے......(ملفوظات حکیم الامت)

گناہ سے حفاظت

اگر معاصی سے احتیاط کی توفیق میّسر ہو تو کسی حال کی فکر نہ کرے (ملفوظات حکیم الامت)

ارتکاب گناہ پر فوراً توبہ کرنا

غفلت نہ کرنا، گناہوں سے بچنا اور پھر اس گناہ کی فکر میں نہ پڑنا یہ سلوک کا حقیقی مقصود ہے

(ملفوظات حکیم الامت)

گناہ چھوڑنا

معصیت کا چھوٹ جانا ہزاروں ذکروشغل سے افضل ہے......(ملفوظات حکیم الامت)

گناہگاروں سے معاملہ

فجار وفساق سے نفرت کے ساتھ حسنِ ظن جمع ہوسکتا ہے جیسے کوئی حسین آدمی اپنے منہ پر سیاہی مل لے......تو اس کو اچھا اور سیاہی کو برا کہا جاتا ہے اور برتاؤ میں مبتدی کو مناسب ہے کہ ان لوگوں سے نرم برتاؤ کرے مقامِ تحقیق پر پہنچنے کے بعد ہر ایک کا حق ادا کرسکتا ہے......(ملفوظات حکیم الامت)

ولی سے گناہ ہوسکتا ہے

ولی کا معصوم ہونا شرط نہیں یعنی اگر وہ اس گناہ سے فوراً توبہ و استغفار صمیم قلب سے کرے تو نسبت ولایت محفوظ رہے گی اور اگر اس گناہ پر اصرار یا عقیدۃً اس کی پیروی کی جاتی رہی تو ولی اللہ نہ رہا بلکہ وہ ولی الشیطان ہے اس سے بدعقیدہ ہوجاوے......(ملفوظات حکیم الامت)

گناہ چھوڑنے سے موت آسان

فرمایا: کہ حدیث میں ہے کہ گناہ کم کر یعنی مت کر تجھ پر موت آسان ہوجاوے گی اور قرض کم کر یعنی مت کر تو آزادی کی زندگی بسر کرے گا یعنی کسی کے سامنے تذلل نہ اختیار کرنا پڑے گا......(ملفوظات حکیم الامت)

گناہوں کی کثرت کا اثر

فرمایا: کہ کثرت گناہ سے دل کا حس خراب ہوجاتا ہے تو گناہ کی پریشانی اور ظلمت کا احساس بھی نہیں ہوتا......(ملفوظات حکیم الامت)

گناہ گار سے ملنے کا حق

فرمایا: کہ اپنے گنہگار بھائیوں سے ملو مگر ان کو سمجھاؤ...... یعنی ملنے کا حق بھی ادا کرو، تو ملو (ملفوظات حکیم الامت)

گناہ سے بچنے کا طریقہ

فرمایا: کہ معصیت سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ اول ہمت خود کرے اور اس کے ساتھ خدا تعالیٰ سے ہمت طلب کرے اور خاصان خدا سے بھی دعا کرائے...... ان شاءاللہ گناہوں سے بچنے کی ضرور ہمت ہوگی...... صاحبو کامیابی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں ایک اپنی ہمت دوسرے بزرگوں کی دعا...... ان دونوں پہیوں سے گاڑی کو چلاؤ ایک پہیا کافی نہیں...... (ملفوظات حکیم الامت)

گناہ کی ایک بڑی خرابی

فرمایا: کہ جس قدر نافرمانی ہوتی جاتی ہے حق تعالیٰ سبحانہٗ سے بندہ کا تعلق گھٹتا چلا جاتا ہے...... اور اس دوسرے ضرر کا مقتضا یہ ہے کہ اگر گناہوں پر عقوبت اور سزا کا اندیشہ نہ بھی ہوتا تب بھی گناہ نہ کرنا چاہئے...... (ملفوظات حکیم الامت)

گناہ اور شیطان کا دھوکہ

فرمایا: کہ درحقیقت یہ شیطان کا ایک دھوکہ ہے کہ گناہ کر لینے سے تقاضا کم ہو جائے گا کیونکہ ارتکاب معصیت سے فی الحال کچھ دیر کو تقاضا کم ہو جائیگا مگر اس کا اثر یہ ہوگا کہ آئندہ کے لئے مادہ معصیت قوی ہو جائے گا اور ازالہ قدرت سے باہر ہو جائے گا (ملفوظات حکیم الامت)

گناہ اور توبہ کی طاقت

فرمایا: کہ اگر ساری زمین گناہوں سے بھر جاوے تو توبہ سب کو مٹا دیتی ہے دیکھئے بارود ذراسی ہوتی ہے مگر بڑے بڑے پہاڑوں کو اڑا دیتی ہے...... (ملفوظات حکیم الامت)

اللہ تعالیٰ کی بخشش کے سامنے کوئی گناہ بڑا نہیں

فرمایا: کہ بندہ اگر اس وجہ سے توبہ نہ کرے کہ میرے گناہ اس قدر ہیں یا اس درجہ کے ہیں کہ توبہ سے کچھ فائدہ نہ ہوگا یہ بھی حماقت اور شیطان کا جال ہے کیونکہ گو یہ صورۃً شرمندگی ہے لیکن حقیقت میں یہ کبر ہے کہ اپنے کو اتنا بڑا سمجھتا ہے کہ گویا اس نے حق تعالیٰ کا کچھ ایسا نقصان کردیا ہے کہ اب اس کو وہ معاف نہیں کرسکتے...... یادرکھو یہ برتاؤ بالکل مساوات کا سا ہے حالانکہ خدا تعالیٰ اور اس کی صفات کاملہ کے سامنے تمھاری اور تمھارے افعال کی ہستی ہی کیا ہے...... سارا عالم بھی نافرمان ہوجاوے تو ان کا ذرہ برابر بھی کچھ نقصان نہیں ہوسکتا نہ ان کو عفو و کرم سے مانع ہوسکتا ہے...... (ملفوظات حکیم الامت)

گناہ سے توبہ ضرور کرے

فرمایا: کہ اگر بندوں کو رحمت حق کا مشاہدہ ہونے لگے تو گناہوں کو بڑا سمجھنے پر شرمندگی ہوگی...... ناامیدی تو بھلا کیا ہوتی...... مگر اس شرمندگی کے مقتضا پر کہ توبہ نہ کرے عمل نہ کرنا چاہیے...... کیونکہ گناہ اگرچہ رحمت حق کے مقابلہ میں چھوٹے ہیں مگر تمھارے لئے تو بڑے ہی ہیں تولہ بھر سنکھیا اگرچہ من بھر تریاق کے سامنے چھوٹا ہے مگر معدہ کے مقابلہ میں بڑا ہے...... (ملفوظات حکیم الامت)

جو مومن گناہ سے ڈرتا ہے

فرمایا: کہ مومن اپنے گناہوں سے ڈرتا ہے گو ادنیٰ ہی گناہ ہو...... بخلاف فاجر کے کہ گناہ کو مثل مکھی کے سمجھتا ہے کہ آئی اور اڑادیا...... تو معلوم ہوا کہ گناہ کو سخت سمجھ کر توبہ کرنا علامت ایمان کی ہے اور اس کو ہلکا سمجھنا علامت بے ایمانی کی ہے...... اور اوپر جو آیا ہے کہ گناہ کو بڑا نہ سمجھے اس کا مطلب یہ ہے کہ اتنا بڑا نہ سمجھے کہ توبہ سے مانع ہوجاوے اور یہاں بڑا سمجھنے کا مطلب یہ ہے کہ اتنا چھوٹا نہ سمجھے کہ توبہ کی ضرورت نہ سمجھے...... غرض اصل چیز توبہ ہے جو اعتقاد توبہ سے مانع ہو وہ مذموم ہے خواہ بڑے ہونے کا اعتقاد ہو خواہ چھوٹا ہونے کا...... (ملفوظات حکیم الامت)

فضول کام گناہ تک پہنچاتا ہے

فرمایا: کہ میں بقسم کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص اپنے فضول کاموں میں غور کرے تو اس کو معلوم ہوگا کہ لغو اور فضول کاموں سے ضرور بطور افضاء کے گناہ تک وصول ہوگیا...... مثلاً مجھے یہ واقعہ پیش آتا ہے کہ بعض دفعہ کوئی شخص آکر بلا ضرورت پوچھتا ہے کہ آپ فلاں جگہ کب جاویں گے اس سوال سے مجھ پر گرانی ہوتی ہے اور مسلمان کے قلب پر گرانی ڈالنا خود معصیت ہے اگر سوال کرنے والا مخلص ہو جب بھی مجھے گرانی ہوتی ہے کہ اس کو ہمارے ذاتی افعال کی تفتیش کا کیا حق ہے غرضیکہ کوئی لغو اور فضول کام ایسا نہیں جس کی سرحد معصیت سے نہ ملی ہو...... پس لغو اور فضول ابتداً تو مباح ہے مگر انتہاً معصیت ہے...... (ملفوظات حکیم الامت)

سر ہو کر دُعا مانگنا حق تعالیٰ کو پسند ہے

فرمایا: کہ حق تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ بندہ سر ہو کر اس سے مانگے چنانچہ حدیث میں ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُلِحِیْنَ فِی الدُّعَاءِ (ملفوظات حکیم الامت)

گناہوں کی سوزش کا احساس نہ ہونے کا راز

فرمایا: کہ فالج غفلت کی وجہ سے جسم سن ہو رہا ہے یا غفلت کا کلوروفارم سونگھ رہا ہے اس لئے گناہوں کی سوزش کا احساس نہیں ہوتا مگر ایک دن یہ فالج اور یہ سن اور یہ بے ہوشی اترے گی اور اس وقت گناہوں کی سوزش کا احساس ہوگا...... (ملفوظات حکیم الامت)

گناہوں سے دل کمزور ہو جاتا ہے

فرمایا: کہ گناہوں کی آگ خدائی آگ ہے جس کی خاصیت یہ ہے نَارُ اللّٰہِ الْمُوْقَدَۃُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَۃِ اس کا اصل محل قلب ہے اور دعویٰ سے کہا جاتا ہے کہ گنہگار کا دل بے چین ہوتا ہے اس کو راحت و چین نصیب نہیں ہوتا گناہ سے دل ضعیف اور کمزور ہوتا ہے جس کا تجربہ نزول حوادث کے وقت ہوتا ہے کہ متقی اس وقت مستقل مزاج رہتا ہے اور دیگر لوگ حواس باختہ ہو جاتے ہیں...... (ملفوظات حکیم الامت)

نفس کا مقابلہ کرو

فرمایا: کہ صاحبو نور اسی میں ہے کہ تم کو گناہ کا تقاضا ہو اور تم تقاضے کا مقابلہ کرو اس تقاضے ہی سے تو تقوے کا جمال روشن اور تقوی کا کمال ظاہر ہوتا ہے......

مقاومت تقاضا سے یہ تقاضا زائل تو نہ ہوگا مگر ضعیف ضرور ہو جائے گا جس کے بعد پھر مقاومت سہل ہو جاویگی......اور یہ بڑا نفع ہے کہ دشمن ضعیف ہو جاوے......(ملفوظات حکیم الامت)

گناہوں کا پورا نقصان ہمیں معلوم نہیں

فرمایا: کہ ہماری قوت عملیہ اس لئے کمزور ہے کہ قوت علمیہ کمزور ہے اگر ہم کو گناہوں کا ضرر پورا پورا معلوم ہوتا تو ترک صلوٰۃ پر ہم کو جرأت نہ ہوتی ...... جیسے سنکھیا کے ضرر کا ہم کو علم ہے تو کبھی تجربہ اور امتحان کیلئے کسی نے نہ کھایا ہوگا اسی طرح اوپر سے گرنے کا ضرر سب کو معلوم ہے تو امتحان کے واسطے کبھی اوپر سے نہ گرا ہوگا......(ملفوظات حکیم الامت)

مسلمان کو گناہ میں لذت نہیں مل سکتی

فرمایا: کہ مسلمان کو گناہ کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کا خوف ضرور ہوتا ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوں گے اور آخرت میں عذاب ہوگا...... یہ خیال ساری لذت کو مکدر کر دیتا ہے اس لئے مسلمان کو گناہ میں پوری لذت نہیں مل سکتی......(ملفوظات حکیم الامت)

گناہ کرنے سے عادت اور پختہ ہوگی

فرمایا: کہ فلسفی مسئلہ ہے کہ کسی قوت سے جتنا کام لیا جاتا ہے اتنا ہی وہ قوت زور پکڑتی ہے اور راسخ ہو جاتی ہے پس نگاہ بد کرنے سے نگاہ بد کو سکون نہ ہوگا بلکہ اس کی جڑ مضبوط ہوگی اور ایک بار گھور لینے سے جو سکون ہو جاتا ہے اس سے دھوکہ نہ کھایا جاوے کیونکہ یہ عارضی سکون ہے جیسے تمبا کو کھانے والے کو ایک بار کھا لینے سے کچھ دیر کو سکون ہو جاتا ہے لیکن طلب زیادہ ہو جاتی ہے......(ملفوظات حکیم الامت)

حد سے زیادہ غم کرنا گناہ ہے اور اس کا علاج

فرمایا: کہ حد سے زیادہ غم کرنا گناہ ہے اور گناہ بھی بے لذت اور علاج کرنا واجب ہوگا ......اصل علاج یہ ہوا کہ آخرت کی مرغوبات پر نظر کر کے دنیا کی مرغوبات کی طرف زیادہ توجہ نہ کرو تو غم غلط ہو جاوے گا......(ملفوظات حکیم الامت)

مسلمان سے ایک سال تک نہ بولنے کا گناہ

فرمایا: کہ حدیث میں ہے کہ اگر مسلمان سے ایک سال تک نہ بولا جاوے تو قتل کا گناہ ہوتا ہے......(ملفوظات حکیم الامت)

گناہ کی وجہ سے دوسرے احکام شرعیہ میں کوتاہی نہ کرے

خدا سے اس مشکل کے آسان کر دینے کی دعا کرتا رہے اور تدابیر میں مشغول رہے مگر تدبیر کو کارگر نہ سمجھے اور دعا کا حکم اس لئے ہے کہ تدبیر میں بغیر دعا کے برکت نہیں ہوتی......

استغفار کرتے رہو یعنی اپنے گناہوں سے معافی چاہو......

اگر مصیبت ہمارے کسی بھائی مسلمان پر نازل ہو تو اس کو اپنے اوپر نازل سمجھا جاوے اس کے لئے ویسی ہی تدبیر کی جائے جیسا کہ اگر اپنے اوپر مصیبت نازل ہوتی تو اس وقت خود کرتے......(ملفوظات حکیم الامت)

گناہوں کی کلفت کا احساس

فرمایا: کہ ایک بزرگ کسی کے یہاں تشریف لے گئے دروازہ پر پہنچ کر پکارا اندر سے جواب آیا کہ نہیں ہیں پوچھا کہاں ہیں جواب ملا خبر نہیں تو بزرگ صرف اتنی بات پر تیس برس تک روتے رہے کہ میں نے ایسا فضول سوال کیوں کیا کہ کہاں ہیں میرے نامہ اعمال میں ایک فضول بات درج ہوگئی حالانکہ مومن کی شان یہ ہے کہ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ، اب اندازہ کیجئے کہ جس کو ایک لغو بات سے اس قدر تکلیف ہوگی اس کو گناہ کی کلفت کا کس قدر احساس ہوگا......(ملفوظات حکیم الامت)

وصول الی اللہ کا نسخہ

فرمایا: کہ میں نے بہت دفعہ طلباء سے اور عام طور سے لوگوں سے کہا ہے کہ دو باتوں پر پختہ ہو جاؤ میں ذمہ لیتا ہوں وصول الی اللہ کا...... ایک گناہوں سے بچنا دوسرے کم بولنا اور تھوڑی خلوت ذکر وفکر کے لئے...... (ملفوظات حکیم الامت)

گناہ کا کفارہ

ایک بار فرمایا: کہ آنکھوں کو نیچے رکھو اور اس گناہ کے کفارہ کے لئے پچاس نفلیں روزانہ پڑھا کرو اور مجھ کو برابر حالات سے اطلاع دیتے رہا کرو...... (ملفوظات حکیم الامت)

سنگدلی کی علامت

فرمایا: کہ قساوت یہ ہے کہ گناہ سے نفرت نہ ہو اور طاعت سے رغبت نہ ہو......

(ملفوظات حکیم الامت)

کثرت کلام کا گناہ اور علاج

فرمایا: کہ جب زبان کو ذرا بھی وسعت دی جاتی ہے تو گناہ میں ضرور مبتلا ہو جاتی ہے اس کی ایک تدبیر جو تدبیر ہونے کے ساتھ تدارک بھی ہے یہ ہے کہ جب دو چار آدمی جمع ہو کر باتیں کریں تو باتیں ختم کرنے سے پہلے کچھ ذکر اللہ اور ذکر الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کر لیا کرو اس کی ضرورت حدیث سے بھی ثابت ہے چنانچہ ارشاد ہے ماجلس قوم مجلسا لم یذکر واللہ فیہ ولم یصلوا علی نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم الا کانت علیھم ترۃ، یعنی جس مجلس میں لوگ باتیں کرتے ہیں اور جس مجلس میں حق تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہیں بھیجتے وہ مجلس ان کے لئے قیامت کے دن حسرت کا باعث ہوگی اور بھی کچھ نہ ہو تو ختم کرتے وقت یہی کہہ لیا کریں سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَ سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ یہ لفظ جامع ہے ذکر اللہ اور ذکر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں کو علماء نے لکھا بھی ہے کہ یہ کفارہ مجلس ہے...... (ملفوظات حکیم الامت)

بدگمانی کا گناہ اور علاج

ایک صاحب نے بدگمانی کا علاج دریافت کیا تو فرمایا: کہ کسی کی طرف سے بدگمانی قلب میں آوے تو اول علیحدہ بیٹھ کر یاد کرے کہ اللہ تعالیٰ نے بدگمانی سے منع فرمایا: ہے تو یہ گناہ ہوا اور گناہ پر عذاب کا اندیشہ ہے تو اے نفس حق تعالیٰ کے عذاب کو کیسے برداشت کرے گا یہ سوچ کر توبہ کرے اور دعا کرے کہ اے اللہ میرے دل کو صاف کردے اور جس پر بدگمانی ہو اس کے لئے دعا بھی کرے کہ اے اللہ اس کو دونوں جہاں کی نعمتیں عطا فرما دن رات میں تین مرتبہ ایسا کرے اگر پھر بھی اثر رہے دوسرے تیسرے دن ایسا ہی کرے اگر پھر بھی اثر رہے اب اس شخص سے مل کر کہے کہ بلاوجہ مجھ کو تم پر بدگمانی ہوگئی تم معاف کردو اور میرے لئے دعا کردو کہ یہ دور ہو جاوے..... (ملفوظات حکیم الامت)

گناہ کا اظہار کب ضروری ہے؟

فرمایا: کہ میں نے کبھی بزرگوں کے پاؤں نہیں دابے نہ کبھی اس کا جوش اٹھا...... ایسی حالت میں اگر کبھی دابتا تو تصنع سے ہوتا جب جی میں نہیں تھا نہیں کیا کہ کون بناوٹ کرے بزرگوں سے...... بہت سے لوگ تو اس کو ذریعہ تقرب سمجھتے ہیں البتہ جب جوش ہو تو مضائقہ نہیں اور صاحب کیا بزرگوں کو معلوم نہیں ہو جاتا جوش چھپا نہیں رہتا...... آدمی جس کو شیخ بناتا ہے وہ بہرحال اس کو اپنے سے تو زیادہ ہی عقلمند اور صاحب بصیرت سمجھتا ہے پھر اس کے ساتھ تصنع کیوں کرے میں بزرگوں کے معاملہ میں تو کیا بناوٹ کرتا اپنے عیوب بھی ان سے کبھی نہیں چھپائے...... صاف کہدیا کہ مجھ میں یہ عیوب ہیں اور یہ مرض ہیں خیر وہ مرض تو گئے نہیں لیکن اس سے علاج تو ہر مرض کا معلوم ہو گیا ورنہ لوگ بلی کے گو کی طرح اپنے عیوب کو چھپاتے ہیں...... گو معصیت کا اظہار نہیں چاہیے لیکن جب اس کی اصلاح اپنے اختیار سے خارج ہو جاوے تب اظہار بھی ضروری ہے گو تفصیل کی ضرورت نہیں...... کیونکہ آخر شیخ کو تعلق ہوتا ہے اس کو سن کر افسوس ہوتا ہے ہاں جب مرض بڑھنے لگے تب اظہار ضروری ہے جیسے کسی کو سوزاک ہو جاوے تو اگر معمولی تدابیر سے اچھا نہ ہو تو ضرور ہے کہ باپ سے ظاہر کردے...... (ملفوظات حکیم الامت)

اپنے کو بڑا سمجھنا

فرمایا: کہ صاحبو اپنے آپ کو بڑا سمجھنا ایسا فعل ہے جس میں مفاسد ہی مفاسد ہیں آدمی اپنے کو کبھی بڑا نہ سمجھے...... اگر یوں ذہن میں نہ آوے تو چاہئے کہ بہ تکلف اس کی مشق کرے اہل اللہ نے اس کی تدابیر لکھی ہیں وہ یہ ہیں کہ اگر اپنے سے چھوٹے کو دیکھے تو اس وقت خیال کرے کہ یہ مجھ سے عمر میں چھوٹا ہے اس نے گناہ کم کئے ہیں میری عمر زیادہ ہے گناہ میرے زیادہ ہوں گے اور اپنے سے بڑے کو دیکھے تو یوں خیال کرے کہ اس کی عمر میری عمر سے زیادہ ہے اس نے نیکیاں بھی مجھ سے زیادہ کی ہونگی لوگ ان باتوں کو توہمات سمجھتے ہیں لیکن یہ توہمات ہی کام دینے والے ہیں...... (ملفوظات حکیم الامت)

مشاہدۂ حق گناہ کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتا

فرمایا: کہ یادرکھو کہ خدا کی نافرمانی کیساتھ مشاہدہ جمال حق کبھی نہیں ہوسکتا دل اور روح کی آنکھیں اس وقت کھلتی ہیں جب نفس کی شہوت ولذات کو حرام جگہ سے روکا جائے......

(ملفوظات حکیم الامت)

شیطان کا دھوکہ

فرمایا: کہ درحقیقت یہ شیطان کا ایک دھوکہ ہے کہ گناہ کر لینے سے تقاضا کم ہو جائے گا کیونکہ ارتکاب معصیت سے فی الحال کچھ دیر کو تقاضا کم ہوجائیگا مگر اس کا اثر یہ ہوگا کہ آئندہ کیلئے مادہ معصیت قوی ہوجائے گا اور ازالہ قدرت سے باہر ہوجائے گا...... (ملفوظات حکیم الامت)

کیفیت موجب قرب نہیں بلکہ عمل باعث قرب ہے

فرمایا: کہ تقاضائے معصیت پر عمل کر لینے کے بعد جو ایک قسم کا سکون محسوس ہوتا ہے وہ ہرگز قابل قدر نہیں کیونکہ یہ کیفیت ہے عمل نہیں ......اور کیفیت موجب قرب نہیں بلکہ عمل باعث قرب ہے...... (ملفوظات حکیم الامت)

گناہ کا میلان

فرمایا: کہ انسان جب تک زندہ ہے لوازم بشریہ سے چھوٹ نہیں سکتا...... چنانچہ انسان کیسا ہی کامل ہو جاوے میلان معصیت کبھی کچھ نہ کچھ وسوسہ یا خیال معصیت آ ہی جاتا ہے......(ملفوظات حکیم الامت)

چین نہ آنا گناہ نہیں

ایک صاحب نے لکھا کہ اگر کوئی شخص کسی قسم کی تکلیف ونقصان پہنچاوے تو چین نہیں آتا جب تک اس سے انتقام نہ لے لوں...... اس کا کیا علاج ہے فرمایا: کہ چین نہ آنا معصیت نہیں صرف کلفت ہے جس کا تحمل مجاہدہ اور موجب اجر ہے......(ملفوظات حکیم الامت)

حسد کا گناہ اور علاج

فرمایا: کہ کسی دوست یا دشمن کے زوال نعمت سے اگر اندر سے دل خوش ہو اگرچہ بظاہر اس سے اظہار افسوس بھی کیا جاوے یہ چونکہ غیر اختیاری ہے اور اس کو مذموم بھی سمجھا جاتا ہے اس لئے معصیت نہیں......البتہ نقص ہے اس کا علاج بہ تکلف اس شخص کے لئے دعا کرنا ہے بکثرت ایسا کرنے سے ان شاء اللہ یہ نقص زائل ہو جاوے گا......(ملفوظات حکیم الامت)

گناہ کی تاویل بڑا گناہ ہے

فرمایا: کہ آدمی گناہ کرے اور اپنے کو گنہگار سمجھے یہ اچھا ہے اس سے کہ گناہ کو رنگ عبادت میں ظاہر کر دے...... یہ بہت ہی برا ہے گناہ کو گناہ تو سمجھو......(ملفوظات حکیم الامت)

توبہ سب گناہوں کو مٹا دیتی ہے

فرمایا: کہ اگر ساری زمین گناہوں سے بھر جاوے تو توبہ سب کو مٹا دیتی ہے...... دیکھئے بارود ذرا سی ہوتی ہے مگر بڑے بڑے پہاڑوں کو اڑا دیتی ہے......(ملفوظات حکیم الامت)

بدنظری سے گناہ کا تقاضا اور پکا ہوتا ہے

فرمایا: کہ فلسفی مسئلہ ہے کہ کسی قوت سے جتنا کام لیا جاتا ہے اتنا ہی وہ قوت زور پکڑتی ہے اور راسخ ہو جاتی ہے پس نگاہ بد کرنے سے نگاہ بد کو سکون نہ ہوگا بلکہ اس کی جڑ مضبوط ہوگی اور ایک بار گھور لینے سے جو سکون ہو جاتا ہے اس سے دھوکہ نہ کھایا جائے' کیوں کہ یہ عارضی سکون ہے جیسے تمبا کو کھانے والے کو ایک بار کھا لینے سے کچھ دیر کو سکون ہو جاتا ہے لیکن طلب زیادہ ہو جاتی ہے یا یوں سمجھو کہ جیسے درخت کی جڑ میں جب پانی دیا جاتا ہے تو وہ تھوڑی دیر میں نظروں سے غائب ہو جاتا ہے مگر واقع میں غائب نہیں ہوتا بلکہ وہ اب شاخوں اور پتیوں میں رطوبت بڑھا کر ظاہر ہوگا اور جڑ کو پہلے سے زیادہ مضبوط کرے گا پس جو لوگ مقتضائے تقاضہ پر عمل کرتے ہیں وہ حقیقت میں تقاضے کو کم نہیں کرتے بلکہ اس کی آبیاری کرتے ہیں...... (ملفوظات حکیم الامت)

آسمان پر پہلا گناہ

حدیث میں ہے کہ رائی برابر بڑائی بھی جس کے قلب میں ہوگی وہ جنت میں نہ جائے گا...... (یعنی ابتدائی طور پر) اور اس مرض سے بہت کم لوگ خالی ہیں کم و بیش سب میں ہوتا ہے اسی مرض نے شیطان کو جس نے آٹھ لاکھ برس تک عبادت کی تھی ایک پل بھر میں مردود بنا دیا اور اس راز کی وجہ سے حکماء امت نے کہا ہے کہ نرے وظیفے سے کچھ نہیں ہوتا جب تک کہ کسی کے پاس نہ رہے کہ وہ اس کے تکبر کا علاج کرے...... ہم نے دیکھا ہے کہ جو لوگ محض کتابیں دیکھ کر کچھ کرتے ہیں ان کے اخلاق درست نہیں ہوتے...... غرض شیطان نے تکبر ہی کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور اس کے سبب ملعون ہو گیا...... محققین نے کہا ہے کہ آسمان پر سب سے پہلا گناہ یہ ہوا اور کوئی گناہ نہ ہوا تو یہ تکبر ایسی بری چیز ہے جس قدر بھی کم ہو زیادہ ہے...... (تادیب المصیبۃ)

گناہ کرنے سے اس کا تقاضا کم نہیں ہوتا

فرمایا: کہ درحقیقت یہ شیطان کا ایک دھوکا ہے کہ گناہ کر لینے سے تقاضہ کم ہو جائے گا کیوں کہ ارتکاب معصیت سے فی الحال کچھ دیر کو تقاضہ کم ہو جائے گا مگر اس کا اثر یہ ہو گا کہ آئندہ کے لئے مادر معصیت قوی ہو جائے گا اور ازالہ قدرت سے باہر ہو جائے گا......

(ملفوظات حکیم الامت)

حقیقی لذت نیکی میں ہے گناہ میں نہیں

گناہ میں جو لذت ہے اس کی مثال کھجلی جیسی ہے کہ خود اس میں کوئی لذت نہیں محض مرض کی وجہ سے لذت معلوم ہوتی ہے پھر فوراً ہی سوزش پیدا ہوتی ہے سو یہ دراصل مرض ہے جیسا کہ سانپ کے کاٹے ہوئے کو کڑوا بھی میٹھا معلوم ہونے لگتا ہے سو کسی عاقل کو ایسی لذت علاج سے مانع نہیں ہوتی' البتہ حقیقی لذت طاعت میں ہے' چونکہ ان لوگوں نے ابھی اعمال آخرت اور پرہیزگاری اور طاعت کی لذت چکھی نہیں اس لئے گناہ اور نفسانی لذات ان کو مرغوب معلوم ہوتے ہیں آخرت اور پرہیزگاری کی لذت حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھئے کہ کس طرح اس کے پیچھے سلطنت کی لذت ترک کر دی...... حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس لذت کے پیچھے لباس شاہانہ ترک کر کے غریبانہ کپڑوں پر کفایت کی...... (استخفاف المعاصی)

گناہ کے تقاضا سے مقابلہ کرنا تقویٰ ہے

فرمایا: کہ صاحبو نور اسی میں ہے کہ تم کو گناہ کا تقاضہ ہو اور تم تقاضہ کا مقابلہ کرو...... اس تقاضہ ہی سے تو تقویٰ کا گھر روشن اور تقویٰ کا کمال ظاہر ہوتا ہے...... تقاضہ کے مقابلے میں یہ تقاضہ زائل تو نہ ہو گا مگر ضعیف ضرور ہو جائے گا جس کے بعد پھر مقاومت (مقابلہ) سہل ہو جائے گی اور یہ بھی بڑا نفع ہے کہ دشمن ضعیف ہو جائے...... (ملفوظات حکیم الامت)

بد دین کی صحبت کا اثر

بد دین کی صحبت کا اول اثر یہ ہوتا ہے کہ منکر پر تغیر نہیں ہوتا (یعنی گناہ دیکھ کر خفگی نہیں ہوتی) (اختیار الخلیل)

وصول الی اللہ کی سیڑھی

فرمایا: میں نے بہت دفعہ طلباء سے اور عام طور سے لوگوں سے کہا ہے کہ دو باتوں پر پختہ ہو جاؤ میں ذمہ لیتا ہوں وصول الی اللہ کا...... ایک گناہوں سے بچنا دوسرے کم بولنا اور تھوڑی خلوت (تنہائی) ذکر و فکر کے لئے...... (ملفوظات حکیم الامت)

ارتکاب گناہ میں تاویل

فرمایا: ایک مولوی صاحب مجھ کو ملے کہ وہ گناہ میں مبتلا تھے خیر گناہ تو انسان ہی سے ہوتا ہے لیکن زیادہ افسوسناک یہ امر تھا کہ انہوں نے مجھ سے بھی پوچھا کہ اگر نیت بخیر سے گناہ کر لیں تو کیا حرج ہے؟ میں نے کہا توبہ کرو! توبہ کرو! اور میں نے ان کو سمجھایا کہ اس کا حاصل تو یہ ہوا کہ خدا کا قرب حاصل کرنے کے لیے گناہ کیا جاتا ہے...... فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر حرام چیز پر بسم اللہ کہے تو کافر ہو جاتا ہے اس لیے کہ اس نے شریعت کا مقابلہ کیا...... مسئلہ مجوشہ میں میں یہ تو نہیں کہوں گا کہ کفر ہے لیکن ہاں اشد درجہ کا گناہ قریب بہ کفر اور بڑی شدید غلطی ہے جب ان کی سمجھ میں آ گیا اور توبہ کی...... اس روز سے معلوم ہوا کہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اس غلطی میں مبتلا ہیں اور کاوش کی جائے گی تو ممکن ہے کہ اس غلطی میں ابتلاء اکثر لوگوں کو ہو...... (ملفوظات حکیم الامت)

کسی عمل کو حقیر نہ سمجھو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ کسی نیک عمل کو حقیر نہ سمجھنا ہر نیک عمل میں خاصیت مغفرت کی ہے اسی طرح ہر گناہ میں خاصیت عذاب کی ہے چھوٹا ہو یا بڑا...... (اصلاح دل)

گناہ سے پہلے طبیعت میں رکاوٹ

جب تک ایک گناہ نہ کرے تو طبیعت میں اس سے ایک رکاوٹ ہوتی ہے جب کر لیا تو وہ بھی نہ رہی تو آئندہ گناہ کا وقوع اور بھی زیادہ ہوگا کم نہ ہوگا اور بالفرض اگر توبہ بھی کر لی تو اکثر احوال میں وہ توبہ کامل نہ ہوگی، محض صورت توبہ کی ہوگی، اور گناہ کے ترک کے لئے کافی نہ ہوگی...... (ملفوظات حکیم الامت)

گناہوں پر نکیر نہ کرنے کا وبال

ایک گاؤں کی نسبت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اس کو اُلٹ دو...... جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اس گاؤں میں ایک شخص ہے کہ اس نے کبھی نافرمانی نہیں کی، فرمایا کہ مع اس کے اُلٹ دو اس لیے کہ ہماری نافرمانی دیکھتا تھا اور کبھی اس کو تغیر تک نہیں ہوا......

(وعظ اختیار خلیل دعوات نمبر ٦ ص ١٩٧ س ٦)

گناہ چھڑوانے کا طریقہ

فرمایا: کہ ایک گناہ تو وہ ہیں کہ جن کو اگر چھوڑ دیا جائے تو آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچے مثلاً داڑھی منڈانا ٹخنہ ڈھکنا، اگر ان کو چھوڑ دے تو کوئی کام تو نہیں اٹکتا ایسوں کو تو فوراً چھوڑ دینا چاہئے اور بعضے ایسے ہیں کہ جن کو چھوڑنے کے بعد کچھ کلفت و تکلیف ہو تو ایسے گناہوں کے بارے میں تو کہہ دیتا ہوں کہ رفتہ رفتہ ہی چھوڑ دو...... نیت یہ ہوتی ہے کہ کسی طرح تو چھوڑ دیں جن سے ایک دم چھڑانے کی امید نہیں بلکہ اگر ان پر اس کا زور ڈالا جائے تو وہ تمام عمر بھی نہ چھوڑیں......

ایک اور طریقہ گناہوں کے چھوڑنے کا یہ بتلایا کرتا ہوں کہ مکان میں دروازہ بند کر کے سوتے ہوئے حق تعالیٰ سے دعا کیا کرو اللہ میں بڑا کم بخت ہوں، نالائق ہوں اور پاجی ہوں غرض خوب سخت سخت الفاظ اپنے لئے استعمال کر کے کہو کہ یا اللہ میری ہمت تو ان کے ترک کے لئے کافی نہیں آپ ہی مدد فرمائیں...... یہ ترکیب کر کے دیکھو ان شاء اللہ ایک ہی دو ہفتہ میں سب گناہ ختم...... مگر کوئی کرتا ہی نہیں جیسے کوئی لڑکا سبق یاد نہ کرے اور استاد سے کہے کہ تم ہی یاد کر لیا کرو...... (ملفوظات حکیم الامت)

گناہ کسے کہتے ہیں؟

جو امر (کام) شرعاً ممنوع ہو وہ گناہ کہلاتا ہے......(ملفوظات حکیم الامت)

گزشتہ گناہ معاف

حضرت مولانا مولوی محمد یعقوب صاحبؒ کی حکایت یاد آئی......حدیث پڑھی گئی تھی کہ جو شخص تازہ وضو سے دو رکعت نماز پڑھے اور ان رکعتوں میں حدیث النفس نہ کرے تو اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں......

ایک طالب علم نے کہا کہ حضرت ایسا ہو سکتا ہے کہ نماز میں خیال نہ آئے......مولانا نے فرمایا کہ کبھی کر کے بھی دیکھا تھا یا ویسے ہی شبہ کرتے ہو......(وعظ تذکیر الآخرۃ ص ۱۱۴ ص ۵)

اصلاح کا آسان نصاب

فرمایا: کہ میری محبت کے لئے کوئی لمبی چوڑی شرطیں نہیں بس صرف یہ ہے کہ جس طرح میں چاہوں اس طرح چلے اور میں کوئی دشوار کام بھی نہیں کراتا......میں کوئی مجاہدہ بھی نہیں کراتا......رات کو جگاتا نہیں......کھانا پینا کم نہیں کرنا......بس تھوڑا سا ذکر بتا دیتا ہوں اس کو ہمیشہ کرے اور معاصی (گناہ) کو بالکل چھوڑ دے اور عادات کی اصلاح کرے اور عادات کی اصلاح کا بس خلاصہ یہ ہے کہ اس کا خیال رکھے کہ کسی کو اس کے قول یا فعل سے کوئی تکلیف یا الجھن نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر میں یہ کہتا ہوں کہ جو شخص اتنا کرے گا وہ ہرگز محروم نہیں رہ سکتا......اب بھلا یہ بھی کوئی مشکل کام ہے......(ملفوظات حکیم الامت)

کسی عمل کو حقیر نہ سمجھو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ کسی نیک عمل کو حقیر نہ سمجھنا ہر نیک عمل میں خاصیت مغفرت کی ہے اسی طرح ہر گناہ میں خاصیت عذاب کی ہے چھوٹا ہو یا بڑا......(اصلاح دل)

گناہ وجرم میں تاویل کرنا

میں اپنا قصہ بیان کرتا ہوں کہ لڑکپن میں والد صاحب کے پاس میرٹھ میں رہتا تھا وہاں نوچندی ہوئی میں وہاں گیا جس رئیس کے یہاں والد صاحب رہتے تھے ان کے صاحب زادے ہنسنے لگے اور مجھ سے پوچھا کہ کیوں صاحب نوچندی میں جانا کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ میں تماشا دیکھنے کے لیے نہیں گیا تھا بلکہ اس لیے گیا تھا کہ دیکھوں کہ وہاں کیا کیا منکرات ہیں تا کہ وہاں جانے سے اوروں کو دلائل کے ساتھ منع کرسکوں......غرض تاویل کرلی پس جب ہمارے اندر یہ آفت ہے تو جو ہمارے فیض یافتہ ہیں ان میں کیوں نہ ہوگی، کبھی اپنے جرم کا اقرار نہیں کرتے اور عورتیں زیادہ اس بلا میں مبتلا ہیں کہ نام الف بے بھی نہیں جانتیں لیکن اگر کوئی خطا ہو جائے گی تو ہرگز اپنی خطا کا اقرار نہیں کریں گی......(ملفوظات حکیم الامت)

عورتوں کی گناہ میں اثر انگیزی

عورتیں خود تو کمانے کے قابل نہیں ہیں مگر کمانے والوں کو گناہوں میں زیادہ تر یہی مبتلا کرتی ہیں ان کے منہ میں یہ زبان ایسی ہے کہ مردوں سے سب کچھ کرالیتی ہے......اور کہنے کا طریقہ ان کو ایسا آتا ہے کہ مرد کے دل میں بات گھستی چلی جاتی ہے......میں سچ کہتا ہوں کہ زیادہ تر عورتوں کی فرمائشیں ہی مردوں کو حرام آمدنی اور رشوت ستانی وغیرہ پر مجبور کرتی ہیں، پس مردوں کے ان سب گناہوں کا سبب یہی ہیں اس لئے یہ بھی اس گناہ سے نہیں بچ سکتیں......اور میں مردوں کو متنبہ کرتا ہوں کہ عورتوں کی فرمائشوں کا زیادہ تر سبب ان کا باہم ملنا جلنا ہے، جب یہ محفلوں میں جمع ہوتی ہیں تو ایک دوسرے کو دیکھ کر حرص کرتی ہیں کہ کاش میرے پاس بھی فلانی جیسا زیور اور کپڑا ہو، اسی واسطے میں رائے دیتا ہوں کہ عورتوں کو آپس میں ملنے نہ دیا کرو، خربوزہ سے دوسرا خربوزہ رنگ بدلتا ہے، ان عورتوں کی نگاہ ایسی تیز ہوتی ہے کہ خدا کی پناہ کہیں محفل میں جائیں گی تو ذرا سی دیر میں سب کے زیور اور لباس پر فوراً نظر پڑ جائے گی......(اسباب الغفلۃ)

دل کا آپریشن

فرمایا: کہ جس طرح والدین بچے کو دنبل کا آپریشن کرتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ قلوب کا آپریشن کرتے ہیں جبکہ دلوں میں غفلت بڑھ جاتی ہے اور گناہوں کی ظلمت سے دل پر پردے پڑ جاتے ہیں تو مصیبت اور بلا کے نشتروں سے دلوں کا خراب مادہ نکالا جاتا ہے اور ان کی اصلاح کی جاتی ہے پس یہاں بھی بالفعل تکلیف ہے وہاں بھی مگر انجام دونوں کا راحت ہے فرق اتنا ہے کہ وہاں راحت قریب ہے کہ پندرہ بیس دن ہی میں دنبل میں نشتر دینے سے صحت ہو جاتی ہے اور یہاں بعید ہے کہ قیامت میں اس کا ظہور ہوگا جب مصائب کا ثواب ملے گا...... (اصلاح دل)

تنگی معاش

تنگی معاش ایسی بلا کی چیز ہے کہ اچھے سے اچھے آدمی کی نیت بگاڑ دیتی ہے الا ماشاءاللہ جب آدمی کے پیٹ کو لگتی ہے تو اس کی آنکھیں ہر طرف اٹھتی ہیں ذرا ذرا سی چیز پر جان دینے لگتا ہے......
اچھے اچھے خوشحال لوگوں کو جب تنگی پیش آتی ہے تو نیتیں بگڑ جاتی ہیں اور معمولی ضرورتوں کے لئے وہ کام کر بیٹھتے ہیں جس سے دنیا میں بھی منہ کالا اور آخرت میں بھی منہ کالا ہوتا ہے...... سودی قرض لیتے ہیں اور تیرا میرا حق دبا لیتے ہیں جس میں آخر کار مقدمہ بازیاں ہوتی ہیں اور سر بازار رسوائیاں ہوتی ہیں...... آخرت کا گناہ الگ سر پر رہتا ہے تنگ دستی میں کہیں رشوت لیتے ہیں کسی کی امانت میں تصرف کر لیتے ہیں...... دنیا میں بھی رسوا آخرت کی بھی رسوائی سر پر...... (اصلاح دل)

پہلی مرتبہ گناہ پر پکڑ نہیں ہوتی

حضرت عمرؓ کے یہاں ایک چور پکڑا ہوا آیا آپ نے قطع ید کا حکم دیا اس نے کہا کہ امیر المؤمنین میں نے پہلی ہی مرتبہ ایسا کیا ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا تو غلط کہتا ہے خدا تعالیٰ کی یہ عادت نہیں ہے کہ وہ کبھی اول گناہ پر نہیں پکڑتے آخر جو تحقیق کیا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ بڑا عیار ہے مولانا فرماتے ہیں:

حلم حق با تو مواسا ہا کند　　　چونکہ از حد بگذری رسوا کند

(وعظ التعاذ بالغیر وعظ چہارم جلد ۴)

قلبی غیبت کا نقصان

حضرت جنید رحمہ اللہ کی حکایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص کو سوال کرتے دیکھا جو کہ صحیح تندرست تھا آپ نے دل میں فرمایا کہ یہ شخص صحیح وسالم ہے اور پھر سوال کرتا ہے' رات کو آپ نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص آپ کے پاس مردار لایا اور کہا کہ اس کو کھایئے انہوں نے کہا کہ یہ تو مردہ ہے کیونکر کھاؤں اس شخص نے جواب دیا کہ آج صبح تم نے اپنے ایک بھائی کا گوشت کھایا ہے تو اس کے کھانے میں کیوں تامل ہے...... انہوں نے کہا کہ میں نے غیبت نہیں کی اس نے جواب دیا کہ گو زبان سے غیبت نہیں کی لیکن دل میں اس کو حقیر تو سمجھا اور دل ہی سے تو سب کچھ ہو جاتا ہے......

آخر جنید" بہت گھبرائے اور اس فقیر کے پاس پہنچے وہ کوئی کامل شخص تھا ان کو دیکھتے کہا "وھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ" سو ان گناہوں کی طرف ہمارا کبھی ذہن نہیں جاتا کہ یہ بھی گناہ ہیں اسی طرح بعض جوارح کے ایسے گناہ ہیں کہ ان کو گناہ نہیں سمجھا جاتا بلکہ نہایت بے تکلف کیا جاتا ہے جیسے زبان کے اکثر گناہ اسی طرح اپنے کو بڑا سمجھنا اس کو بھی ہم لوگ گناہ نہیں سمجھتے ہیں بلکہ خود بینی اور خودداری کو عزت سمجھتے ہیں اور ضروری جانتے ہیں...... (وعظ تفصیل التوبہ)

شیطانی شیرہ کے نتائج

فرمایا: شیطان کو کسی نے کہا کہ تو بڑا ملعون ہے گناہ کراتا ہے اس نے کہا کہ میں کیا گناہ کراتا ہوں میں تو ایک ذراسی بات کرتا ہوں لوگ اس کو بڑھا دیتے ہیں...... دیکھو! میں تم کو تماشا دکھلاتا ہوں ایک دکان پر پہنچے ایک انگلی شیرہ کی بھر کر دکان میں لگادی' اس پر ایک مکھی آ بیٹھی' ایک چھپکلی اس پر جھپٹی اس پر دکان دار کی بلی دوڑی اس پر ایک خریدار کا جو کہ فوجی سوار تھا کتا لپکا' دکان دار نے اس کتے کے ایک لکڑی ماری' سوار کو غصہ آیا اس نے دکاندار کے ایک تلوار ماری' بازار والوں نے اس کے انتقام میں سوار کو قتل کر ڈالا' فوج میں خبر ہوئی' فوج والوں نے بازار کو گھیر کر قتل عام شروع کر دیا' بادشاہ وقت نے دوسری فوج سے ان ظالموں کو سزا میں قتل کرنا شروع کیا' ایک گھنٹہ میں تمام شہر میں ندی خون کے نالے بہہ گئے...... شیطان نے کہا کہ دیکھا میں نے کیا کیا تھا اور لوگوں نے اس کو کہاں تک پہنچایا...... (ملفوظات حکیم الامت)

ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ کی کمال تواضع

حضرت ذوالنون مصریؒ سے لوگوں نے درخواست کی کہ حضرت بارش نہیں ہوتی......
فرمایا کہ میں سب سے زیادہ گناہگار ہوں شاید بارش میری وجہ سے نہیں ہوتی' میں یہاں سے چلا جاتا ہوں اس کے بعد چلے گئے اور بارش بھی ہوگئی...... پس ہم لوگوں کو اپنے گناہوں پر نظر کرنا چاہئے مگر آج کل بجائے گناہ کے اپنی خوبیوں پر نظر ہوتی ہے...... (استخفاف المعاصی)

گناہ چھوڑنے کا آسان علاج

فرمایا: جو شخص مجاہدہ نہ کر سکے اس کے لئے بھی خدا تعالیٰ نے ترک معاصی کا ایک علاج مقرر فرمایا ہے جو نہایت ہی سہل ہے یعنی جو طالب ہوا اور مجاہدہ پر قادر نہ ہو وہ یہ کرے کہ جب گناہ ہو جایا کرے تو فوراً توبہ کر لیا کرے اور اگر معاودت (پھر سرزد) ہو جائے تو پھر توبہ کر لے...... یہ ہے وہ علاج اور اگر اب اس سہولت پر بھی کوئی اس کو اختیار نہ کرے تو یہ سمجھا جائے گا کہ اس کی طینت ہی خراب ہے اپنی اصلاح نہیں چاہتا...... (ملفوظات حکیم الامت)

نامحرموں کے سامنے آنے کا گناہ

بعض گھروں میں دیوروں اور جیٹھ سے اور ان کے جوان لڑکوں سے پردہ نہیں کیا جاتا' بعض عورتیں خالہ زاد اور ماموں زاد اور چچا زاد اور پھوپھی زاد بھائیوں سے پردہ نہیں کرتیں اس میں سخت فتنہ کا اندیشہ ہے اور اگر اندیشہ نہ بھی ہو تو یہ کیا کم فتنہ ہے کہ ہر روز نامحرموں کے سامنے آنے کا گناہ ان کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے' فقہاء نے یہاں تک احتیاط کی ہے کہ جوان بھتیجی کا حقیقی چچا سے بھی پردہ کرانے کا لکھا ہے کہ وہ اگر بری نظر سے نہ دیکھے گا تو ممکن ہے کہ اسی نظر سے دیکھے کہ یہ میرے لڑکے کے قابل ہے یا نہیں' اور اس نظر سے دیکھنے میں شہوت کی آمیزش کا خود اندیشہ ہے...... اللہ اکبر! یہ ہیں حکمائے امت' واقعی فقہاء نے زمانہ کی حالت کو خوب سمجھا ہے اور شیطان کے دھوکہ پر ان کی بہت نظر تھی۔ (رجاء اللقاء)

غیبت کا گناہ کیوں اشد ہے

فرمایا: کہ حضرت حاجی صاحب (امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ) نے "الغیبۃ اشد من الزنا" کی وجہ میں فرمایا کہ زنا گناہ باہی ہے اور غیبت گناہ جاہی ہے اور کبر شہوت سے اشد ہے پھر فرمایا کہ میں نے حضرت سے عرض کیا کہ یہ تو قافیہ بھی ہو گیا...... فرمایا کہ ہمارے تو ایسے ہی چٹکلے ہوا کرتے ہیں...... (ملفوظات حکیم الامت)

غیبت و زنا کا فرق

ایک حکمت حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ نے اپنے علوم موہوبہ سے بیان فرمائی وہ یہ کہ غیبت گناہ جاہی ہے اور زنا گناہ باہی ہے...... یعنی منشا غیبت کا تکبر ہے...... جو بعد غیبت کے بھی باقی رہتا ہے...... اور اسی لئے اکثر غیبت کرنے والے کو ندامت نہیں ہوتی ہے اور اپنے کو گنہگار سمجھتا نہیں...... بخلاف زنا کرنے والے کے کہ اس کو ندامت بھی ہوتی ہے اور اپنے کو گناہ گار بھی سمجھتا ہے...... سبحان اللہ کیا ٹھکانہ ہے ان علوم موہوبہ کی لطافت کا اور جو حکمتیں خود منصوص ہیں وہ ان واردات سے بھی زیادہ لطیف ہیں...... (ملفوظات حکیم الامت)

گناہوں سے دنیا کا بھی نقصان ہوتا ہے

فرمایا: ایک عورت کے یہاں ایک شادی تھی اس احمق نے باوجود سب کی فرمائش کے رسوم شادی پوری کرنے کے لیے اپنی جائیداد فروخت کر دی اور روپیہ نقد لا کر گھر میں رکھا' رات کو تمام روپے چور لے گئے' گناہ بھی ہوا اور مقصود بھی حاصل نہ ہوا اس لیے کہ جب آدمی پکا ارادہ گناہ کا کر لیتا ہے تو وہ گناہ بھی لکھا جاتا ہے...... (ملفوظات حکیم الامت)

گناہوں کا دروازہ

فرمایا: میں کہا کرتا ہوں کہ آج کل مسلمانوں کو روپیہ پاس رکھنا چاہئے خالی ہاتھ نہ رہیں کیونکہ آج کل افلاس ہزاروں گناہوں کا دروازہ ہے البتہ ایسا شخص مستثنیٰ ہے جس کے ذمہ کسی کا حق نہ ہو اور خود متوکل اور مستغنی المزاج ہو...... (ملفوظات حکیم الامت)

گناہوں سے توبہ کرنیوالوں کیلئے تسلی کا سامان

از: حکیم الامت مجدد الملت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ

(۴۰ ارشادات)

1- فرمایا تکوینیات ناگواری کا منشا بھی اللہ تعالیٰ سے محبت ہے...... مگر اس میں ماں کی محبت کا رنگ نہیں ہے بلکہ باپ کی محبت کا رنگ ہے...... باپ کی محبت یہی ہے کہ جب لڑکا شرارت کرے تو چار ادھر لگائے اور چار ادھر...... حضرات! ان مصائب سے حق تعالیٰ ہم کو مہذب بنانا چاہتا ہے تا کہ گناہوں کا کفارہ ہو جائے...... ہم لوگ اپنے اعمال بد سے اپنے آپ کو تباہ کرنے میں کسر نہیں چھوڑتے...... حق تعالیٰ ان سزاؤں سے ہم کو راستہ پر لگا دیتے ہیں...... اور دماغ درست کر دیتے ہیں......

پھر حدیث میں آیا ہے کہ دنیا کے مصائب سے بہت سے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے...... نیز ایک روایت میں ہے کہ بعض دفعہ حق تعالیٰ اپنے بندے کو خاص درجہ اور مرتبہ عطا فرمانا چاہتے ہیں جس کو وہ اپنے عمل سے حاصل نہیں کر سکتا...... تو اللہ تعالیٰ اس کو کسی مصیبت یا مرض میں مبتلا کر دیتے ہیں جس سے وہ اس درجہ عالیہ کو پالیتا ہے......

اب بتلائیے کہ یہ مصائب متاعب تکوینیہ محبت حق سے ناشی ہیں یا نہیں حق تعالیٰ کے امتحانات وابتلاء ات کو لوگ مصیبت سمجھتے ہیں ...... حالانکہ وہ حقیقت میں غایت عروج اور راحت کا سبب ہیں اور یہ حکمتیں آخرت میں جا کر سب کو منکشف ہوں گی...... لیکن عارفین کو ان کی حکمتیں آخرت سے قبل دنیا ہی میں منکشف ہو جاتی ہیں...... جن سے وہ مصائب بھی نہیں رہتے بلکہ نعم ہو جاتے ہیں......

2- فرمایا کوئی مصیبت اپنی ذات میں مصیبت نہیں بلکہ محل کے اعتبار سے مصیبت ہے ممکن ہے کہ جو چیز ایک محل میں مصیبت ہو اور دوسرے محل میں مصیبت نہ ہو...... چنانچہ قطع جلد تندرست کے لئے مصیبت ہے مگر مریض محتاج آپریشن کے لئے صحت ہے...... فاقہ تندرست کیلئے مصیبت ہے اور مریض بدہضمی کے لئے راحت وصحت ہے......

اس طرح یہ حوادث انفس واموال واولاد غیر عارف کیلئے مصائب ہیں مگر عارف کے لئے جو حکم تکوینیہ کو سمجھتا ہے مصائب نہیں......

3-فرمایا مصائب دو قسم کے ہوتے ہیں...... ایک تو وہ جو منجانب اللہ نازل ہوتے ہیں...... جس میں بندے کے کسب کو بالکل دخل ہیں بلکہ اس کا منشاء محض مشیت ایزدی ہوتی ہے اس قسم کے مصائب تو واقعی اہل اللہ کے لئے ہمیشہ موجب ازدیاد محبت ہوتے ہیں اور ایک وہ مصائب ہوتے ہیں جو بندہ پر اس کے کسب واختیار سے آتے ہیں...... اس قسم کے مصائب موجب ازدیاد محبت نہیں ہوتے......

4-فرمایا اعمال شرعیہ کو اللہ تعالیٰ نے صبر کے عنوان سے بیان فرمایا ہے اصبرو اوصابروا ورابطوا...... تاکہ سنتے ہی مخاطب کو معلوم ہو جائے کہ اس میں ہمت کی ضرورت ہوگی بس اب سالکین کو جی نہ لگنے کی شکایت کرنا فضول ہے...... کیونکہ تم کو صبر ہی کا امر ہے اور ہر عمل کی حقیقت صبر ہی ہے اور صبر میں جی نہ لگنا کیسا؟ بلکہ جی نہ لگنے کی صورت میں زیادہ خوش ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ تم کو ثواب زیادہ دینا چاہتے ہیں......

5-فرمایا کہ جو مصیبت کسی گناہ کی سزا میں پہنچتی ہے اس میں پریشانی محسوس ہوا کرتی ہے اور جو رفع درجات کے لئے ہوتی ہے اس میں پریشانی نہیں ہوتی......

6-فرمایا کہ مسلمان کو کھیتی کے ساتھ پالا پڑنے سے کامل نقصان نہیں ہوتا...... گو کھیتی ساری برباد ہو جائے...... مگر اسی مصیبت سے اجر صبر بڑھ جائے گا اور آخرت میں جو ثواب اس کے بدلہ میں ملے گا وہ اس کھیتی سے لاکھ درجہ افضل ہوگا کیونکہ اجر آخرت کی شان یہ ہے

نیم جاں بستاند وصد جاں دہد ☆ آنچہ درو ہمت نیاید آں دہد
خود کہ یابد ایں چنیں بازار را ☆ کہ بیک گل می خری گلزار را

7- فرمایا اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرو...... اس کا اثر یہ ہوگا کہ فقدان اسباب میں بھی ایک سبب راحت کا موجود رہے گا...... کیونکہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کو محبوب و حکیم سمجھے گا اور جب اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی تو پھر کسی حالت میں اس کو کلفت نہ ہوگی......

8- فرمایا احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نفس مصیبت سے جو نفس کو تکلیف ہوتی ہے اس پر بھی ثواب ملتا ہے اور صبر کا اجر الگ ہے......

9- فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا مراقبہ دل میں ڈال دیا ہے کہ ظاہری یا باطنی کیسی پریشانی لاحق ہو مجھے ایسی پریشانی نہیں ہوتی کہ جس سے از جارفتہ اور بے چین ہو جاؤں وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ حاکم بھی ہیں اور حکیم بھی...... حاکم ہونے کی حیثیت سے تو انہیں ہمارے ظاہر و باطن میں ہر طرح کے تصرف کرنے کا پورا حق حاصل ہے...... مجال دم زدن نہیں ور حکیم ہونے کی حیثیت سے اطمینان ہے کہ وہ تصرف حاکم جابر کا سا نہ ہوگا بلکہ حکمت پر مبنی ہوگا چاہے وہ حکمت ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے...... (خاتمۃ السوانح)

10- فرمایا جس طرح احکام شرعیہ احکام حق تعالیٰ ہیں...... اسی طرح احکام تکوینی بھی ہیں مگر ان کی طرف لوگوں کو توجہ کم ہے...... حکم تشریعی حکم تکوینی دونوں با مرالٰہی ہیں پھر ایک کی طرف توجہ کرنا اور دوسرے کی طرف التفات نہ کرنا کس قدر غفلت کی بات ہے...... مصیبت کا پہنچنا راحت کا ہونا یہ سب بھی تو بامرالٰہی ہیں ان کا مراقبہ کرنا چاہیے...... لبتہ احکام کے اسرار و حکم معلوم ہونا مشکل ہے...... ان میں فکر نہ کرے کہ کس نکشو د و نکشاید حکمت ایں معمارا...... ایک مجمل حکمت واقعات عالم میں یہ ہے کہ باغ میں ہر قسم کی چیزیں ہونی چاہیں...... جہاں پھل اور پھول ہیں...... وہاں گھاس اور کانٹے بھی ہیں کوئی درخت خشک ہے کوئی تر اس عالم میں یہ ساری باتیں موجود ہیں...... سبحان اللہ (مقالات حکمت)

11- فرمایا تذکرہ مصیبت سے مصیبت بڑھ جاتی ہے (عورتوں میں چونکہ مصیبت یا موت کا تذکرہ ہوتا رہتا ہے اسلئے غم تازہ ہوتا رہتا ہے)...... (معارف اشرفیہ)

12- فرمایا جب مناسب طبیعت کے واقعات پیش آجائیں تو اس وقت شریعت کی تعلیم شکر ہے اور جب نا ملائم اور مخالف طبیعت کے واقعات پیش آئیں تو اس وقت شریعت

مقدسہ نے ضبط کی تعلیم فرمائی ہے اور اسی کا نام صبر ہے ...... (معارف اشرفیہ)

13- فرمایا کوئی دنیادار ہر وقت پریشانی سے خالی نہیں کیونکہ وہ ہر وقت کسی نہ کسی تمنا میں رہتا ہے اور ہر تمنا کا پورا ہونا ضروری نہیں اس سے اس کو پریشانی ہوتی ہے ...... (معارف اشرفیہ)

14۔ فرمایا کہ بیماری میں اگر حق تعالیٰ ایک تکلیف دیتے ہیں تو اس کے ساتھ پچاس راحتیں بھی مہیا فرما دیتے ہیں ...... چنانچہ میری اس بیماری میں بہت سے مسلمان دعا کرتے ہیں اور جو دعا نہیں کرتے وہ صحت کی تمنا ہی کرتے ہیں ...... تو اتنے قلوب کا کسی کی طرف متوجہ ہو جانا کتنی بڑی رحمت ہے ...... دوسرے ہر شخص کو ہمدردی ہو جاتی ہے ناز نخرے اٹھانے والے بہت سے ہو جاتے ہیں ...... اگر کوئی خفگی یا ترشی بیمار کی طرف سے ہو جاتی ہے تو کوئی خیال نہیں کرتا کہ بیماری کی وجہ سے مزاج چڑچڑا ہو گیا ہے ...... پھر فرمایا کہ بیماری میں تیزی نہیں رہتی ...... خستگی اور شکستگی پیدا ہو جاتی ہے ...... متانت اور وقار بھی آجاتا ہے ...... چھچھورا پن نہیں رہتا ...... غرض کہ بیماری خوش اخلاق بنا دیتی ہے ......

دردا زیارست ودرماں نیز ھم ☆ دل فدائے اوشد وجاں نیز ھم

15- ایک صاحب نے کہا کہ جس زمانہ میں کوئی تکلیف نہ ہو تو اس وقت تو طبعی محبت بھی اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے ...... اور تکالیف کی حالت میں چونکہ ان کا صدور منجانب اللہ متعین ہے ...... اس لئے عقلی محبت رہ جاتی ہے ...... بعض اوقات تو ایسے شبہات پیدا ہوتے ہیں جن کا اظہار کفر ہے ...... فرمایا کہ ایسے تغیرات لوازم قطع مسافت سے ہیں جیسے سفر میں تعب بھی ہوتا ہے ...... آبلے بھی پڑتے ہیں ٹانگوں میں درد بھی ہوتا ہے مگر بعد میں وصول منزل مقصود کے سب کا تدارک کر دیا جاتا ہے ...... (ملفوظات کمالات اشرفیہ)

16- فرمایا کہ اصل تدبیر مصائب و تکالیف کی تو اصلاح اعمال ہے اگر ایسا کریں تو چند روز میں ان شاء اللہ اس کی برکت سے دشمن خائف ہو جائیں ...... (ملفوظات کمالات اشرفیہ)

17- فرمایا کہ حزن سے جس قدر جلد مراتب سلوک کے طے ہوتے ہیں مجاہدہ سے اس قدر جلد طے نہیں ہوتے ...... یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے ...... (ملفوظات کمالات اشرفیہ)

18- فرمایا کہ غم سے نفس کو تکلیف ضرور ہوتی ہے لیکن روح میں نور پیدا ہوتا ہے ......

کیونکہ یہ مجاہدہ ہے...... گو اضطراری سہی اور مجاہدہ اضطراری بھی موجب اجر ہے...... حدیثیں اس میں صریح ہیں چنانچہ مرض، فکر اور بلا پر بشارتیں وارد ہیں...... اور اس کے ساتھ ہی اس کے لئے دعا و تدبیر کا بھی امر ہے...... پس دعا و تدبیر بھی کرنا چاہیے اور غم کے فضائل و بشارت پر نظر کر کے صبر و رضا بھی اختیار کرنا چاہیے...... (ملفوظات کمالات اشرفیہ)

19- فرمایا کہ یاد رکھو بلا و مصیبت بحیثیت متنبہ اور متوجہ کرنے کے (حق تعالیٰ کی طرف) نعمت ہے اور نعمت بحیثیت ڈھیل اور دھوکہ دینے کے مصیبت ہے...... (ملفوظات کمالات اشرفیہ)

20- ایک صاحب نے لکھا کہ اگر کوئی شخص کسی قسم کی تکلیف و نقصان پہنچائے تو چین نہیں آتا...... جب تک کہ اس سے انتقام نہ لے لوں...... اس کا کیا علاج ہے فرمایا کہ چین نہ آنا معصیت نہیں...... صرف کلفت ہے جس کا تحمل مجاہدہ اور موجب اجر ہے...... تو چین نہ آنا مضر نہ ہوا بلکہ نافع ہوا باقی کلفت کا علاج یہ معلم دین کا منصب نہیں لیکن تبرعاً وہ لکھے دیتا ہوں کہ چند روز تحمل کرنے سے یہی عادت ہو جائے گی پھر اس درجہ کلفت نہ ہوگی...... (ملفوظات کمالات اشرفیہ)

21- فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جب بندہ بیمار پڑ جاتا ہے تو فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ میرا بندہ معذور ہو گیا جو نیک عمل بہ حالت صحت میں کرتا تھا وہی اب بھی تم روز روز لکھتے رہو...... دیکھئے ثواب وہی لکھا جاتا ہے حالانکہ عمل نہیں...... (حسن العزیز)

22- فرمایا کہ اصل مصیبت وہ ہے جس سے دل میں پریشانی اور بے چینی پیدا ہو پس جو شخص بیمار ہو اور دل کو پریشان پائے اس کے حق میں یہ مرض مصیبت ہے اور اگر دل میں پریشان نہیں بلکہ صابر و شاکر ہے...... تو یہ ہرگز مصیبت نہیں بلکہ موجب رفع درجات ہے...... (ملفوظات کمالات اشرفیہ)

23- فرمایا وجہ ناشکری یہ ہے کہ انسان مفقود کی طرف نظر کرتا ہے وجود کی طرف نظر نہیں کرتا...... (خیر الافادات)

24- ایک بار حضرت حکیم الامت مصیبت اور حزن غیر اختیاری کے منافع اور مصالح ارشاد فرما رہے تھے اس میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مصائب اور حزن غیر اختیاری سے مقبولیت عنداللہ کی استعداد پیدا ہوتی ہے گو مقبولیت پیدا ہوتی ہے اعمال صالحہ سے مگر خود مصائب اور حزن غیر اختیاری پر بھی ثواب ملتا ہے جس سے درجات بھی بلند ہوتے ہیں اور مصیبت

اور حزن کا خاصہ ہے کہ اس سے انکسار کی شان پیدا ہوتی ہے اور انکسار سے مقبولیت حاصل ہوتی ہے مصیبت کے جالب رحمت ہونے پر مجھ کو ایک واقعہ حضرت رابعہ بصریہ کا یاد آیا کہ ایک بار وہ حج کو تشریف لے گئیں جب حج سے فارغ ہو گئیں تو دعا کی کہ اے اللہ اگر میرا یہ حج مقبول ہے تب تو میں اسلئے مستحق اجر ہوں کہ یہ حج مبرور ہے اور حج مبرور پر اجر کا وعدہ ہے اور اگر یہ حج مقبول نہیں جب بھی مستحق اجر ہوں کیونکہ پھر تو میرے لئے یہ ایک پوری مصیبت ہوئی کہ ۔

از در دوست چہ گویم بچہ عنواں رفتم ☆ ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرماں رفتم

اور مصیبت پر بھی آپ کی طرف سے اجر کا وعدہ ہے لہٰذا ہر حالت میں مجھ کو اجر کا استحقاق حاصل ہے خواہ میرا یہ حج مقبول ہو یا غیر مقبول تو یہ دعا اس مصیبت ہی کی نافعیت کی بنا پر کی تھی...... (فیوض الرحمٰن)

25- فرمایا ایک پریشانی ہوتی ہے گمراہی کی...... وہ مقصود کے تعین سے رفع ہو جاتی ہے...... ایک پریشانی ہوتی ہے...... محبوب کے توارد تجلیات کی یہ دوسری تو ایسی ہے کہ ہزاروں سکون اسپر قربان کر دیں...... باقی خود محبت کے نشیب و فراز کی پریشانی یہ الگ چیز ہے...... من لم یذق لم یدر طلب کی شرط اعظم مطلوب کی تعیین ہے......

سرمد گلہ اختصار مے باید کرد ☆ یک کار ازیں دو کار مے باید کرد

یا تن برضائے دوست مے باید داد ☆ یا قطع نظر زیار مے باید کرد

یعنی سرمد گلہ و شکوہ چھوڑنا چاہیے...... دو کاموں میں سے ایک کام کرنا چاہیے یا تو اس کی رضا جوئی میں جان دیدو...... نہیں تو یار ہی کو چھوڑ دو...... (فیوض الرحمٰن)

26- فرمایا کہ آخرت کا شوق عادۃً بدوں دنیا کی نفرت کے نہیں ہو سکتا اور دنیا سے نفرت بدون ناگوار حوادث کے نہیں ہوتی...... یہ حق تعالیٰ کی رحمت ہے کہ ایسے اسباب پیدا فرما دیتے ہیں کہ آدمی کو خود بخود دنیا سے نفرت ہو جاتی ہے...... (الافاضات)

27- فرمایا کہ ہر چیز میں خدا کی حکمت اور رحمت رکھی ہوتی ہے حتیٰ کہ بیماری اور مصیبت میں بھی...... کیونکہ اگر انسان ہمیشہ تندرست رہے تو کبھی دنیا سے جانے کو جی نہ چاہے...... اگر چاہے بھی تو تکلیف کے ساتھ اور بیماری وغیرہ کی وجہ سے دنیا سے نفرت ہو جاتی ہے اور جی چاہتا ہے کہ اپنے اصلی گھر کو جائیں تاکہ راحت نصیب ہو...... یہ کتنی بڑی

رحمت اور حکمت ہے......(الافاضات)

28-فرمایا کہ مصائب میں جو حکمتیں ہوتی ہیں وہ حق تعالیٰ ہی کو معلوم ہیں......اگر بندہ کو معلوم ہو جائیں تو وہ مصائب کی تمنائیں کرے اور دعائیں کرے......جب اس میں حکمت ہے تو ہر مصیبت میں یہ استحضار کرے کہ اس میں میرے لئے حکمت ہے......(الافاضات)

29-فرمایا کہ اس مراقبہ سے زیادہ آسان اور سہل کرنے والا مصیبت کا اور کوئی طریق ہی نہیں کہ اس کو سوچ لیا جایا کرے کہ اس مصیبت میں ثواب ملے گا......(الافاضات)

30-ایک صاحب نے ایک خانگی معاملہ کے متعلق عرض کیا کہ اس سے حضرت کو تکلیف ہوتی ہوگی حضرت نے فرمایا نہیں صاحب مجھ کو کچھ تکلیف نہیں ہوتی......اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھے ایک ایسی چیز دی ہے کہ اس کے سبب سے مجھ کو کسی ایسی بات سے تکلیف نہیں ہوتی...... جہاں یہ سوچا کہ اس میں ثواب ہوگا بس ساری تکلیف گھل جاتی ہے پھر کچھ تکلیف نہیں رہتی......(الافاضات)

31-ایک صاحب کچھ پریشان تھے......حضرت والا نے ان کو درود شریف کی تعلیم فرمائی اور فرمایا کہ درود سے رحمت ہوتی ہے اس لئے اس سے پریشانی بھی رفع ہوگی......(الافاضات)

32-ایک صاحب حوادث مثلاً بیماری وغیرہ سے پریشان تھے......ایک دوسرے صاحب نے ان کے متعلق فرمایا کہ پریشان کیوں ہو......بس یہ مذاق رکھئے جیسا کہ غالب نے کہا ہے۔ ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا (الافاضات)

33-مکتوب: فرمایا کہ ایک صاحب کا خط آیا ہے لکھا ہے کہ میری لڑکی ہے جب وہ بیمار ہوتی ہے تو میں بدحواس ہو جاتا ہوں......قلب میں دنیا کی اس قدر محبت ہے (جواب): اولاد دنیا نہیں ہے ہاں دنیا میں رہتی ہے ان کے حقوق ادا کرنا دین ہے یہ بھی لکھا ہے کہ وطن چھوڑ کر کہیں چلا جاؤں تب اس بلا سے نجات ملے گی (جواب): بلا سے بھی نجات ملے گی اور ثواب سے بھی نجات ملے گی یہ بھی لکھا ہے کہ اولاد نے بندہ کو تباہ کر دیا ......(جواب): بندہ کے دین کو تو تباہ نہیں کیا...... یہ بھی لکھا ہے کہ بندہ کی مشکل حضرت کی توجہ اور دعا سے آسان ہوگی (جواب): اگر مشکل مشکل ہی رہے تو ثواب زیادہ ملے گا......

اس پر فرمایا کہ اگر یہی سوالات کہیں اور جاتے تو نہ معلوم بے چاروں کی کیا گت بنائی جاتی......ان جوابات کو دیکھ کر ان شاء اللہ تعالیٰ سکون ہو جائے گا......(الافاضات)

34- فرمایا کہ آج کل تو ضعف دین کی یہ حالت ہے کہ جہاں کوئی حادثہ پیش آیا وہ ارضی ہو یا سماوی پریشان ہو جاتے ہیں......اس کے اجر اور ثواب سب کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے......انبیاء علیہم السلام کو نہیں دیکھا کہ ان کو کس قدر مصائب اور آلام کا سامنا ہوا......کفار عرب نے حضور کو ستانے میں کیا کچھ کسر چھوڑی؟ غرض انبیاء اور اولیاء پر سخت کلفتیں آئیں مگر وہ اس سے گھبرائے نہیں......وجہ یہ ہے کہ جہاں اس مصیبت اور تکلیف پر نظر ہوتی ہے وہاں وہ حضرات یہ بھی دیکھتے ہیں کہ نازل کرنے والا کون ہے اور جب دیکھتے ہیں کہ وہ اس ذات کی طرف سے ہے تو بزبان حال کہتے ہیں (الافاضات)

ناخوش تو خوش بود بر جان من　　　دل فدائے یار دل رنجان من

35- ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ آپ تو ان معمولی مصائب اور تکالیف ہی سے گھبرا اٹھے جس کا سبب ضعف تعلق مع اللہ ہے......اصل مصیبت اور مشقت کی چیز موت ہے...... جسے حق تعالیٰ نے بھی مصیبت کے لفظ سے تعبیر فرمایا اصابتکم مصیبۃ الموت اور کسی مشقت کا نام لے کر اس کو مصیبت نہیں فرمایا......مگر ان کو یاد کرنے والوں کی تو یہ حالت ہوتی ہے کہ ان کو موت جیسی مصیبت بھی لذیذ اور مطلوب اور محبوب ہوتی ہے...... یہ سب ذکر اللہ کی برکت ہے کہ کوئی چیز بھی پریشان اور غیر مطمئن نہیں کر سکتی......مگر اسی سے لوگوں کو غفلت ہے......(الافاضات)

36- ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں جنہوں نے اضطراب کی شکایت کی تھی فرمایا کہ ضرورت ہی کیا ہے سکون کی اگر سکون ساری عمر بھی نصیب نہ ہو تو ضرر کیا ہوا اس لئے کہ اضطراب بھی خدا کی ایک بہت بڑی نعمت ہے اس میں بھی حکمتیں ہیں......(الافاضات)

37- فرمایا کہ حزن سے عبدیت میں شکستگی پیدا ہوتی ہے کہ بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں یا پگھل رہے ہیں اور یہ خود ایک مستقل مجاہدہ بھی ہے اور تکلیف پر اجر کا وعدہ ہے......(الافاضات)

38- فرمایا کہ حزن خود ایک نعمت ہے حزن سے جس قدر سلوک کے مراتب طے ہوتے ہیں اتنی جلد دوسرے مجاہدہ سے نہیں ہوتے یہ دو چیزیں بڑی ہی زبردست نعمت ہیں ایک فکر دین اور ایک حزن...... (الافاضات)

39- ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جب مجھ پر کوئی مصیبت آتی ہے تو تین وجہ سے شکر واجب سمجھتا ہوں...... ایک تو یہ کہ اس سے زائد نہ ہوئی دوسرے یہ کہ دین پر کوئی آفت نہ آئی تیسرے یہ کہ جزع فزع نہ کیا اللہ تعالیٰ نے صبر عطا فرمایا...... فرمایا سبحان اللہ! بالکل صحیح ہے......

40- ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ جو غیر اختیاری بلائیں انسان پر آتی ہیں...... اللہ تعالیٰ ان پر صبر کی توفیق دے دیتے ہیں اور بلاؤں کے اور مصائب کے آنے میں بڑی حکمتیں ہوتی ہیں......ایک رحمت یہ ہے کہ بلائیں جو آتی ہیں وہ بھی بتدریج یہ بھی حکمت سے خالی نہیں کہ ان کا تحمل ہو جائے پھر اس سے مالا مال ہو جاتا ہے (الافاضات)

نظر شیطان کا تیر ہے

خوب سمجھ لو کہ شیطان اول اول تو اچھی نیت سے دکھلاتا ہے چند روز کے بعد جب محبت جاگزین ہوتی ہے تو پھر نگاہ کو ناپاک کر دیتا ہے تو ضروری امر یہ ہے کہ علاقہ ہی نہ کرو اور علاقہ ہوتا ہے نظر سے لہذا نظر ہی نہ کرو' غالباً حدیث میں ہے یا کسی بزرگ کا قول ہے **النظر سھم من سھام ابلیس** نظر شیطان کے تیروں میں سے (پہلا) تیر ہے کہ اس کا زخم بھی نظر نہیں آتا اور سودا قلب (دل کی گہرائی) تک اترتا چلا جاتا ہے یہ نظر ایسی چیز ہے کہ اس کا اثر پیدا ہونے کے بعد مدت تک یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ ہم کو تعلق ہو گیا بلکہ جب کبھی محبوب جدا ہوتا ہے اس وقت قلب میں ایک سوزش سی پیدا ہوتی ہے اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ تعلق ہو گیا اور جس قدر یہ سوزش بڑھتی ہے خدا کی محبت کم ہو جاتی ہے اور اس سے خدا تعالیٰ کو بہت غیرت آتی ہے اور کیوں نہ آئے گی جب کہ محبوبان دنیا کو غیرت آتی ہے......(الانعاظ بالغیر)

گناہ کے برے اثرات

''غرض آج کی معصیت اور گناہ قلت علم کے سبب سے نہیں ہے بلکہ قلت اخلاق' قلت نورانیت اور قلت توفیق کے سبب سے ہے اور توفیق سلب ہونے کے اسباب میں سے مشتبہ کمائی اور حرام کمائی ہے کہ آدمی احتیاط سے نہ کمائے' حلال وحرام کا کوئی امتیاز نہ کرے' مشتبہ اور غیر مشتبہ کو نہ دیکھے......بس پیسہ مقصود ہو کہ جس طرح سے بھی ہو پیسہ بٹور لو' خواہ ڈکیتی سے ہو یا چوری سے ہو یا رشوت سے ہو......ایسے پیسے کا اثر یہی ہے کہ توفیق جاتی رہتی ہے''......(ملفوظات حکیم الامت)

تقویٰ سے جرائم کا انسداد

''اصل میں جرائم سے بچانے والا خدا کا خوف ہے' پولیس جرائم سے نہیں بچا سکتی ہے اگر پولیس سے ہتھیاروں سے اور فوجی طاقتوں سے گناہوں سے روکا جا سکتا تو آج کی دنیا سب سے زیادہ متقی ہوتی' اس لئے کہ آج نہ فوج کی کمی ہے نہ پولیس کی کمی ہے اور نہ ہتھیاروں کی کمی ہے لیکن یہ چیزیں جتنی بڑھتی جا رہی ہیں اتنے جرائم بھی بڑھتے جا رہے ہیں...... بنا وہی ہے کہ جرائم کا روک لینا پولیس کا کام نہیں ہے محض قانون کا کام نہیں...... جب تک انسان کی اخلاقی حالت اندر سے صحیح نہ ہو اور جب تک اللہ تعالیٰ کا خوف سامنے نہ ہو آدمی جرائم سے نہیں بچ سکتا''...... (ملفوظات حکیم الامت)

زنا کے وسیع بُرے اثرات

''حقیقت یہ ہے کہ زنا میں آدمی تین گناہ کرتا ہے اور تین کی حق تلفی کرتا ہے...... چنانچہ زنا کرنے والے نے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حق تلفی کی...... اس نے حکم دیا کہ زنا مت کرو' اس نے کیا تو اللہ تعالیٰ کی خلاف روزی کی...... دوسرا گناہ یہ ہے کہ اس نے پبلک کی حق تلفی کی کہ امن اٹھا دیا اور ایسا راستہ پیدا کر دیا کہ لوگ زنا کرتے پھریں...... تیسرا گناہ اپنے نفس کا کیا' کہ اس پر لازم تھا کہ اپنے نفس کو اس برائی سے پاک بناتا...... اس نے گناہ کر کے اپنے قلب کو اپنے نفس کو بدن سب کو آلودہ اور ملوث کیا...... اب توبہ کرنے سے اللہ تعالیٰ اپنے حق کو اگر چاہیں گے تو معاف کر دیں گے لیکن یہ جو نفس میں گندگی بیٹھی ہوئی ہے اور پبلک کا نقصان کیا ہے یہ توبہ سے معاف نہیں ہوں گے جب تک سنگسار نہ کیا جائے اور رجم نہ کیا جائے''...... (ملفوظات حکیم الامت)

ضرورت تقویٰ

''ارتکاب جرائم کی وجہ یہ نہیں کہ اس دور میں پولیس اور فوج کی کمی ہے بلکہ دلوں میں اللہ کا ڈر اور خوف باقی نہیں ہے اگر یہ ہو تو آدمی کو ارتکاب جرائم کی ہمت ہی نہیں ہو گی خواہ وہاں پولیس اور فوج ہو یا نہ ہو...... پھر چاہے تنہائی میں ہو وہاں بھی گناہ سے بچے گا''...... (ملفوظات حکیم الامت)

گناہوں کا تریاق

ارشاد:۔ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ

انسان کی پوری زندگی پر اتباع سنت چھا جائے...... جب اس کے ایمان میں کمال آ جائے گا ......اور اس کو مومن کامل کہیں گے...... لیکن یاد رکھئے اتباع سنت کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ...... کبھی بھی غلطی نہ ہو...... اور گناہ نہ ہو...... یہ شان تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ہے...... ہم سے گناہ ہوتے ہیں...... اور گناہ کرتے بھی ہیں...... مگر اس کا حل یہ ہے کہ فوراً توبہ کر لیں...... صدق دل سے توبہ کرنے سے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے...... اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک میں فرمایا گیا ہے...... کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب له. (یادگار باتیں)

کبر شیطانی کام

''ایک گناہ وہ کہ جس کا منشاء کبر و نخوت ہے اور ایک لغزش وہ ہے کہ جس کا منشا حرص ہے...... حرص سے گناہ کا سرزد ہونا یہ تو آدمی کی جبلت ہے اور کبر سے گناہ کا سرزد ہونا شیطان کا کام ہے...... کبر میں ٹھیک حق تعالیٰ شانہ کا مقابلہ ہوتا ہے اور باہ سے جو گناہ ہوتا ہے اس میں آدمی خود اپنے کو ہیچ سمجھتا ہے کہ میں حرص میں مبتلا ہوں اس سے اللہ تعالیٰ کی بڑائی میں دل کے اندر کوئی کمی نہیں آتی ہے''...... (ملفوظات حکیم الامت)

ہر چیز سے نصیحت

''علمائے کرام لکھتے ہیں کہ کسی کی اچھائی دیکھو تو حرص کرو' برائیاں دیکھو تو حرص مت کرو' لوگوں کی نیکی بھی ہماری ترقی کا ذریعہ بنتی ہے اور اگر برائیوں کو دیکھ کر عبرت پکڑی اور ان سے بچ گئے تو لوگوں کے گناہ بھی ہماری ترقی کا ذریعہ بن گئے غرض دنیا کی ہر چیز میں عبرت' نصیحت اور موعظت موجود ہے...... انسان اس لئے نہیں بھیجا گیا کہ دنیا کو مٹا کر ختم کر دے بلکہ اس لئے بھیجا گیا ہے کہ وہ ہر چیز سے عبرت پکڑے ہر ہر چیز سے نصیحت حاصل کرے ہر ہر چیز سے اپنی آخرت بنائے اور اپنی آخرت کو یاد کرے یہ جب ہی ہو گا جب دنیا بچی ہوئی ہو اس کو دیکھ دیکھ کر ہم عبرت پکڑیں......'' (ملفوظات حکیم الامت)

خوفِ خدا کی ضرورت

"آج کے دور میں جتنی پولیس بڑھتی جاتی ہے اور جتنے فوج اور ہتھیار بڑھائے جاتے ہیں اس سے دو گنے جرائم بڑھتے جاتے ہیں اور عام طور سے دنیا میں فسق و فجور، مار دھاڑ، بدامنی، بدنیتی اور فسادات عام ہوتے جا رہے ہیں...... ارتکاب جرائم کی وجہ یہ نہیں ہے کہ اس دور میں پولیس اور فوج کی کمی ہے بلکہ دلوں میں "اللہ" کا ڈر اور خوف باقی نہیں رہا ہے...... اگر یہ ہو تو آدمی کو ارتکاب جرائم کی ہمت ہی نہ ہوگی خواہ وہاں پولیس اور فوج ہو یا نہ ہو پھر چاہے تنہائی میں بھی ہو وہاں بھی گناہ سے بچے گا"...... (ملفوظات حکیم الامت)

درجات تقویٰ

تقویٰ کا ابتدائی درجہ شرک سے بچ جانا ہے یہ ہر کس وناکس کے لئے لازم ہے...... جب ایک شخص اس سے بچ گیا تو اس کے بعد کا تقویٰ یہ ہے کہ کبائر گناہ سے بچے جب متقی کبائر گناہ سے بچ گیا تو تیسرا درجہ یہ ہے کہ صغائر گناہ سے بھی بچے جب گناہ صغائر سے بچ گیا تو اس کے بعد کا تقویٰ یہ ہے کہ لایعنی اور فضولیات سے پرہیز کرے اور ان سے بچا رہے...... (ملفوظات حکیم الامت)

حُسن نیت اور اتباع شریعت

کسی عمل کے لئے محض نیت کی خوبی کافی نہیں جب تک کہ وہ عمل شریعت کے مطابق نہ ہو اچھی نیت سے اگر کوئی گناہ کرے تو وہ نیکی نہیں بن جائیگا اور نہ ہی اس نیت کا کوئی اعتبار ہوگا...... (ملفوظات حکیم الامت)

جرائم کا انسداد

"اگر غور کیا جائے تو جتنے بھی جرائم اور معصیتیں ہیں وہ اللہ کے ڈر سے ہی ختم ہوتی ہیں جرائم کو نہ پولیس روک سکتی ہے نہ فوج روک سکتی ہے نہ ہتھیار روک سکتے ہیں جب تک کہ دل میں ڈر اور خوف خداوندی نہ ہوگا آدمی جرائم سے باز نہیں رہ سکتا اگر محض پولیس اور فوج سے جرائم بند ہو جایا کرتے تو آج کی دنیا سب سے زیادہ متقی ہوتی" (ملفوظات حکیم الامت)

گناہ کا منشاء

انسان میں گناہ کا منشا صرف دو چیزیں ہیں...... حب جاہ اور حب باہ...... اسی لئے بعض گناہ تو سرزد ہوتے ہیں جاہ طلبی سے مثلاً آدمی اقتدار چاہتا ہے اس کے لئے دوسروں کی توہین کرتا ہے...... تذلیل کرتا ہے زبردستی دباتا ہے جس کو اس زمانے کی اصطلاح میں استحصال عوام کہتے ہیں یعنی عوام کو حاصل کر کے ایک شخص لیڈر بنتا ہے پھر چاہے دوسروں کا خون ہو مگر اسے کرسی ملی' اسے عزت ملی' ہزاروں مخلوق برباد ہوتی ہے کٹ جاتی ہے مگر اس کی لیڈری چمک جاتی ہے...... اس کا منشا ہوتا ہے حب جاہ اور حب اقتدار......

انبیاء اختیاری معصوم ہیں اور بچوں میں غیر اختیاری عصمت ہے یہ علم کیساتھ معصوم اور بچے لاعلمی کے ساتھ معصوم وہ ناطاقتی سے معصوم اور انبیاء کمال طاقت اور قوت کے ساتھ معصوم...... ایک کی عصمت کمال میں داخل ہے ایک کی عصمت کمال میں داخل نہیں اگر دو برس کا بچہ گناہ نہ کرے تو اسے کامل نہیں کہتے اس لئے کہ نہ اس میں ارادہ ہے اور نہ وہ قوت ہے لہذا اس کے معصوم ہونے کے معنی یہ ہیں کہ خدا نے اسے مجبوراً گناہ کرنے سے روک دیا ہے وہ طاقت اس میں خدا نے ابھاری نہیں اس لئے وہ بیچارہ اپنے ارادہ سے کچھ نہیں کر سکتا...... اور انبیاء میں ساری قوتیں موجود ہیں اور پھر بچتے ہیں یہ ہے کمال...... (ملفوظات حکیم الامت)

گناہ کے بُرے اثرات

''غرض آج کی معصیت اور گناہ قلت علم کے سبب سے نہیں ہے بلکہ قلت اخلاق' قلت نورانیت اور قلت توفیق کے سبب سے ہے اور توفیق سلب ہونے کے اسباب میں سے مشتبہ کمائی اور حرام کمائی ہے کہ آدمی احتیاط سے نہ کمائے' حلال و حرام کا کوئی امتیاز نہ کرے' مشتبہ اور غیر مشتبہ کو نہ دیکھے...... بس پیسہ مقصود ہو کہ جس طرح سے بھی ہو پیسہ بٹور لو' خواہ ڈکیتی سے ہو یا چوری سے ہو یا رشوت سے ہو...... ایسے پیسے کا اثر یہی ہے کہ توفیق جاتی رہتی ہے'' ...... (ملفوظات حکیم الامت)

اولیاء اللہ گناہ پر دیر تک باقی نہیں رہتے

اولیاء اللہ میں تقویٰ کا غلبہ زیادہ ہوتا ہے اس لئے اس غلبہ کی ہی وجہ سے حق تعالیٰ شانہ بہت جلد رجوع نصیب فرماتے ہیں اور قرآن کریم میں اسی لئے فرمایا گیا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّھُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَکَّرُوْا فَاِذَاھُمْ مُّبْصِرُوْنَ جن لوگوں کی عادت تقویٰ اور طہارت کی ہے اور وہ تقویٰ دل میں جما ہوا ہے اور پھر شیطان کی کوئی جماعت ان کو ورغلاتی ہے تو تھوڑی دیر تو وہ مبتلا ہوتے ہیں اس کے بعد اچانک وہ تقویٰ ابھرتا ہے اور فوراً وہ قوت ایمانی سامنے آتی ہے تو لاحول پڑھتے ہیں اور اس سے بچتے ہیں......

ایک گناہ تو وہ ہے کہ قلب میں اس کا مادہ جمع ہے اور مسلسل گناہ کرتا جارہا ہے جیسے معاذ اللہ زنا کاری کا مادہ ہے اور وہ شخص مبتلا بھی ہے اس میں اور ایک وہ ہے کہ قلب بالکل پاک ہے مادہ ہی نہیں گناہ کرنے کا البتہ ماحول سے متاثر ہو کر گھبرا کر اتفاق سے کوئی غلطی سرزد ہو گئی تو وہ ہزار توبہ کرے گا اور وہ اتنی بڑی توبہ ہوگی کہ اگر وہ یہ گناہ نہ بھی کرتا اور ہزاروں نیکیاں کرتا تو شاید اتنے درجات بلند نہ ہوتے جتنے اس توبہ واستغفار سے بلند ہوئے...... اولیاء کرام میں گناہ کا مادہ بھی موجود ہے اور امکان بھی ہے کہ وہ گناہ میں مبتلا ہو جائیں اور کھلی معصیت سرزد ہو لیکن جب تک وہ توبہ نہ کرلیں چین نہیں آتا اور بہت بڑی توبہ نصیب ہوتی ہے...... (ملفوظات حکیم الامت)

گناہ چھوڑنے کے طریقے

گناہ و معصیت گوناگوں ہیں اس لئے آپ ان کی ایک فہرست بنالیں اور ان میں سے ایک ایک کو چھوڑنے کا عزم باندھئے مثلاً جھوٹ ہے تو عزم کیجئے کہ اسے پہلے ترک کرنا ہے پھر اگر کبھی سرزد ہو جائے تو اپنے اوپر ایک صدقہ عائد کر لیجئے کہ ہر ترک پر آٹھ آنے مثلاً صدقہ دوں گا...... چالیس دن میں جب اس کی عادت پڑ جائے تو پھر دوسرے گناہ کو لیجئے اس طرح تدریجاً انشاء اللہ سارے گناہ ترک ہو جائیں گے اور نفس میں پاکیزگی کے آثار نمایاں ہونے شروع ہو جاویں گے اور یہ منافع طاعت کی رغبت میں اضافہ کریں گے اور ان کے بالمقابل گناہ کی مضرتیں نمایاں ہو کر گناہ سے نفرت پیدا کر دیں گی دارومدار قلب کی رغبت و نفرت پر ہے مضار سامنے آنے سے نفرت بڑھتی ہے اور منافع سامنے آنے سے رغبت پیدا ہوتی ہے...... (ملفوظات حکیم الامت)

اولیاء اللہ پر شیطان اثر ڈال سکتا ہے

شیطان اولیاء اللہ کے قلوب میں اثر ڈال سکتا ہے اور امکان بھی ہے کہ وہ کسی وقت بہک جائیں اور امکان ہے کہ کوئی معصیت بھی ان سے کسی وقت سرزد ہو جائے لیکن چونکہ تقویٰ غالب ہے اس واسطے وہ غالب آ کر یا تو اس گناہ سے بچا دیتا ہے اور اگر سرزد ہو جائے تو عظیم الشان توبہ نصیب ہوتی ہے کہ وہ سو عبادتوں سے بڑھ کر عبادت ہوتی ہے......

ہمارے اکابر تعلیم دین پر زیادہ زور دیتے تھے اور اس کی اہمیت اور ضرورت کے عنوان پر خصوصیت کیساتھ بیان فرماتے تھے اس کی وجہ یہی تھی کہ اس زمانے میں جہالت عام تھی تعلیم دین کا کوئی خاص انتظام نہیں تھا شہروں میں تو کچھ مکاتب اور مدارس تھے مگر دیہاتوں میں اس کا کوئی اہتمام نہیں تھا......کوئی عالم نہ ہونے کی وجہ سے مسلمان اپنے مردے کو بغیر نماز جنازہ کے ہی دفن کر دیا کرتے تھے نام مسلمانوں کا ہوتا تھا مگر اکثر اسلام سے واقف نہیں تھے اس لئے ہمارے اسلاف کی کوشش یہ تھی کہ تعلیم کا سلسلہ عام ہو اس لئے کہ ساری خرابیوں کی جڑ اور بنیاد جہالت ہے......

حق تعالیٰ سبحانہ نے اگر کسی چیز کا سب سے پہلے اہتمام فرمایا ہے وہ تعلیم ہی ہے اس پر عہد الست کا واقعہ شاہد ہے......(ملفوظات حکیم الامت)

انسان خیر و شر کا مجموعہ

''ہر انسان میں اللہ تعالیٰ نے دو مادے رکھے ہیں ایک خیر کا مادہ اور دوسرا شر کا مادہ......

خیر کے مادے سے وہ اچھے افعال انجام دیتا ہے اور شر کے مادے سے برائی بدی اور معصیت کا ارتکاب کرتا ہے کوئی بھی انسان اس سے مستثنیٰ نہیں ہے انسان بنا ہی اس لئے کہ اس میں خیر اور شر دونوں مادے موجود ہیں اگر وہ خیر محض ہوتا تو انسان نہ ہوتا اس کو فرشتہ کہتے اور اگر شر محض ہوتا تب بھی انسان نہ ہوتا اس کو شیطان کہتے......تو جس میں شر کا نشان نہیں ہے وہ فرشتہ ہے اور جس میں خیر کا نشان نہیں وہ شیطان ہے......انسان دونوں کا مجموعہ ہے''......

''انسان خیر و شر کا مجموعہ ہے اسی لئے اس میں ترقی ہے نہ فرشتہ ترقی کر سکتا ہے نہ شیطان مادی

اور روحانی جتنی ترقی کی ہے وہ انسان نے کی ہے اس لئے کہ اس میں دونوں مادے موجود ہیں اور ضدیں جب ٹکراتی ہیں تبھی تو تیسری چیز پیدا ہوتی ہے......اس لئے انسان کو اللہ تعالیٰ نے ترقیات عطا فرمائی ہیں کہ اس میں یہ دونوں مادے موجود ہیں"......(ملفوظات حکیم الامت)

گناہوں کا نہ چھوڑنا

جب انسان اللہ کی نافرمانی نہیں چھوڑتا تو اس کا ایک وبال یہ بھی ہے کہ اللہ کی طرف سے اختلاف کا عذاب نازل ہو جاتا ہے......بعض اوقات معمولی بات بھی قوی ہوتی ہے...... کوئی جھگڑے کی نہیں ہوتی......لیکن وہ بڑھتے بڑھتے فساد بن جاتی ہے......انسان اس پر حیران ہوتا ہے کہ ایسا کیوں ہوا؟ حالانکہ یہ اسی گناہوں کے وبال کا اثر ہوتا ہے......جس کی وجہ سے انسان جھگڑے فساد میں مبتلا ہو جاتا ہے......یہی وجہ ہے کہ آج کل معمولی معمولی باتوں پر والدین اولاد سے میاں بیوی سے استاد شاگرد سے، افسر ماتحت سے، بہن بھائی سے، ساس بہوں سے دست و گریباں ہیں......ایک دوسرے سے بدگماں، غلط فہمیوں کا شکار اور پیار و محبت سے محروم ہیں......نتیجتاً پورا معاشرہ عجیب گھٹن اور افسردگی کا شکار ہے......

اگر ہم آج بھی اس بات کا تہیہ کرلیں کہ مذکورہ بالا اسباب چاہے ظاہری ہیں یا باطنی ان سب سے حتی الامکان بچیں گے......تو یقین جانئے کہ پورے معاشرے میں سکون و اطمینان اور راحت کی فضا پیدا ہوگی......اور ہر شخص اپنے دل میں فرحت اور خوشی محسوس کریگا اور نفرتیں پھر محبت میں تبدیل ہو جائیں گی......دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آپس میں پیار و محبت اور دلوں کا جوڑ نصیب فرمائے اور تمام جھگڑوں اور اختلافات سے محفوظ فرمائے......آمین! (ماہنامہ محاسن اسلام شمارہ ۷۷)

زندگی کا ورق اُلٹئے

کتاب زندگی کے ورق برابر الٹ رہے ہیں......ہر آنے والی صبح ایک نیا ورق الٹ دیتی ہے......یہ الٹے ہوئے ورق برابر بڑھ رہے ہیں اور باقی ماندہ ورق برابر کم ہو رہے ہیں......اور

ایک دن وہ ہوگا جب آپ اپنی زندگی کا آخری ورق الٹ رہے ہوں گے...... جوں ہی آپ کی آنکھیں بند ہوں گی یہ کتاب بھی بند ہو جائے گی اور آپ کی یہ تصنیف محفوظ کر دی جائے گی......

کبھی آپ نے غور کیا' اس کتاب زندگی میں آپ کیا درج کر رہے ہیں؟ روزانہ کیا کچھ اس میں لکھ کر آپ اس کا وقت الٹ دیتے ہیں...... آپ کو شعور ہو یا نہ ہو' آپ کی یہ تصنیف تیار ہو رہی ہے...... اور آپ اس کی ترتیب و تکمیل میں اپنی ساری قوتوں کے ساتھ لگے ہوئے ہیں...... اس میں آپ وہ سب کچھ لکھ رہے ہیں جو آپ سوچتے ہیں' دیکھتے ہیں' سنتے ہیں' چاہتے ہیں' کرتے ہیں اور کراتے ہیں...... اس میں صرف وہی کچھ نوٹ ہو رہا ہے جو کچھ آپ نوٹ کر رہے ہیں...... کسی دوسرے کو ہرگز کوئی اختیار نہیں جو ایک شوشہ بھی اس میں بڑھا یا گھٹا سکے...... اس کتاب کے مصنف تنہا آپ ہیں...... اور صرف آپ ہی اپنی کوشش اور کاوش سے اسے ترتیب دے رہے ہیں ذرا آنکھیں بند کیجئے اور سوچئے...... ''کل'' یہی کتاب آپ کے اپنے ہاتھ میں ہوگی اور شہنشاہ واحد وقہار آپ سے کہے گا......

اِقْرَأْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا

پڑھ اپنی کتاب زندگی آج اپنے نامۂ اعمال کا جائزہ لینے کیلئے تو خود ہی کافی ہے......(اسرائیل ۱۴)

ارشاد باری تعالٰی: (ترجمہ) وہ بھی کیسا دن ہوگا جب تم لوگ پیش کئے جاؤ گے' تمہارا کوئی راز چھپا نہ رہ جائے گا...... اس وقت جس کا نامہ اعمال سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا لو دیکھو' پڑھو میرا نامہ اعمال...... میں سمجھتا تھا کہ مجھے ضرور اپنا حساب ملنے والا ہے...... پس وہ دل پسند عیش میں ہوگا...... (الحاقہ ۲۱-۱۸)

پھر آگے ارشاد فرمایا اور جس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا' کاش میرا نامہ اعمال مجھے نہ دیا گیا ہوتا اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے' کاش میری وہی موت (جو دنیا میں آئی تھی) فیصلہ کن ہوتی' آج میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا...... میرا سارا اقتدار ختم ہو گیا (حکم ہوگا) پکڑو اسے اور اس کی گردن میں طوق ڈال دو اور پھر اسے جہنم میں جھونک دو...... (الحاقہ ۳۱-۲۵)

تو پھر سوچئے: ان خوش نصیبوں کی خوشی کا کیا ٹھکانہ ہوگا جن کا دفتر عمل ان کے داہنے ہاتھ میں

دیا جائیگا اور ان مجرموں پر کیا بیتے گی جن کی کتاب زندگی ان کے بائیں ہاتھ میں پکڑوائی جائیگی!
کبھی آپ نے غور کیا کہ آپ اپنی کتاب زندگی کس ہاتھ میں لینے کی تیاری کر رہے ہیں' دائیں ہاتھ میں یا بائیں ہاتھ میں؟...... دائیں ہاتھ میں وہی کتاب دی جائے گی جو خدا کی نظر میں دائیں ہاتھ کے لائق ہوگی اور بائیں ہاتھ میں وہی کتاب دی جائے گی جو خدا کی نظر میں بائیں ہاتھ کے لائق ہوگی...... سنجیدگی سے سوچنے کی بات ہے کہ آپ شب و روز کی دوڑ دھوپ سے جو کتاب مرتب کر رہے ہیں وہ کس آرزو کے ساتھ کر رہے ہیں! (۴۸شمارہ)

اپنی لائف کا سروے کیجئے

ہم شب و روز اپنی زندگی میں جن چیزوں کو استعمال میں لاتے ہیں ان کے مختلف قسم کے سروے ہوتے ہیں...... تعلیمی اداروں، سرکاری محکموں اور دیگر شعبہ ہائے زندگی کے مختلف سروے ہوتے ہیں...... یہ سب سروے اسی انسانی زندگی پر موقوف ہیں...... لیکن خود انسانی زندگی کا سروے کیا ہے؟ اسکی اہمیت کیا ہے؟ اس بارہ میں ہم بہت کم سوچتے ہیں اگر انسان اپنی زندگی کا وقتاً فوقتاً سروے کرتا رہے ان شاء اللہ زندگی کی گاڑی صحیح رفتار سے صحیح سمت چل سکتی ہے...... آیئے ہم اپنی زندگی کا سروے کریں......

ایک پیغام غیروں کے نام ہوتا ہے اور ایک پیغام اپنوں کے نام ہوتا ہے حق تعالیٰ فرماتے ہیں اے ایمان والو! یعنی اے ماننے والو! اے سننے والو! اے حکموں پر چلنے والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو آگ سے بچاؤ...... اس لیے اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو جہنم کی آگ سے بچانے کیلئے پہلی چیز علم کا ہونا ضروری ہے...... بقدر ضرورت دین کا علم ہو ورنہ ایسا ہوتا ہے کہ ناواقفیت کی بنا پر آدمی زبان سے کوئی ایسا کلمہ نکال دیتا ہے جس سے اسلام کے دائرہ سے بھی خارج ہو جاتا ہے...... آج بے دینی کا وہ دور ہے جس کے بارہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی شام کو مومن اور صبح کو کافر ہو جائیگا اور صبح کو مومن اور شام کو کافر ہوگا اس الحاد اور بے دینی سے بچاؤ کیلئے سب سے بڑی چیز اپنی اولاد کی دینی تربیت اور ان کا دینی ذہن بنانا ہے...... آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے سہولیات کی فراوانی ہے لیکن سہولیات سے نافرمانی کا کام لیا جا رہا ہے...... ٹائم پاس کرنے کے بہانے ہم ٹی وی'

فلموں، ڈراموں میں اپنا قیمتی وقت برباد کر دیتے ہیں ...... میں پوچھتا ہوں ایک مسلمان کیلئے ٹائم پاس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا...... مسلمان کے پاس قرآن ہے، حدیث ہے، فقہ ہے، دینی باتیں ہیں، تسبیح ہے، فکر آخرت ہے، مسلمانوں کی ہمدردی خیر خواہی، دعائیں علم پڑھنا، بچوں کی تربیت، گھر کے کام وغیرہ ہزار کام ہیں...... بقول شاعر ؎

ہزار کام ہیں دنیا میں داغ کرنے کے　　　جو کچھ نہیں کرتے کمال کرتے ہیں

اگر آج والدین اپنے بچوں کو پکڑ کر آگ میں ڈال سکتے تو کل قیامت کے دن گناہوں کے نتیجے میں وہ بچہ جب جہنم میں جلے گا تو کیسے برداشت کرو گے...... نیز بچوں کی بدعملی کی وجہ سے جہاں ان کو سزا ہوگی تو دینی تربیت نہ کرنے کی وجہ سے والدین بھی پکڑے جائیں گے...... ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبے......

اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ مسائل دین کی تعلیم ہو...... اخلاق کی تربیت ہو...... گھروں کا ماحول ٹھیک ہو اور جہاں جہاں اپنی لائف میں کمزوریاں کوتاہیاں ان کی نشاندہی کے ساتھ اپنی لائف کا سروے کریں اور دیکھیں کیا واقعۃً ہم صحیح مسلمان ہیں اس طرح کے سروے کے بعد اندازہ ہوگا کہ صرف دو چار چیزیں ہیں جو ہمارا اسلام ہے گویا بس مسلمان کا ایک ٹائیٹل لگا رکھا ہے باقی اس کے بعد اور چیزیں چوپٹ، ہماری زبان پاکیزہ نہیں، نگاہ پاکیزہ نہیں، غذاؤں میں حلال حرام کا خیال نہیں، حالات ٹھیک نہیں، خیالات درست نہیں، اوقات کا مصرف نیک کام نہیں اندازہ لگائیے ہم کہاں جا رہے ہیں...... کیا یہی مسلمانی ہے؟

خلاصہ یہ ہے کہ بقدر ضرورت علم، ایمان کی حفاظت، دین کی پابندی، حرام سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کی جائے اللہ پاک ہم سب کو اپنی لائف سدھارنے کی توفیق نوازیں ...... آمین ......　(فیض ابرار) (۴۸ شمارہ)

آخرت کے معاملے میں رسک نہ لیجئے

دنیا امتحان گاہ ہے...... یہ سیر گاہ نہیں، تماشا گاہ نہیں، آرام گاہ نہیں، قیام گاہ نہیں، یہ امتحان گاہ ہے...... افسوس کہ ہم نے اسے چراگاہ بنالیا...... ہم سمجھتے ہیں کہ ہم دنیا میں چرنے کیلئے پیدا ہوئے ہیں بس کھانا پینا ہے اور موج میلہ کرنا ہے یاد رکھئے گا کچھ لوگ دنیا میں کھانے پینے کیلئے

زندہ ہوتے ہیں اور کچھ لوگ زندہ رہنے کیلئے کھاتے پیتے ہیں تو ہم زندہ رہنے کیلئے کھائیں اور اپنے مقصد کو سامنے رکھیں اگر دنیا کے چند ایام ہم نے عیش و آرام میں گزار بھی لئے اور آخرت کے عذابوں کو خرید لیا تو ہم نے بہت برا کام کیا...... کسی بچے کو بھی کہا جائے کہ آپ کو ہم ایک ٹافی دیتے ہیں تھوڑی دیر چوس لیں پھر اس کے بعد چند تھپڑ لگائیں گے...... تو چھوٹا بچہ بھی راضی نہیں ہوتا کتنی عجیب بات ہے کہ ہم دنیا کے مزوں پر اتنے فریفتہ اور مشغول ہیں کہ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ آخرت میں عذابوں والے فرشتے انتظار میں کھڑے ہیں......

کاش کہ ہم اس کیلئے تیاری کر لیتے مجھے تو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ہم اتنے عقل مند ہیں کہ دنیا کا ہر کام کرتے ہوئے سوچتے ہیں عورتوں کو دیکھو یا مردوں کو دیکھو ہر بندے کی سوچ ہوتی ہے حج کے سفر پر جانا ہے سات بجے فلائٹ ہے اور ائیر پورٹ پر پہنچنا ہے تو عورتیں بات کریں گی کہ جی ہمیں تو ساڑھے چھ بجے پہنچ جانا چاہئے...... اگر کوئی فنکشن ہے تو اس میں ایک سو آدمیوں کو آپ نے دعوت دی تو آپ ایک سو کا کھانا نہیں بنائیں گے ہمیشہ ڈیڑھ سو سوا سو آدمیوں کا کھانا بناتے ہیں...... بندہ دنیا کے ہر کام کرتا ہے رسک نہیں لیتا...... آخرت کے معاملے میں بڑے آرام اور مزے کے ساتھ رسک لے رہا ہوتا ہے یہ نہیں سوچتا کہ میں اتنی نیکیاں کر لوں کہ قبر میں جب عذاب والے فرشتے آئیں تو میں ان کے جواب دے سکوں، میری نیکیاں میری ضرورت سے زیادہ ہوں میں اتنے اعمال کر کے آخرت میں بھیجوں کہ اللہ رب العزت کے سامنے مجھے سرخروئی ہو...... دنیا کے اندر گھر کی ضرورت رہتی ہے اور دل میں یہ چاہت ہوتی ہے کہ میرا گھر دوسروں سے اچھا ہو، بڑا ہو، خوبصورت ہو، ہر سہولت اس میں موجود ہو، آخرت میں بھی تو دل کی تمنا ہو گی کہ میرا گھر دوسروں کی نسبت زیادہ اچھا اور بڑا ہو تو میں نیک اعمال کروں تا کہ مجھے یقینی جنت مل جائے......

اگر کسی جگہ ایک سو ٹافیاں رکھی ہیں اور ان میں سے صرف ایک کے اندر زہر ہے اور ننانوے اس میں سے ٹھیک ہیں تو آپ اگر کسی کو کہیں کہ ان میں سے ایک ٹافی کھا لو ننانوے تو ٹھیک ہیں وہ آگے سے جواب دے گا کہ نہیں چونکہ ایک میں زہر ہے میں ایک فیصد بھی رسک نہیں لینا چاہتا تو وہ نوجوان جس کو اپنی جان اتنی عزیز ہے کہ ایک فیصد رسک نہیں لینا چاہتا وہ

اپنے ایمان کے بارے میں بے پرواہ پھرا کرتا ہے...... سو فیصد رسک کے اوپر ہوتا ہے...... پتہ نہیں ہماری عقل کیوں کام نہیں کرتی کہ ہم آخرت کے بارے میں بھی اسی طرح سوچیں......

کسی مرد کو دیکھیں آپ اس سے پوچھیں کہ جی آپ نماز پڑھیں...... تلاوت کریں' دین کیلئے وقت نکالیں وہ کہے گا جی مولانا میرا بزنس ہی ایسا ہے کہ مجھے ٹائم نہیں ملتا...... میں کیا کروں اتنا مصروف ہوں اکیلا ہوں کوئی help کرنے والا نہیں ہے اور جو نوکر چاکر ہیں ان پر تو بندہ اعتماد کر ہی نہیں سکتا...... اب جو بندہ مسجد میں آنے اور نماز پڑھنے کا وقت نکال ہی نہیں سکتا کہتا ہے کہ میں تو اتنا مصروف ہوں......

تھوڑے دنوں کے بعد ہی وہ بندہ آتا ہے کہتا ہے کہ حضرت میرے لئے دعا کر دیں ایک بزنس مل رہا ہے میں خریدنا چاہتا ہوں دعا کریں کہ اللہ وہ بزنس مجھے عطا کر دے اب اس نوجوان سے پوچھئے کہ اس بزنس کو چلانے کیلئے آپ کہاں سے وقت نکالیں گے...... وہ کہے گا کہ جی بزنس مل جائے ٹائم نکال لوں گا تو اگر ایک دکان کے ہوتے ہوئے دوسری دکان اور ایک بزنس کے ہوتے ہوئے دوسرے بزنس کیلئے ٹائم نکال سکتے ہیں تو ہم دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی تیاری کیلئے ٹائم کیوں نہیں نکال سکتے...... غور و فکر سے کام لیجئے......

(از حضرت پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ شمارہ ۵۵)

بڑی عبادت گناہوں سے بچنا ہے

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ اپنے مواعظ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے گناہوں سے بچنا سب سے بڑی عبادت ہے...... نوافل' تہجد' تسبیحات اور ذکر و تلاوت سب کر لو مگر صرف ان سے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات نہ ہو گی اور اگر گناہوں سے بچتے رہے اور صرف فرائض پڑھتے رہے تو ضرور نجات ہو گی...... گناہوں سے بچنا دوا ہے اور نفلی عبادت غذا ہے...... اگر مرض کا علاج نہ کیا جائے تو صرف غذا فائدہ نہیں کرتی بلکہ الٹا نقصان کرتی ہے......

آج کا ماحول قابل لاحول

آج کا یہ جو زمانہ ہے جسے ماڈرن دور کہتے ہیں کہ بیوی کو اپنے ساتھ بے پردہ گھومنے نکالے اپنے دوستوں سے مصافحہ کروائے رقص کی محفلوں میں لے جائے اور پھر ایسے شخص کو مہذب سمجھا جائے ماڈرن سمجھا جائے گویا روشنی کا دلدادہ سمجھا جائے معاف فرمایئے! خدا کرے ایسی ساری روشنیوں سے محفوظ رہے اور ہم مسلمان وہی روشنی اختیار کریں جو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لئے پیش کی ہے زندگی کا لطف آ جائے گا ورنہ آج کل کی جو شادیاں ہیں صورت کی بہار دیکھ کر اور ظاہری کھینچ کھینچ کے لائے جانے والے جمال کو دیکھ کر جس میں کوئی دوام نہیں ہے وہ تو عارضی چیز ہے ایک شعر سن لیں بڑا مزیدار ہے شاعر کہتا ہے......

سیرت اگر بری ہو تو صورت کو کیا کریں　　آنکھوں پہ کیا چڑھے گا جو دل سے اتر گیا

دیکھئے دل ہے نیچے اور آنکھ ہے اوپر جب وہ دل سے ہی اتر گیا ہے تو اوپر جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا...... (دین ودانش جلد ۳)

غفلت نہیں بلکہ بغاوت

آج کل جوانوں کا یہ حال ہے کہ جہاں ذرا خوب صورت لڑکی دیکھ لی وہیں رال ٹپکنے لگی باقی اس سے کوئی بحث نہیں کہ دینی حالت کیا ہے؟ شرعی حیثیت کیسی ہے؟ نظریں گرم کی جاتی ہیں اور بدنگاہی کا شکار ہو رہے ہیں اور پھر بڑی شان سے جرأت و گستاخی کے ساتھ کہتے ہیں کہ ہم خدا کی قدرت کا نظارہ کرتے ہیں یہ کلمات ایسے ہیں جن سے ایمان کے سلب ہونے کا اندیشہ ہے یہ جرأت اور جسارت کی بات ہے کہ آدمی گناہ کرنے کے بعد یہ کہے کہ ہم خدا کی قدرت کا نظارہ کرتے ہیں یہ بے باکی ہے اور گستاخی ہے یہ غفلت نہیں بلکہ بغاوت کی صورت ہے...... (دین ودانش جلد ۳)

اصل کرامت:۔ جہاں بدتمیزی کے طوفان ہوں گناہوں کی مجالس اور دعوتوں کی ہر طرف سے بھرمار ہو ایسے وقت میں اگر کوئی اللہ تعالیٰ کے خوف کو اپنے دل میں بٹھلائے گا تو یہی کرامت ہے مثلاً سارا گھر ٹی وی دیکھتا ہے اس کے مناظر سے دل بہلاتا ہے اور ایک شخص کونے میں بیٹھ کر اس سے بچتا ہے تو یہ ہے... کرامت......

گناہوں کے مواقع میں ان مضامین کا مراقبہ کرنے سے گناہوں سے نجات ہوگی۔

ا۔صبر اور بے صبری کا نتیجہ

حضرت طالوت جب اپنی قوم کے ساتھ دریا پر سے گزر رہے تھے تو فرمایا کہ جس نے اس دریا سے پانی پیا وہ ہم میں سے نہیں ...... ان کو بتا دیا گیا کہ صرف چند گھنٹے صبر کر لو مگر پھر بھی اکثر نا کام ہوئے ...... جنہوں نے صبر کیا تھوڑی ہی دیر کے بعد ان کی پیاس از خود بجھ گئی ...... اس وقت سوچ لیں کہ گناہوں کا طوفان ہے ...... اگر حضرت طالوت کے ان اشخاص کی طرح بے صبری کی تو گناہوں کی طلب مزید بڑھ جائیگی ...... اور اگر صبر کر کے گناہوں سے رک گئے تو از خود یہ خواہش کمزور ہو جائے گی ......

۲۔اللہ کے احسانات سوچنا

حضرت یوسف علیہ السلام کو جب زلیخا نے گناہ کی دعوت دی تو فرمایا انه ربی احسن مثوای میرے رب کے مجھ پر بڑے احسانات ہیں دنیا میں کوئی ایک گلاس پانی پلا دے تو اس کا شکریہ بار بار ادا کیا جاتا ہے مگر وہ ذات جس نے وجود دیا...... زندگی دی...... اور طرح طرح کے انعامات سے نوازا...... ایسے مالک کی نافرمانی کرتے ہوئے شرم کیوں نہیں آتی؟

۳۔گناہوں کی تکلیف پر صبر کرنا

حضرت یوسف علیہ السلام کو جب زلیخا نے قید کی دھمکی دی تو فرمایا یا اللہ! مجھے قید برداشت کرنا آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ آپ کی نافرمانی کروں...... اسی طرح اگر گناہوں کو چھوڑنے میں ہمیں بظاہر کچھ تکلیف بھی ہو تو ہم بھی یہی سوچیں کہ وہ تکلیف ہمیں محبوب ہے بہ نسبت اس کے کہ گناہ کریں اور اپنے مالک و محبوب کو ناراض کریں...... غرضیکہ اس میں بظاہر تکلیف بھی نظر آئے تو رضائے محبوب کی خاطر اسے خندہ پیشانی سے برداشت کریں......

۴۔دعا کرنا

اس کے ساتھ ساتھ اللہ سے گناہوں سے بچنے کی دعا بھی کرتے رہیں کیونکہ ہمت کے ساتھ دوسری چیز دعا بھی ہے...... حضرت طالوت کے سپاہیوں نے ہمت کے ساتھ ساتھ جالوت کے لشکروں سے مقابلہ کے وقت صبر و استقامت اور نصرت کی دعائیں بھی

مانگیں......اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام بے مثال اور عظیم الشان ہمت کے ساتھ دعا بھی کرر ہے ہیں......اللہ تعالیٰ کی رحمت نے فوراً دستگیری فرمائی اور قید سے نجات مل گئی......

حاصل یہ کہ جب بھی کوئی گناہ کا موقع ملے تو سمجھیں کہ یہ اللہ کی طرف سے امتحان ہے......اس وقت ہمت سے کام لے کر گناہ سے بچ جائیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتے رہیں......اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ہر قسم کی نافرمانیوں سے محفوظ رکھے آمین......(۶۱ شمارہ)

اَعمال نامہ

مولانا صادق صاحب لکھتے ہیں

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انسان کو اس دنیا میں بھیجنے والے نے اپنی عبادت ہی کے لئے بھیجا ہے...... ہر شخص کو اس عبادت کے لئے ایک طے شدہ مدت دی ہے اس مدت میں نہ کمی کی جاتی ہے اور نہ ہی اس میں اضافہ ممکن ہے...... مدت کے مکمل ہونے کے بعد ہر حال میں بھیجنے والے ہی کی طرف واپسی ہے جہاں وہ اس عبادت کے حوالے سے حساب لے گا......اس حساب کے لئے جس چیز کو بنیاد بنایا گیا ہے اسے اعمال نامہ کہتے ہیں یہ اعمال نامہ بھی بھیجنے والا ہی تیار کرا رہا ہے......غلطیوں سے پاک اس اعمال نامے میں انسان کا بالغ ہونے سے لے کر موت تک کئے جانے والا ہر ہر چھوٹا بڑا عمل لکھا ہوگا......اس اعمال نامے کی تیاری چار مختلف طریقوں سے ہو رہی ہے......اور یہ چاروں طریقے غلطیوں اور بھول چوک سے قطعاً پاک وصاف ہیں......

1-سب سے پہلا طریقہ یہ ہے کہ اس دنیا میں بسنے والا ہر ہر انسان ہر آن ہر گھڑی ہر وقت ہر جگہ اللہ رب العزت کی نگاہ میں ہے...... وہ **سمیع و بصیر علیم بذات الصدور** آنکھوں کی خیانت کو جاننے والا دلوں کے وسوسوں سے واقف ہر ہر انسان کو اس کے ہر ہر عمل کو اس کی نیت کو بغیر کسی وقفے کے مسلسل دیکھ رہا ہے......کوئی اچھا برا چھوٹا بڑا عمل کوئی جائز و ناجائز منصوبہ کوئی سازش، کوئی جستجو کوئی گفتگو کوئی کانا پھوسی، کوئی سرگوشی، کوئی کھسر پھسر، کوئی سات پردوں میں چھپی ہوئی حقیقت اس سے اوجھل نہیں ہے......وہ

ہر ہر انسان کے ساتھ ہر وقت اور ہر جگہ ہے......اسی کی عدالت میں مقدمہ کی روئیداد پیش ہونی ہے کیا کوئی جھوٹ' فریب' جعل سازی چل سکے گی؟

2-مقدمے کی کارروائی کے کاغذات تیار کرانے کا ایک بے مثل و بے مثال طریقہ یہ ہے کہ تحمید' تقدیس' تمجید بیان کرنے والی' گناہوں سے پاک' نافرمانیوں سے دور نورانی مخلوق کے افراد اعمال کے لکھنے پر مقرر ہیں جو انسان کے بالغ ہوتے ہی ذمہ داری سنبھال لیتے ہیں......ذرے سے کمتر اور پہاڑ سے برتر کوئی اچھا برا عمل ایسا نہیں ہوتا جو اصولوں کے مطابق ضبط تحریر سے رہ جاتا ہو......کیا حال ہوگا اس وقت جب یہ مسل بغیر کسی ہیر پھیر کے آنکھوں کے سامنے وقت و جگہ کے حوالے سے واضح طور پر سامنے ہوگی......ان پڑھ بھی اپنے آپ کو جاہل نہ کہہ سکے گا......کوئی جانکار انجان بننے کا ڈرامہ نہ رچا سکے گا...... دنیا میں حقائق کو کہانیاں کہنے والا بھی اپنی اس حقیقت کو کہانی ثابت نہ کر سکے گا......

3- روئیداد زندگی کی تیاری کا تیسرا منفرد اور انوکھا انتظام یہ ہے کہ اعضاء جسمانی کو گواہ بنایا جائے گا......بولنے والا منہ اور چپ نہ رہنے والی زبان آج خاموش ہوں گے......اور نہ بول سکنے والے اعضاء حیرت انگیز طور پر باتیں کر رہے ہوں گے......آپس میں نہیں بلکہ احکم الحاکمین سے......کیا کیا تھا کب کیا تھا' کیسے کیا تھا' کتنا کیا تھا' کس کے ساتھ کیا تھا' کیوں کیا تھا کہاں کیا تھا......

4- بے خبر رہنے والوں کو باخبر کرنے کے لئے چوتھا اعجاز بھرا طریقہ یہ بتایا گیا ہے کہ زمین اپنا اخبار شائع کرے گی جس میں تمام خبریں سچی پکی اور حقیقت بھری ہوں گی اور پوری پوری ہوں گی کہاں کب کیسے کیا اور کتنا ہوا تھا......

مندرجہ بالا تفصیلات پر اس شخص کے لئے لمحہ فکریہ ہیں جو مدت کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے پر ایمان لایا ہے......جس کی لغت کی کتاب کے ہر ہر صفحے پر

سریع الحساب' الیم العذاب' شدید العقاب' عزیز السلطان کے معنی درج ہیں جس کے علم میں ہے روپے کا چھٹا حصہ کسی کا دبا لینے کی سزا سات سو مقبول نمازیں ہیں......پھر بھی غفلت اور امراض ایں چہ معنی دارد؟ (شمارہ ۶۱)

کامیابی کے تین گر

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ان تینوں باتوں کا التزام کرلے ان شاء اللہ تعالیٰ محروم نہ رہے گا...... گو جنید بغدادی نہ بن سکے......

(۱) یہ کہ گناہ کو بالکل چھوڑ دے...... کیونکہ اس سے دل میں ظلمت پیدا ہوتی ہے...... گناہگار اگر عبادت بھی کرتا ہے تو اُس کے نور کی مثال مثل نور فانوس کے ہوتی ہے کہ اُس کا نور مخلوط بالظلمت ہوتا ہے......

(۲) یہ کہ خلق خدا پر بدگمان نہ ہو کہ یہ (بدگمانی کا مرض) کبر سے پیدا ہوتا ہے......

(۳) یہ کہ جب فرصت ہو کچھ (دیر بیٹھ کر) ذکر و شغل جس قدر ممکن ہو کر لیا کرے......اور حضرات صوفیاء کرام سے ملتا جلتا رہے...... (مقالات حکمت)(شمارہ ۶۶)

نفرت گناہ گار سے نہیں گناہ سے

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ العالیٰ فرماتے ہیں

جتنے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ گزرے ہیں ان سب کا حال یہ تھا کہ وہ اگر مخلوق کو برے حال میں دیکھتے' یا فسق و فجور میں اور گناہوں کے اندر مبتلا دیکھتے تو وہ ان گناہوں سے تو نفرت کرتے تھے اسلئے کہ گناہوں سے نفرت کرنا واجب ہے...... انکے فسق و فجور سے اور انکے اعمال سے نفرت کرنا واجب ہے لیکن دل میں اس آدمی سے نفرت نہیں ہوتی تھی اسکی حقارت دل میں نہیں ہوتی تھی......

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کا واقعہ

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ دریائے دجلہ کے کنارے چہل قدمی کرتے ہوئے جا رہے تھے...... قریب سے دریا میں ایک کشتی گزری...... اس کشتی میں اوباش قسم کے نوجوان بیٹھے ہوئے تھے...... اور گاتے بجاتے ہوئے جا رہے تھے اور جب گانا بجانا ہو رہا ہو اور ہنسی مذاق کی محفل ہو...... اس موقع پر اگر کوئی ملا پاس سے گزرے تو اس ملا کا مذاق اڑانا بھی تفریح کا ایک حصہ ہوتا ہے چنانچہ ان اوباش لوگوں نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا مذاق

اڑایا...... اور آپ پر کچھ فقرے کسے...... حضرت کے ساتھ ایک صاحب اور تھے...... انہوں نے یہ صورت حال دیکھ کر فرمایا کہ حضرت! آپ ان کے حق میں بددعا فرمادیں کیونکہ یہ لوگ اتنے گستاخ ہیں کہ ایک طرف تو خود فسق وفجور اور گناہوں میں مبتلا ہیں...... اور دوسری طرف اللہ والوں کا مذاق اڑا رہے ہیں...... حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اے اللہ آپ نے ان نوجوانوں کو جس طرح یہاں دنیا میں خوشیاں عطا فرمائی ہیں ان کے اعمال ایسے کردیجئے کہ وہاں آخرت میں بھی ان کو خوشیاں نصیب ہوں...... دیکھئے ان کی ذات سے نفرت نہیں فرمائی...... اس لئے کہ یہ تو میرے اللہ کی مخلوق ہے......

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت پر شفقت

حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام دنیا کے لئے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجے گئے جب آپ پر کفار کی طرف سے اینٹیں برسائی جارہی تھیں آپ کو پتھر مارے جا رہے تھے آپ کے پاؤں زخم سے لہولہان تھے لیکن اس وقت بھی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے کہ: ...... **اللھم اھد قومی فانھم لایعلمون** "اے اللہ میری قوم کو ہدایت عطا فرما ان کو علم نہیں ہے یہ مجھے جانتے نہیں ہیں یہ نادان ہیں اور نادانی میں یہ حرکت کر رہے ہیں اے اللہ ان کو ہدایت عطا فرما"......

زبان پر یہ الفاظ اس لئے جاری ہوئے کہ کفار کے ان اعمال سے تو نفرت اور بغض ہے لیکن ان کی ذات سے نفرت نہیں اور ذات بحیثیت ذات کے میرے اللہ کی مخلوق ہے...... اور میرے اللہ کی مخلوق سے مجھے محبت ہے......

گناہ گار سے نفرت مت کرو

یہ بات یاد رکھنا چاہئے کہ فسق وفجور سے اور گناہوں سے نفرت نہ کرنا بھی گناہ ہے گناہوں سے ضرور نفرت کرنی چاہئے اور ان کو برا سمجھنا چاہئے لیکن جو شخص ان گناہوں کے اندر مبتلا ہے اس کی ذات کی حقارت دل میں نہ آنی چاہئے...... اس سے نفرت نہ ہو بلکہ اس پر ترس کھانا چاہئے...... جس طرح ایک شخص بیمار ہوجائے اور علاج کے لئے ڈاکٹر کے پاس جائے تو اب ڈاکٹر کا یہ کام نہیں ہے کہ اس پر ناراض ہوجائے کہ تم کیوں بیمار پڑے؟ بلکہ وہ ڈاکٹر اس بیمار کے

اوپر ترس کھاتا ہے کہ بیچارہ اس بیماری میں مبتلا ہو گیا اور اس کا علاج کرتا ہے اور اس کے لئے دعا کرتا ہے کہ یا اللہ! اس کی بیماری کو دور فرمادے...... اسی طرح گناہ گار' فاسق و فاجر کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہونا چاہئے کہ ان کے فسق و فجور سے بغض اور نفرت ہو...... لیکن ان کی ذات سے بغض اور نفرت نہ ہو بلکہ اس کی ذات کے ساتھ اس لحاظ سے محبت ہو کہ یہ میرے اللہ کی مخلوق ہے...... اور اس کے لئے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کو راہ راست پر لے آئے...... (اصلاحی خطبات)

ظاہری حلیہ کی اہمیت

حضرت اقدس مولانا شاہ ابرارالحق رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگوں کو صرف اتنی بات زیادہ یاد رہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ دلوں کو دیکھتا ہے تمہاری ظاہری صورت کو نہیں دیکھتا بھائیو یہ بات تو ان لوگوں کو کہنے کا حق ہے...... جن کی ظاہری صورت و شکل' رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کی طرح ہو...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر داڑھی تھی تمہارے چہرے پر بھی اسی طرح داڑھی ہو...... تمہاری زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی کی طرح ہو تب تو تمہارا یہ کہنا مفید ہے کہ اللہ تعالیٰ دلوں کو دیکھتا ہے ظاہر کو نہیں ورنہ تمہارا یہ کہنا خود تمہارے لئے ہلاکت کا باعث بنے گا...... اس کی مثال یوں سمجھو کہ کوئی کبوتر ہے...... اس کا ظاہر اس کا پر ہے اور اس کا باطن اس کا گوشت' اس کی ہڈی' اس کا پورا جسم ہے......

اب اگر اس کا پر کاٹ دیا جائے تو اس کا جسم پر کوئی اثر نہیں پڑیگا...... اس کو کوئی تکلیف نہ ہوگی...... لیکن کیا وہ اپنے آپ کو دشمنوں سے بچا بھی سکتا ہے یا نہیں؟ ہر شخص اس بات کو آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ اس کبوتر کی ظاہری صورت بدل جانے کی وجہ سے وہ اپنے آپ کی دشمنوں سے حفاظت نہیں کر سکتا کہ ہوا میں پرواز کر کے بھاگنے پر قادر نہیں...... دشمن آسانی سے اُسے پکڑ کر کھا جائیگا...... اسی طرح شیطان ہمارا دشمن ہے' اس سے حفاظت کیلئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ظاہری حلیہ کی حفاظت کو واجب قرار دیا ہے...... لہٰذا جس طرح ظاہر کی حفاظت نہ ہونے کی وجہ سے ایک کبوتر ہلاکت تک پہنچ جاتا ہے اسی طرح ظاہری حلیہ کی حفاظت نہ ہونے کی وجہ سے ہم کو بھی شیطان ہلاکت تک بآسانی پہنچا سکتا ہے......

دیکھنے میں خوب آتا ہے کہ جن لوگوں کی ظاہری صورت وشکل درست نہیں ہے وہ عام طور پر تقویٰ اختیار نہیں کر پاتے شیطان ان کو آسانی سے پٹی پڑھا دیتا ہے...... ہم یہ نہیں کہتے کہ جن لوگوں کا ظاہری حلیہ صحیح ہے وہ سو فیصد متقی ہیں بلکہ ان میں سے بھی بعض برائی میں مبتلاء ہو جاتے ہیں مگر کم ہوتے ہیں یہ ایسا ہے کہ جیسا پر والے کبوتر کو کبھی شکاری موقع پا کر پکڑ لیتا ہے...... لیکن پر والے کو ایسی آسانی سے پکڑ نہیں سکتا جیسے بے پر کو پکڑ سکتا ہے...... اسی وجہ سے جس کا ظاہری حلیہ درست نہیں ہے وہ چاہے کتنا بڑا قاری ہو...... چاہے کتنا بڑا عالم ہو...... چاہے اس کو کتنا اچھا قرآن یاد ہو...... مگر امام بن کر نماز پڑھانے کا حق نہیں اسکی موجودگی میں ایک کم پڑھے لکھے باشرع کو امامت کا حق ہو جاتا ہے......! (خطبات شریعت)

صحبت کا اثر

مولانا اسد دیوبندی خطیب مدظلہ لکھتے ہیں۔

اچھی صحبت اچھا گھرانہ..... بری صحبت برا گھرانہ..... یہ مثال تو ہر ایک نے سنی ہوگی مگر کبھی غور نہ کیا اور شاید نہ کرنے کا ارادہ ہے...... اس لیے کہ ہم نے جو صحبت اختیار کی ہوئی ہے وہ ایسی صحبت ہے کہ جس کے باعث..... اچھا خاصہ گھرانہ..... برا گھرانہ بنتا جا رہا ہے...... اگر یہ کہا جائے کہ "گھرانے" کا مطلب ملک یا معاشرہ ہے تو یہ بات غلط نہ ہوگی کیونکہ گھرانے سے محلہ اور محلہ سے شہر اور شہروں سے ملک بنتا ہے...... .....ابتداء اگر اچھی ہو تو انتہاء بھی کامیاب و بارآور ہوتی ہے...... جس طرح ایک مچھلی سارے تالاب کو گندہ کر دیتی ہے بالکل اسی طرح گھر کا ایک فرد پورے گھر کے نظام کو تہہ و بالا کر دیتا ہے...... آج ہمارا "گھرانہ" (ملک) بُری صحبتوں کی وجہ سے عیاشیوں' فرقہ واریت' تعصب اور فساد کا گہوارہ بن چکا ہے کہ جس میں لیٹ کر "نہ ادھر چین ہے نہ اُدھر چین" یہ نہیں کہ اچھی صحبت والے نہیں ہیں..... ہیں مگر آٹے میں نمک کے برابر..... وہ حضرات بھی الحمدللہ موجود ہیں کہ جس کی صحبت میں بیٹھ کر ہم نیک خو بن سکتے ہیں...... یعنی اللہ کے رحمان بندوں میں شمار ہو سکتے ہیں مگر ان کے پاس صرف احکامات الٰہیہ اور سنتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سنانے کے علاوہ .... "حسب منشاء زمانہ" کوئی رنگین دلچسپ داستانیں نہیں ہوتیں لہو ولعب میں گھرا..... بھلا..... ایسی

صحبتوں میں کس دل سے بیٹھے گا جبکہ اس کے دل پر تو رنگینیوں کا ملمع چڑھا ہوا ہے....اپنی عادات واطوار بدلنا اس کے بس کی بات نہیں...... یہ بات تو جب ہو کہ جب وہ برائی کو برائی سمجھے اچھی ہو یا بری صحبت سب سے پہلے انسان کے اقوال وکردار پر اپنا اثر قائم کرتی ہے...... اچھی صحبت اختیار کی گئی تو انسان میں ''صالحت'' پیدا ہو جاتی ہے اور اگر بری صحبت اختیار کی تو ''شیطانیت'' جنم لیتی ہے...... صالح صحبت دنیا و آخرت کی کامیابی وکامرانی کی نوید ہے......اسکے برعکس بری صحبت آخرت اور دنیا میں ذلت ورسوائی کا سبب......

قرآن مجید فرقان حمید جو تمام بنی نوع انسان کی اصلاح کے لیے اتارا گیا جس کی ایک آیت صالحیت کی طرف رغبت کا حکم دیتی ہے...... یہی وجہ ہے کہ اس کتاب مقدس میں اللہ جل شانہ نے بڑے واضح الفاظ میں اپنے ان بندوں کو (یعنی مسلمانوں کو) جو اللہ پر ایمان لائے ہیں حکماً فرما دیا......

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ

یعنی ''اے ایمان والو اللہ سے ڈرو سچوں کے ساتھ رہو......(سورۃ توبہ آیت ۱۱۹)

سچے کون لوگ ہیں وہی لوگ جن کے پاس بیٹھ کر اللہ کی یاد آ جائے......یاد ہی تو احکامات الٰہی پر عمل کرنے کی پہلی منزل ہے......حدیث مبارکہ میں اللہ کے نیک بندے وہ ہیں کہ جن کو دیکھ کر اللہ یاد آ جائے......(مفہوم) ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ جس صحبت (محفل) میں اللہ یاد آ جائے وہ صحبت اللہ کی رحمت بن جاتی ہے اور جسے اللہ کی رحمت مل گئی....گویا....''پارس'' بن گیا...... اب اس کا ہر عمل....عمل صالح بن کر دنیا کو نیکی کی دعوت ہی نہیں دیتا بلکہ اس کا عمل صالح دیکھ کر لوگ اس کے پاس پروانہ وار بن کر آتے ہیں اور باکردار بن کر نکلتے ہیں......

بات صحبت کی چل رہی ہے......یعنی اچھی اور بُری صحبت کی......اس لیے کہ آج ہمارے معاشرہ میں فرقہ واریت' بے حیائی اور گمراہی اسی وجہ سے جنم لے رہی ہے کہ ہم اچھی صحبت چھوڑ کر بُری صحبت کے مارے ہوئے ہو گئے اور ایسے مارے ہوئے کہ اب علاج معالجہ اور مرہم پٹی کرنے میں ایک طویل عرصہ درکار ہے......علاج معالجہ گو بڑا کٹھن مرحلہ ہوتا ہے مگر زخمی یا قریب المرگ لوگوں کو یونہی تو نہیں چھوڑا جاتا...... جان بچانے کے لیے لاکھ جتن کرنے پڑتے ہیں...... کڑوی کسیلی دوائیں کھلانا پڑتی ہیں...... یہ سب کچھ اس لیے کرنا پڑتا ہے کہ مریض تندرست ہو

جائے......فرض ہے اپنے بھائی کی جان بچانا......مسلمان تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں......
اس اعتبار سے پوری دنیا کے مسلمان ہم سب کے بھائی ہیں......بُری صحبت اور اس کے جراثیم
ہمارے ملک میں ہی نہیں پوری دنیا خصوصاً اسلامی دنیا میں پھیل رہے ہیں اس لیے بُری صحبت
کے جرثومے کو مارنا ہر مسلمان کا فرض ہے......اس کا علاج تو کرنا ہی ہے......اجتماعی بھی فرداً
فرداً بھی......ورنہ یہ "حقوق مسلمین" کے زمرے آ کر قیامت میں پکڑ کا باعث بن جائیں
گے......صحبت اگر نیک لوگوں کے ساتھ اختیار کی جائے تو اس صحبت (محفل) میں بیٹھنے والے
مصلح ملت بن کر نکلتے ہیں اور بُرے لوگوں کے ساتھ اختیار کی جائے تو بیٹھنے والے ننگِ ملت
بن کر ملت کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیتے ہیں......

افسوس آج ہمارے معاشرہ میں کچھ ایسا ہی ہو رہا ہے......لوگوں کا یہ حال ہوتا جا رہا ہے
کہ ان کی صحبت اختیار کر لی ہے جو مسلمانوں کی وحدت کو حصوں میں تقسیم کر کے اپنے مقاصد
پورا کرنا چاہتے ہیں......یہ صحبت کیوں اختیار کر لی ہے الگ قصہ ہے......بلکہ حقیقت ہے اگر
سنایا گیا...تو صاحبان اقتدار سے لے کر دین کے نام پر روٹی کمانے والون کے چہرے واضح
ہو جائیں گے......فی الوقت تو ہمیں ایسے لوگوں کو برائی کے کیڑے بن کر (بُری صحبتوں میں
بیٹھ کر) معاشرہ کے لیے ناسور بن رہے ہیں اس راہ پر لانا ہے کہ جہاں سے وہ اچھے مسلمان
اور اچھے انسان کا "رول" کرنے والے بن کر ابھریں ورنہ بُری صحبتیں نہ صرف ہمارا عقیدہ
خراب کر سکتی ہیں بلکہ مسلمانوں میں انتشار و فرقہ واریت کا سبب بن سکتی ہیں......ہے کوئی جو
اللہ والوں کی صحبتوں کو اختیار کر کے معاشرہ کی اصلاح کا بیڑا اٹھائے....یہ بھی جہاد ہے......
ہر فرد پر فرض ہے......دین کی خاطر....اپنے گھر کی خاطر....اپنے وطن کی خاطر....کہ اتحاد و
اتفاق اچھی صحبتوں میں شرکت اور نیک لوگوں کی نصیحتوں سے قائم ہونے کی ہلکی سی روشنی رہ
گئی ہے.... وگرنہ تو شرک و بدعات کا وہ اندھیرا چھائے گا کہ کچھ نہ سوجھے گا....اور ایک دن
بُری صحبتوں کا انجام....یہ ہوگا کہ یہ اُبھرنے والا....معاشرہ....حیا سوز معاشرہ....اچھی صحبتوں
کو تہس نہس کر کے وحشی و جنگلی جانوروں کی طرح ہمیں چیر پھاڑ کر رکھ دے گا......

ڈرو اس وقت سے کہیں ایسا نہ ہو جائے...بے شک اچھی صحبت ہی اچھا انسان بناتی ہے (شمارہ ۶۹)

ولی اللہ بننے کے نسخے

عارف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ العالی ارشاد فرماتے ہیں۔

پانچ باتیں سن لیجئے میرا ستر سالہ تجربہ یہ ہے کہ ان پر عمل کرنے والا یقیناً ان شاء اللہ ولی اللہ بن جائے گا......اور جلد بن جائے گا اور اسے احساس ولایت بھی نصیب ہو جائے گا......اللہ کی رحمت کا دروازہ ابھی کھلا ہوا ہے' یہ نہ کہو کہ بڑے بڑے اولیاء چلے گئے اب وہ زمانہ نہیں ہے نہیں وہی زمانہ ہے جب خالق زمانہ موجود ہے تو زمانہ بھی موجود ہے......

رحمت کا بادل آج بھی برس رہا ہے جو اولیاء کے چاروں سلسلوں پر برساتا تھا......وہ آج بھی موجود ہے...... اب میں وہ پانچ اعمال جن سے ولایت کا راستہ معلوم ہو پیش کرتا ہوں

ا......اہل اللہ کی صحبت

روئے زمین پر جس کسی اللہ والے سے مناسبت ہو اس کی صحبت میں رہا کرو......

خواتین اس کی باتیں اور تقریر سنتی رہیں اور اس کی کتب پڑھتی رہیں......مرد آنکھوں سے صحبت یافتہ ہوں اور عورتیں کانوں سے صحبت یافتہ ہوں اس اللہ والے کا فیض نسبت اور درد دل الفاظ کے ذریعے کانوں سے ان کے دل میں اتر جائے گا......

۲......ذکر اللہ کی پابندی

شیخ جو ذکر بتادے اسے پابندی سے کرو......کبھی ناغہ نہ کرو......تھک جاؤ تو تعداد کم کردو......

مثلاً سو دفعہ ذکر کرتے ہو تو دس مرتبہ کرلو مگر ناغہ نہ کرو......میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب نے اپنے مرشد حکیم الامت رحمتہ اللہ کو لکھا کہ آپ نے مجھے ستر مرتبہ صلوٰۃ تنجینا بتایا ہے اور میں جون پور کی شاہی مسجد میں سولہ سبق پڑھاتا ہوں تو حکیم الامت نے لکھا کہ اگر آپ علم دین کی مشغولی سے ستر دفعہ نہیں پڑھ سکتے تو سات دفعہ پڑھ لیں قرآن پاک میں ایک پر دس کا وعدہ ہے تو سات کو دس سے ضرب کرلو ستر دفعہ ہو جائے گا......شیخ ایسا حکیم الامت ہونا چاہیے......

۳......گناہوں سے حفاظت

آپ گناہ سے اپنے کو دور رکھئے اور گناہ کو بھی اپنے سے دور رکھئے' بھاگئے بھی اور بھگایئے

بھی......تب مکمل حفاظت ہوگی......خوب سمجھ لو کہ گناہ سے خود بھاگو اور گناہ کو بھگاؤ......اگر آپ کے کمرے میں کوئی نامحرم خاتون آجائے تو آپ اس کو فوراً بھگا دیجئے اور صاف کہہ دیجئے آپ میرے ایمان کے لیے مضر ہیں آپ باہر جا کر بیٹھئے......تو اس میں بھاگنا بھی ہے بھگانا بھی بھاگو اور بھگاؤ......

۴......اسباب گناہ سے دُوری

گناہ کے جو اسباب ہیں ان سے آپ دور رہیے اور ان کو دور رکھئے لڑکے ہوں یا لڑکیاں نامحرم سے شرعی پردہ کرو...... چچازاد بھائی....ماموں زاد بھائی....خالہ زاد بھائی.... پھوپھی زاد بھائی یہ جتنے ہمزاد ہیں سب سے بچو اور ایسے ہی چچا زاد....ماموں زاد....خالہ زاد....پھوپھی زاد بہنوں سے بچو اور بھابھی سے تو بہت ہی بچو......

اسباب گناہ سے دوری کے معنی یہ ہیں کہ گناہ کے اسباب سے دور رہو کسی کو قریب نہ آنے دو......اگر گناہ کے اسباب سے قریب ہو گے تو کب تک بچو گے......ایک دن مبتلا ہو جاؤ گے......

۵......طریق سنت پر ہمیشگی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق سنت پر قائم رہنا...... یہ شریعت وطریقت کی جان ہے اور اللہ تعالیٰ کا پیارا بننے کا قریب ترین راستہ ہے......اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں......

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ......

اے نبی! آپ اعلان کر دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری چلن چلو اللہ تم کو پیار کریگا......اور میں اللہ کا ایسا پیارا ہوں کہ جو میری چلن چلتا ہے اللہ اس کو بھی اپنا پیارا بنالیتا ہے......

یہ پانچ باتیں یاد کر لیجئے ان شاء اللہ یہ آپ کو ولی اللہ بنا دیں گی اور بہت جلد بنا دیں گی اور نہایت اعلیٰ درجہ کا ولی اللہ بنانے کی یہ پانچ باتیں ضمانت ہیں......اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق نصیب فرمائیں......آمین......(مواعظ درد محبت شمارہ ۷۰)

آخرت سے غفلت کا انجام

کراچی کے ایک بڑے رئیس نے کہا ہم روزہ نماز نہیں جانتے ہمارے پاس اتنی دولت ہے کہ سات پشت تک کھائے گی......بس اس کے بعد ہی اللہ کا غضب آیا جس کی

وجہ سے پیٹ میں کینسر پیدا ہو گیا اور ایک تولہ جو کا پانی نلکی کے ذریعے دیا جاتا تھا گلے میں بھی کینسر کا اثر ہوا کوئی چیز کھا نہیں سکتے تھے اسی طرح سوکھ کر ختم ہو گئے......

اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ کو سکھ میں یاد کرو تا کہ اللہ تعالیٰ دکھ میں تمہیں یاد رکھے...... اللہ پاک ہم سب کو اپنے اصلی وطن آخرت کی تیاری کی فکر نصیب فرمائیں......اور ملک پاکستان کی حفاظت فرمائیں......(از مواعظ درد محبت) شمارہ ۱۷)

گناہوں سے اظہار نفرت

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

حدیث میں یہ مضمون ہے کہ کسی گناہ کو دیکھ کر اگر انقباض (ناراضگی) پیدا نہیں ہوا اور انقباض بھی ایسا کہ اس کا اثر چہرہ پر نظر آئے تو وہ بھی ان معذب لوگوں میں شامل ہے......

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پہلی امتوں میں کسی کے بارے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا...... جاؤ اس بستی کو تباہ کر ڈالو...... حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ وہاں تو ایک ایسے بزرگ بھی ہیں جن کو آنکھ جھپکنے کے برابر بھی گناہ میں مبتلا نہیں دیکھا...... اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملتا ہے ''یعنی دوسروں کے گناہ دیکھ کر اس کے چہرہ پر بل نہیں پڑا'' لہذا یہ بھی ویسا ہی مجرم ہے...... اس کو بھی ان کیساتھ ہلاک کر دو...... تو معلوم ہوا کہ کتنا ہی بڑا عابد و زاہد ہو، متقی ہو...... مگر گناہ دیکھ کر اس کے چہرہ پر بل نہیں پڑتا...... دل میں ایسا انقباض نہیں پیدا ہوتا جس کا اثر چہرہ پر بھی ظاہر ہو تو یہ بھی برابر کا مجرم ہے

قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے...... لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ الآیۃ ''بنی اسرائیل میں جو لوگ کافر تھے ان پر لعنت کی گئی...... داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے، یہ لعنت اس سبب سے ہوئی کہ انہوں نے حکم کی مخالفت کی اور حد سے نکل گئے جو برا کام انہوں نے کر رکھا تھا اس سے باز نہ آتے تھے...... واقعی ان کا یہ فعل بے شک برا تھا...... اس آیت کے شان نزول کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ شروع میں تو علماء بنی اسرائیل لوگوں کو گناہوں سے روکتے تھے، تبلیغ کرتے اور اللہ سے ڈراتے رہتے مگر

جب وہ نہ مانتے تو انہی کیساتھ اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا شروع کر دیتے، یعنی گناہوں سے بیزاری ظاہر نہ کرتے...... بس ان علماء کی اس حرکت کی وجہ سے ان پر لعنت کی گئی کہ لوگ جب گناہ نہیں چھوڑتے تو تم ان سے بیزار کیوں نہیں ہوتے؟ اور ان سے تعلقات کیوں رکھتے ہو؟

ایک سائل نے اپنے خط میں یہ اشکال لکھا کہ ہم تو لوگوں کو ہر قسم کے گناہوں میں دیکھتے رہتے ہیں مگر پھر بھی ان سے بیزار نہیں ہوتے ان کیساتھ ہنستے بولتے رہتے ہیں آخر ہمیں کیا کرنا چاہیے...... جواب اللہ تعالیٰ نے دل میں یہ ڈالا کہ جونہی گناہگار پر نظر پڑے فوراً دعا کی جائے...... ورنہ چوبیس گھنٹے میں ایک وقت مقرر کر کے اس میں تمام گناہگاروں کیلئے دعا کیا کریں...... اللہ تعالیٰ نے جیسے یہ نسخہ دل میں ڈالا اس کے فوائد بھی دل میں ڈال دیئے...... اس کے فائدے سنئے......

1- آپ نے مسلمان بھائی کا حق ادا کر دیا...... کسی کو تکلیف میں مبتلا دیکھیں تو آپ پر حق ہے کہ اس کیلئے دعا کریں، کوئی مسلمان گناہوں میں مبتلا ہے اس سے بڑھکر تکلیف کیا ہو سکتی ہے؟

2- آپ میں عجب (اپنے آپ کو بڑا سمجھنا) پیدا نہیں ہوگا...... کہ اپنے متعلق یہ سمجھنے لگیں کہ ہم تو ایسے ہیں اور یہ گناہگار ہیں...... دعا کیساتھ عجب کا علاج ہو گیا......

3- دل میں گناہگاروں سے نفرت اور انکی تحقیر نہیں پیدا نہیں ہوگی......

4- دعا کیساتھ گناہوں کا استحضار اور انکی برائی کا استحضار ہو جائیگا...... جب دوسروں کو بچانے کیلئے دعا کریں گے تو لازماً اس کا استحضار ہوگا کہ یہ کام گناہوں کے ہیں...... (یعنی ہمیں بھی ان سے باز رہنا چاہیئے)

تو اس جامع نسخہ سے سارے فوائد حاصل ہو گئے، دل بیدار ہو گیا، برائی کا استحضار ہو گیا...... مسلمان سے نفرت بھی نہ ہوئی اس کا حق بھی ادا ہو گیا......

اللہ تعالیٰ ہمیں گناہوں سے بچنے اور گناہوں سے روکنے کی ہمت اور قوت عطاء فرمائے...... آمین...... (شمارہ ۷۵)

پندرہ قسم کی برائیاں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب میری امت اس قسم کی برائیوں کا ارتکاب کریگی تو امت پر بلا اور مصیبتیں آئینگی۔

☆ جب مال غنیمت کو اپنے لئے دولت سمجھ لیا جائیگا

☆ لوگوں کی امانت کو اپنے لئے غنیمت سمجھ لیا جائیگا......

☆ زکوٰۃ کی ادائیگی کو تاوان سمجھ لیا جائیگا

☆ آدمی اپنی بیوی کی اطاعت اور اپنی ماں کی نافرمانی کرنے لگے گا ☆ آدمی اپنے دوست کیساتھ نیکی اور رواداری کا معاملہ کریگا اور اپنے والد کیساتھ سختی اور بداخلاقی اور نافرمانی کریگا

☆ مسجدوں میں بازار کے شور کی طرح شور مچایا جائیگا......

☆ ناچنے گانے والی رنڈیوں کے ناچ کا شوق ہوگا......

☆ لوگوں کا نمائندہ اور سربراہ ان میں سب سے گھٹیا کم عقل اور بے دین رذیل کمین شخص ہوگا......

☆ آدمی کا اعزاز و اکرام اس کی شرارت سے بچنے کیلئے کیا جائیگا......

☆ مرد بھی ریشم کے کپڑے پہننے لگیں گے......

☆ لوگوں میں شراب کی کثرت ہوگی......

☆ گانے اور بجانے کی چیزیں عام ہو جائیں گی اور اسی کا شوق ہوگا......

☆ اس امت کے آخر کے لوگ.... گزرے ہوئے لوگوں پر لعن طعن کریں گے......

جب یہ سب آثار ظاہر ہوں گے تو اس وقت سرخ آندھی و زلزلہ، زمین کے دھنس جانے، شکل بگڑ جانے، پتھروں کی بارش کا انتظار کرو اور ان نشانیوں کا انتظار کرو جو یکے بعد دیگرے اس تسلسل کے ساتھ آنے والی ہیں کہ جس طرح ہار کی لڑی ٹوٹ جانے سے تسلسل سے موتی نکل جاتے ہیں...... (ترمذی شریف شمارہ ۷۵)

گناہوں کو روکو ورنہ....

منکرات کو روکنے کے تین درجات

شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ اپنے خطبات میں ارشاد فرماتے ہیں

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص تم میں سے کوئی برائی ہوتی ہوئی دیکھے تو اس کو چاہئے کہ اس برے کام کو اپنے ہاتھ سے تبدیل کر دے، یعنی اس برائی کو نہ صرف روکے بلکہ اس کو اچھائی میں تبدیل کر دے......

اگر ہاتھ سے روکنے کی قدرت اور طاقت نہیں ہے تو دوسرا درجہ یہ ہے کہ زبان سے اس کو بدل دے......یعنی جو شخص اس برائی کا ارتکاب کر رہا ہے اس سے کہے کہ بھائی یہ کام جو تم کر رہے ہو یہ اچھا نہیں ہے......اس کے بجائے نیکی کی طرف آ جاؤ......

اور اگر زبان سے بھی کہنے کی طاقت اور قدرت نہیں ہے تو اپنے دل سے اس برائی کو بدل دے......یعنی اپنے دل سے اس کام کو برا سمجھے......اس تیسرے درجے کے بارے میں فرمایا کہ یہ ایمان کا بہت ضعیف اور کمزور درجہ ہے......

خسارے سے بچنے کیلئے چار کام

سورۃ ''العصر'' میں اللہ تعالیٰ نے ایک عام قاعدہ بیان فرما دیا کہ:

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ......

زمانے کی قسم کھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمام انسان خسارے میں اور نقصان

میں ہیں، سوائے ان لوگوں کے جو یہ چار کام کرلیں، گویا کہ خسارے اور نقصان سے بچنے کے لئے چار کام ضروری ہیں...... ایک ایمان لانا، دوسرے نیک کام کرنا، تیسرے ایک دوسرے کو حق بات کی وصیت اور نصیحت کرنا اور چوتھے ایک دوسرے کو صبر کی وصیت اور نصیحت کرنا......'' حق'' کے معنی یہ ہیں کہ تمام فرائض کو بجالانے کی وصیت اور ''صبر'' کے معنی ہیں گناہوں سے بچنے کی نصیحت اور وصیت...... لہٰذا خسارے سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایمان اور عمل صالح کو کافی قرار نہیں دیا بلکہ یہ بھی فرمایا کہ دوسروں کو ''حق'' اور ''صبر'' کی وصیت اور نصیحت کرے...... یہ کام بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا عمل صالح ضروری ہے......

ایک عبادت گزار بندے کی ہلاکت کا واقعہ

ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ قوم طرح طرح کے گناہ، معصیتوں اور منکرات میں مبتلا تھی، اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر عذاب نازل کرنے کا فیصلہ فرمالیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ فلاں بستی والے گناہوں اور نافرمانیوں کے اندر مبتلا ہیں اور اس پر کمر باندھی ہوئی ہے...... تم جا کر اس بستی کو پلٹ دو...... یعنی اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر کردو...... اور ان کو ہلاک کردو...... حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ! آپ نے فلاں بستی کو الٹنے کا حکم دیا ہے اور اس میں کسی کا استثناء نہیں فرمایا...... بلکہ پوری بستی کو تباہ کرنے کا آپ نے حکم دیا ہے حالانکہ میں جانتا ہوں کہ اس بستی میں ایک ایسا شخص بھی ہے جس نے ایک لمحے کے لئے بھی آپ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کی...... اور ساری عمر اس نے اطاعت اور عبادت کے اندر گزاردی ہے...... اور اس نے کوئی گناہ بھی نہیں کیا، تو کیا اس شخص کو بھی ہلاک کردیا جائے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں! جاؤ اور پوری بستی کو بھی تباہ کردو، اور اس شخص کو بھی تباہ کردو...... اس لئے کہ وہ شخص اپنی ذات میں بڑے نیک کام کرتا رہا...... اور عبادت اور اطاعت میں مشغول رہا...... لیکن کسی گناہ کو ہوتا ہوا دیکھ کر اس کے ماتھے پر کبھی شکن بھی نہیں آئی...... اور کسی گناہ کو برا بھی نہیں سمجھا اور اس کا چہرہ بدلا بھی نہیں اور ان گناہوں کو روکنے کے لئے نہ تو کوئی اقدام کیا لہٰذا اس شخص کو بھی اس کی قوم کے ساتھ تباہ کردو......

بے گناہ بھی عذاب کی لپیٹ میں آجائیں گے

اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری آیت میں ارشاد فرمایا:
وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً (۲۵: سورۃ الانفال) یعنی اس عذاب سے ڈرو جو صرف ان لوگوں پر نہیں آئے گا...... جو گناہ میں مبتلا تھے...... بلکہ وہ عذاب بے گناہوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لے گا...... اس لئے کہ یہ لوگ بظاہر تو بے گناہ تھے لیکن جو گناہ ہو رہے تھے...... ان کو روکنے کے لئے انہوں نے کوئی قدم نہیں اٹھایا...... نہ زبان ہلائی، اور ان گناہوں کو ہوتا ہوا دیکھ کر ان کے چہرے پر شکن نہیں آئی اس لئے ان پر بھی وہ عذاب آجائے گا...... بہر حال یہ امر بالمعروف کرنا اور نہی عن المنکر کرنا بہت اہم فریضہ ہے...... جس سے ہم اور آپ غفلت میں ہیں...... اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ گناہ اور نافرمانیاں ہو رہی ہیں، اور بس اپنے آپ کو بچا کر فارغ ہو جاتے ہیں، دوسروں کو نصیحت نہیں کرتے، اور ان گناہوں سے بچانے کی فکر نہیں کرتے......

منکرات کو روکنے کا پہلا درجہ

جو حدیث میں نے شروع میں تلاوت کی تھی...... اس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے برائیوں سے روکنے کے تین درجات بیان فرمائے ہیں، پہلا درجہ یہ ہے کہ اگر کسی جگہ پر تمہیں برائی کو ہاتھ سے روکنے کی طاقت ہے تو اس کو اپنے ہاتھ سے روک دو، اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت تھی...... اس کے باوجود آپ نے ہاتھ سے نہیں روکا تو آپ نے خود گناہ کا ارتکاب کر لیا...... مثلاً ایک شخص خاندان کا سربراہ ہے...... خاندان کے اندر اس کی بات چلتی ہے...... لوگ اس کی بات کو مانتے ہیں...... وہ یہ دیکھ رہا ہے کہ میرے خاندان والے ایک ناجائز اور گناہ کے کام میں مبتلا ہیں اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اگر میں اس کام کو اپنے حکم کے زور پر روک دوں گا تو یہ کام بند ہو جائے گا...... اور اس کے بند ہونے سے کوئی فتنہ کھڑا نہیں ہوگا...... ایسی صورت میں اس سربراہ پر فرض ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے اور طاقت سے اس کو برائی کو روکے...... محض اس خیال سے نہ روکنا کہ اگر میں روکوں گا تو فلاں شخص ناراض ہو جائے گا...... یا فلاں شخص کا دل ٹوٹے گا...... ٹھیک نہیں، اس لئے کہ اللہ کے حکم ٹوٹنے کے مقابلے میں کسی کے دل ٹوٹنے کی کوئی حقیقت نہیں......

''فیضی'' شاعر کا ایک واقعہ

اکبر بادشاہ کے زمانے میں ایک مشہور شاعر گزرے ہیں جن کا تخلص ''فیضی'' تھا...... ایک مرتبہ ''فیضی'' حجام سے خط بنوا رہے تھے...... اور داڑھی بھی صاف کرا رہے تھے...... اس وقت ایک بزرگ ان کے قریب سے گزرے اور فرمایا: آغا: ریش می تراشی؟ جناب! کیا آپ داڑھی منڈوا رہے ہیں؟ کیونکہ فیضی شاعر علم وفضل کے بھی مدعی تھی، انہوں نے ہی قرآن کریم کی بغیر نقطوں کی تفسیر لکھی ہے...... ان بزرگ کا کہنا یہ تھا کہ تم عالم ہو...... تمہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے بارے میں علم ہے...... پھر بھی تم یہ کام کر رہے ہو؟ جواب میں فیضی نے کہا: ''بلے، ریش می تراشم...... دل کسے نمی خراشم'' جی ہاں میں داڑھی منڈوا رہا ہوں...... لیکن کسی کا دل نہیں توڑ رہا ہوں...... کسی کی دل آزاری تو نہیں کر رہا ہوں...... گویا کہ فیضی نے طعنہ دیتے ہوئے کہا کہ میں تو یہ ایک گناہ کر رہا تھا...... لیکن تم نے مجھے یہ کہہ کر میرا دل توڑ دیا...... جواب میں ان بزرگ نے فرمایا: ''ولے، دل رسول اللہ می خراشی'' کسی اور کا دل تو نہیں توڑ رہے ہو، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل توڑ رہے ہو...... اس لئے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو منع فرمایا کہ یہ کام مت کرو...... اس کے باوجود تم کر رہے ہو......

دل ٹوٹنے کی پرواہ نہ کریں

بہر حال لوگوں میں جو بات مشہور ہے کہ دل آزاری نہ ہونی چاہئے...... تو بات یہ ہے کہ اگر محبت، پیار اور شفقت اور نرمی سے، ذلیل کئے بغیر وہ کسی دوسرے شخص کو منع کر رہا ہے کہ یہ کام مت کرو، اس کے باوجود اس کا دل ٹوٹ رہا ہے تو ٹوٹا کرے...... اس کے ٹوٹنے کی کوئی پرواہ نہ کرے...... کیونکہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم دل ٹوٹنے سے بلند تر ہے...... البتہ اتنا ضرور کرے کہ کہنے میں ایسا انداز اختیار نہ کرے جس سے دوسرے کا دل ٹوٹے، اور اس کی توہین نہ کرے اور اس کو ذلیل نہ کرے...... اور ایسے انداز سے نہ کہے جس سے وہ اپنی سبکی محسوس کرے...... بلکہ تنہائی میں محبت سے شفقت سے اس کو سمجھا دے...... اس کے باوجود اگر دل ٹوٹتا ہے تو اس کی پرواہ نہ کرے......

ترک فرض کے گناہ کے مرتکب

لہٰذا اگر کوئی شخص اپنے خاندان کا سربراہ ہے...... خاندان میں اس کی بات مانی جاتی ہے...... وہ دیکھ رہا ہے کہ بچے غلط راستے پر جار ہے ہیں یا گھر والے گناہوں کا ارتکاب کر رہے ہیں، پھر بھی ان کو نہیں روکتا تو یہ گناہ کے اندر داخل ہے، اس لئے کہ سربراہ پر ان کو ہاتھ سے روکنا فرض تھا...... یا کوئی استاذ ہے، وہ شاگرد کو گناہ سے نہیں روکتا، یا کوئی شیخ ہے...... اور اپنے مرید کو گناہ سے نہیں روکتا، یا کوئی افسر ہے، وہ اپنے ماتحت کو گناہ سے نہیں روکتا، جبکہ ان لوگوں کو روکنے کی طاقت حاصل ہے تو یہ حضرات ترک فرض کے گناہ کا ارتکاب کر رہے ہیں......

فتنہ کے اندیشے کے وقت زبان سے روکے

البتہ بعض اوقات اس بات کا اندیشہ ہوتا ہے کہ اگر ہم اس کو اس برائی سے روکیں گے تو فتنہ کھڑا ہو جائے گا...... یا طبیعت میں بغاوت پیدا ہو جائے گی اور بغاوت پیدا ہونے کے نتیجے میں اس سے بھی بڑے گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے...... تو اس وقت اگر ہاتھ سے نہ روکے، بلکہ صرف زبان سے کہنے پر اکتفا کرے تو اس کی بھی گنجائش ہے......

چنانچہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اس حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا کہ اگر ہاتھ سے روکنے کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے روکے، اس استطاعت کے نہ ہونے میں یہ بات بھی داخل ہے مثلاً سینما ہال کے باہر گندی تصویریں لگی ہوئی ہیں...... اب آپ کو استطاعت حاصل ہے کہ چند آدمیوں کو لے کر جائیں اور ان تصویروں کو گرانے کی کوشش کریں لیکن اس استطاعت کے نتیجے میں خود بھی فتنہ میں مبتلا ہو گئے اور دوسروں کو بھی فتنہ وفساد میں مبتلا کرو گے، اس لئے کہ جوش میں آکر وہ کام کر تو لیا، لیکن پھر خود بھی پکڑے گئے...... اور دوسروں کو پکڑوا دیا...... اور اس کے نتیجے میں ناقابل برداشت مصیبت کھڑی ہو گئی...... لہٰذا یہ کام استطاعت سے خارج سمجھا جائے گا...... استطاعت میں داخل نہیں ہوگا اس لئے اس موقع پر صرف زبان سے روکنے پر اکتفا کرے......

خاندان کے سربراہ ان برائیوں کو روک دیں

آج ہمارے معاشرے میں جو فساد پھیلا ہوا ہے...... اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ خاندان کے وہ سربراہ جو خاندان کے سیاہ وسفید کے مالک ہیں...... وہ جب خاندان کے افراد کو کسی گناہ کے اندر مبتلا دیکھتے ہیں تو ان کو روکنے اور ٹوکنے کے بجائے وہ بھی ان کے ساتھ اس گناہ کے اندر شریک ہو جاتے ہیں...... مثلاً آج کل جو شادی بیاہ ہو رہے ہیں...... ان شادی بیاہوں میں منکرات کا ایک سیلاب امڈ ہوا ہے...... بعض منکرات معمولی درجے کے ہیں...... بعض منکرات درمیانی درجے کے ہیں...... اور بعض منکرات شدید سنگین قسم کے ہیں...... مثلاً اب یہ بات عام ہوتی جا رہی ہے کہ شادی بیاہ کے اجتماعات مخلوط ہونے لگے ہیں...... یہ بات اس لئے عام ہوتی جا رہی ہے کہ خاندان کے سربراہ اس برائی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، پھر بھی نہ تو زبان سے اس کو روکتے ہیں اور نہ ہاتھ سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں بلکہ وہ بھی ان تقریبات میں شریک ہو جاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ بھائی کیا کریں...... فلاں بھتیجے کی شادی ہے...... مجھے تو اس میں شریک ہونا ہے...... دیکھئے، اگر وہ لوگ آپ کو شریک کرنا چاہتے ہیں تو پھر ان کو چاہئے کہ وہ آپ کے اصولوں کے مطابق انتظام کریں...... اور آپ کو یہ اسٹینڈ لینا ضروری ہے کہ میں اس وقت تک اس تقریب میں شریک نہیں ہوں گا...... جب تک یہ مخلوط اجتماع ختم نہیں کیا جاتا...... اگر تم مخلوط اجتماع کرتے ہو تو پھر میرے نہ آنے سے آپ کو ناراض ہونے کا کوئی حق حاصل نہیں...... اگر خاندان کا سربراہ یہ کام نہیں کرے گا تو قیامت کے روز اس کی پکڑ ہوگی کہ تم ہاتھ سے اس برائی کو اس طرح روک سکتے تھے کہ خود شریک نہ ہوتے اور شرکت سے انکار کر دیتے......

شادی کی تقریب یا رقص کی محفل

آج ہم لوگ قدم قدم پر ان برائیوں کے سامنے ہتھیار ڈالتے جا رہے ہیں...... ایک زمانہ وہ تھا کہ جب شادی بیاہ کی تقریبات میں اتنی برائیاں نہیں تھیں...... لیکن رفتہ رفتہ ایک کے بعد دوسری برائی آئی...... دوسری کے بعد تیسری برائی شروع ہوئی' اس طرح برائیوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا...... اور کسی برائی کے موقع پر خاندان میں سے کسی اللہ کے

بندے نے اسٹینڈ نہیں لیا...... جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ برائیاں پھیلتی چلی گئیں...... یاد رکھئے' اگر ہم آج اسٹینڈ نہیں لیں گے...... اور ان برائیوں کو روکنے کی کوشش نہیں کریں گے تو یہ برائیاں اور آگے بڑھیں گی چنانچہ تقریبات میں مرد وعورت کے مخلوط اجتماع کا سلسلہ تو جاری تھا' اب سننے میں یہ آرہا ہے کہ ان اجتماعات میں نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کا رقص بھی شروع ہوتا جارہا ہے...... اب آپ اس موقع پر بھی ہتھیار ڈال کر خاموش بیٹھ جائیں...... اور اپنی بہو بیٹیوں کو رقص کرتا ہوا دیکھا کریں...... لیکن شرکت کرنا نہ چھوڑیں...... کب تک ہتھیار ڈالتے جاؤ گے؟ کب تک ان کے برا ماننے کی پرواہ کرو گے؟ کوئی آخر حد تو ہوگی جہاں جاکر یہ سیلاب رکے گا؟...... یاد رکھئے' یہ سیلاب اس وقت تک نہیں رکے گا جب تک کوئی اللہ کا بندہ ڈٹ کر یہ نہیں کہے گا کہ یا تو مجھے شریک نہ کرو' اور اگر شریک کرنا ہے تو یہ کام نہ کرو' اگر خاندان کے دو چار باثر افراد یہ کہدیں کہ ہم تو ایسی تقریب میں شریک نہیں ہوں گے تو وہ شخص اس برائی کو چھوڑنے پر مجبور ہوگا...... یا پھر آپ سے تعلق ختم کرلے گا......

بعض اوقات انسان اپنے خاندانی حقوق کی وجہ سے منع کردیتا ہے کہ چونکہ میرے ساتھ فلاں موقع پر اچھا سلوک نہیں کیا گیا...... یا میری عزت نہیں کی گئی یا فلاں موقع پر میرا فلاں حق پامال کیا گیا...... اس لئے جب تک مجھ سے معافی نہیں مانگی جائے گی' اس وقت تک میں اس تقریب میں شریک نہیں ہوں گا...... شادی بیاہ کے موقع پر خاندانی حقوق کی بنیاد پر اس قسم کے بے شمار جھگڑے کھڑے ہوجاتے ہیں اسی طرح اگر کوئی اللہ کا بندہ دین کی خاطر منع کردے کہ اگر مخلوط اجتماع ہوگا یا رقص ہوگا تو ہم شریک نہیں ہوں گے...... تو ان شاء اللہ ان برائیوں پر روک لگ جائے گی......

ورنہ ہم سر پکڑ کر روئیں گے

البتہ بعض اوقات لوگ اس معاملے میں افراط وتفریط میں مبتلا ہوجاتے ہیں' یہ بڑا نازک معاملہ ہے کہ آدمی کس بات پر اور کس موقع پر اسٹینڈ لے...... اور کس بات پر نہ لے...... اور کس جگہ ڈٹ جائے...... اور کس جگہ پر نرم ہوجائے' یہ چیز ایسی نہیں ہے جو دو اور دو چار کی طرح بتادی

جائے...... بلکہ اس کو سمجھنے کیلئے کسی رہبر اور رہنما کی ضرورت ہوتی ہے...... وہ بتاتا ہے کہ اس موقع پر تمہیں کیا کرنا چاہئے...... کس جگہ پر سخت بن جاؤ' اور کس جگہ پر نرم پڑ جاؤ' اپنی طرف سے فیصلہ کرنے میں بعض اوقات انسان افراط و تفریط میں مبتلا ہو جاتا ہے اس لئے کہ بعض اوقات ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ آدمی ایسی بات پر اسٹینڈ لے لیتا ہے کہ اس سے فائدہ کے بجائے الٹا نقصان ہو جاتا ہے...... لہٰذا یہ فیصلہ کسی رہنما کی رہنمائی میں کرنا چاہیے......

لیکن مخلوط اجتماع والا معاملہ ایسا ہے کہ اس کے بارے میں ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ اسٹینڈ لے...... یاد رکھیئے' اگر آج ہم اسٹینڈ نہیں لیں گے تو کل کو سر پکڑ کر روئیں گے اور جب پانی سر سے گزر جائے گا اس وقت یاد کرو گے کہ کسی کہنے والے نے کیا بات کہی تھی...... ابھی وقت ہے کہ اس فتنہ کو روکا جاسکتا ہے...... اس لئے اس طریقے سے اس فتنے کو روکنے کی کوشش کیجئے...... خدا کے لئے اپنی جانوں پر رحم کریں' اور یہ سوچیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دینا ہے...... اور اپنی قبر میں جانا ہے اور اپنے موجودہ طرز عمل پر نظر ثانی کریں...... اور یہ جو غفلت کا عالم طاری ہے کہ جو شخص جس طرف جارہا ہے...... جانے دو...... اس کو روکنے کی کوئی فکر اور پروا نہیں ہے...... اور نہ ہی اس کے جانے سے دل دکھتا ہے...... یہ طرز عمل بڑا خطرناک ہے...... اس کو بدلنے کی ضرورت ہے......

منکرات سے روکنے کا دوسرا درجہ

اس حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے برائی سے روکنے کا دوسرا درجہ یہ بیان فرمایا کہ اگر اس برائی کو ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکو...... زبان سے روکنے کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص برائی کے اندر مبتلا ہے' اس کو ہمدردی سے کہے کہ بھائی صاحب' آپ یہ کام غلط کر رہے ہیں...... یہ کام نہ کریں...... لیکن زبان سے کہتے وقت ہمیشہ یہ اصول پیش نظر رہنا چاہیئے کہ حق گوئی' یا حق کی دعوت یا تبلیغ یہ کوئی پتھر نہیں ہے کہ اس کو تم نے اٹھا کر ماردیا...... یہ کوئی لٹھ نہیں ہے کہ اس سے دوسرے کا سر پھاڑ دیا' بلکہ یہ ایک خیر خواہی اور محبت و شفقت کے انداز سے کہنے والی چیز ہے' اللہ تعالیٰ نے صاف صاف فرمادیا کہ:

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ (سورۃ النحل: ۱۲۵)

"یعنی لوگوں کو اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور نرمی سے اور موعظہ حسنہ سے بلاؤ"

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نرم گوئی کی تلقین

میرے والد ماجد حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو تلقین کرتے ہوئے فرمایا: فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا (سورۃ طہ: ۴۴)

اے موسیٰ اور ہارون! جب تم فرعون کے پاس جاؤ، تو اس سے نرمی سے بات کرنا، اب دیکھئے یہ تلقین فرعون کے بارے میں فرمائی، جب کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ یہ بدبخت راہ راست پر آنے والا نہیں ہے...... یہ ضدی اور ہٹ دھرم ہے...... اور آخر وقت تک ایمان نہیں لائے گا...... لیکن اس کے باوجود اس کے بارے میں حکم دیا کہ اس سے نرمی سے بات کرنا...... میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ آج تم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر مصلح نہیں ہو سکتے...... اور تمہارا مخالف فرعون سے بڑھ کر گمراہ نہیں ہو سکتا، جب ان کو نرمی سے بات کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو پھر ہمارے لئے تو اور زیادہ واجب ہے کہ ہم نرمی سے بات کریں...... یہ نہ ہو کہ جب دوسرے کو برائی میں مبتلا دیکھ کر زبان چلانی شروع کی تو وہ زبان تلوار بن جائے......

زبان سے روکنے کے آداب

زبان سے روکنے کے بھی کچھ آداب ہیں، مثلاً یہ کہ مجمع کے سامنے نہ کہے، اس کو رسوا اور ذلیل نہ کرے، ایسے انداز سے نہ کہے جس سے اس کو اپنی سبکی محسوس ہو، بلکہ تنہائی میں محبت اور شفقت اور پیار سے، خیر خواہی سے سمجھائے...... بعض لوگ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ آج کل لوگ نرمی سے بات نہیں مانتے، بقول کسی کے: ''لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے'' تو بھائی اگر وہ تمہاری بات نہیں مانتے تو تم داروغہ نہیں ہو...... اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے اوپر یہ فریضہ عائد نہیں کیا گیا کہ تمہاری زبان سے دوسرے کی ضرور اصلاح ہو جانی چاہئے، بلکہ تمہارا فریضہ صرف اتنا ہے کہ تم حق نیت سے حق طریقے سے حق بات کہہ دو، لہٰذا زبان سے کہتے وقت اس کی اصلاح کی نیت ہونی چاہئے، مثلاً اگر کوئی شخص بیمار ہو جائے تو ڈاکٹر اس پر غصہ نہیں کرتا کہ تو بیمار کیوں ہوا؟ بلکہ اس کے ساتھ

نرمی کا معاملہ کرتا ہے' اس کا علاج کرتا ہے' اس کے اوپر ترس کھاتا ہے...... اسی طرح جو شخص کسی گناہ کے اندر مبتلا ہے' وہ درحقیقت بیمار ہے وہ ترس کھانے کے لائق ہے' اس لئے اس پر غصہ نہ کرو' بلکہ اس کو شفقت اور محبت کے ساتھ سمجھانے کی کوشش کرو......

ایک نوجوان کا واقعہ

ایک نوجوان حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا' اور عرض کیا کہ یارسول اللہ مجھے زنا کرنے اور بدکاری کرنے کی اجازت دے دیجئے...... اس لئے کہ میں اپنے اوپر کنٹرل نہیں کرسکتا...... آپ ذرا اندازہ لگائیے کہ وہ نوجوان ایک ایسے فعل کی اجازت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے طلب کررہا ہے جس کے حرام ہونے پر تمام مذاہب متفق ہیں...... آج اگر کسی پیر یا شیخ سے کوئی شخص اس طرح کی اجازت مانگے تو غصے کے مارے اس کا پارہ کہیں سے کہیں پہنچ جائے' لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر قربان جائیے کہ آپ نے اس پر ذرہ برابر بھی غصہ نہیں کیا...... اور نہ اس پر ناراض ہوئے' آپ سمجھ گئے کہ یہ بیچارہ بیمار ہے' یہ غصہ کا مستحق نہیں ہے' بلکہ ترس کھانے کا مستحق ہے...... چنانچہ آپ نے اس نوجوان کو اپنے قریب بلایا' اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا' پھر اس سے فرمایا کہ اے بھائی تم نے مجھ سے ایک سوال کیا' کیا ایک سوال میں بھی تم سے کروں؟ اس نوجوان نے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ کیا سوال ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ یہ بتاؤ کہ اگر کوئی دوسرا آدمی تمہاری بہن کے ساتھ یہ معاملہ کرنا چاہے تو کیا تم اس کو پسند کروگے؟ اس نوجوان نے کہا کہ نہیں یارسول اللہ' پھر آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص تمہاری بیٹی کے ساتھ یا تمہاری ماں کے ساتھ یہ معاملہ کرنا چاہے تو کیا تم اس کو پسند کروگے؟ اس نوجوان نے کہا کہ نہیں یارسول اللہؐ میں تو پسند نہیں کروں گا...... پھر آپ نے فرمایا کہ تم جس عورت کے ساتھ یہ معاملہ کروگے وہ بھی تو کسی کی بہن ہوگی' کسی کی بیٹی ہوگی' کسی کی ماں ہوگی' تو دوسرے لوگ اپنی بہن اپنی بیٹی سے اور اپنی ماں کے ساتھ اس معاملے کو کس طرح پسند کریں گے؟ یہ سن کر اس نوجوان نے کہا کہ یارسول اللہؐ اب بات سمجھ آگئی...... اب میں دوبارہ یہ کام نہیں کروں گا...... اور اب میرے دل میں اس کام کی نفرت بیٹھ گئی ہے...... اس طریقے سے آپ نے اس کی اصلاح فرمائی......

ایک دیہاتی کا واقعہ

ایک دیہاتی مسجد نبوی میں آیا...... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ مسجد نبویؐ میں بیٹھے ہوئے تھے...... اس دیہاتی نے آ کر جلدی جلدی دو رکعتیں پڑھیں...... اور نماز کے بعد یہ عجیب وغریب دعا مانگی کہ: اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِی وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا اَحَدًا

"اے اللہ! مجھ پر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم کیجئے' اور ہمارے علاوہ کسی پر رحم مت کیجئے"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ دعا سن کر فرمایا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کو تنگ کردیا...... تھوڑی دیر بعد اس اعرابی نے مسجد نبویؐ کے صحن میں بیٹھ کر پیشاب کردیا...... صحابہ کرام نے جب اس کو یہ حرکت کرتے ہوئے دیکھا تو اس کو روکنے کے لئے اس کی طرف دوڑے...... اور اس کو برا بھلا کہنا شروع کردیا...... جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو آپ نے صحابہ کرام کو روکا اور فرمایا کہ اس کا پیشاب مت بند کرو...... اس کو پیشاب کرنے دو...... جب وہ پیشاب کر چکا تو پھر صحابہ کرام سے فرمایا کہ اب جا کر مسجد کو دھو کر پاک کردو...... پھر اس اعرابی کو آپ نے بلا کر سمجھایا کہ یہ مسجد اس مقصد کیلئے نہیں ہے کہ اس میں گندگی کی جائے...... اور اس کو ناپاک کیا جائے...... یہ تو اللہ کا گھر ہے اس کو پاک رکھنا چاہیے...... اس طرح آپ نے پیار اور شفقت کے ساتھ اس کو سمجھا دیا...... آج ہمارے سامنے کوئی اس طرح پیشاب کردے تو ہم لوگ اس کی تکہ بوٹی کردیں...... لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ڈانٹا تک نہیں......

ہمارا انداز تبلیغ

اس حدیث کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ و دعوت کے آداب بتائے...... آج یا تو لوگوں کے اندر دعوت وتبلیغ کرنے کا جذبہ ہی پیدا نہیں ہوتا لیکن اگر کسی کے دل میں یہ جذبہ پیدا ہوگیا تو بس اب دنیا والوں پر آفت آگئی...... کسی کو بھی مسجد کے اندر کوئی غلط کام کرتے ہوئے دیکھ لیا تو اب اس کو ڈانٹ ڈپٹ شروع کردی...... یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہیں ہے...... ہر بات کہنے کا ایک ڈھنگ اور سلیقہ ہوتا ہے...... اس ڈھنگ سے بات کہنی چاہئے...... اور دل میں یہ جذبہ ہونا چاہئے کہ یہ اللہ کا بندہ ایک غلطی میں کسی وجہ سے

مبتلا ہو گیا ہے، میں اس کو صحیح بات بتادوں تا کہ یہ راہ راست پر آجائے، اپنی بڑائی جتانے کا جذبہ یا اپنا علم بگھارنے کا جذبہ نہ ہو، کیونکہ یہ جذبہ دعوت کے اثر کو ختم کر دیتا ہے......

تمہارا کام بات پہنچا دینا ہے

اب ایک اشکال یہ ہوتا ہے کہ اگر ہم اس طرح پیار اور نرمی سے لوگوں کو روکتے ہیں تو لوگ مانتے نہیں ہیں...... اس کا جواب یہ ہے کہ لوگوں کا ماننا تمہاری ذمہ داری نہیں ہے بلکہ اپنی بات لوگوں تک پہنچا دینا یہ تمہاری ذمہ داری ہے...... قرآن کریم میں واقعہ لکھا ہے کہ ایک قوم گمراہی میں نافرمانی میں غرق تھی...... اس کی اصلاح کی کوئی امید نہیں تھی، اور ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آنے والا تھا...... لیکن عذاب آنے سے پہلے کچھ اللہ کے نیک بندے ان کو تبلیغ کرتے رہے...... اور نرمی سے سمجھاتے رہے کہ یہ کام مت کرو...... کسی نے ان نصیحت کرنے والوں سے کہا: لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَانِ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ...... (سورۃ الاعراف: ۱۶۴)

تم ایک ایسی قوم کو نصیحت کیوں کر رہے ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے...... اب تو ان کی اصلاح کی کوئی امید نہیں ہے...... ان اللہ کے نیک بندوں نے ......سبحان اللہ...... کیا عجیب جواب دیا فرمایا کہ: مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ یعنی یہ تو ہمیں بھی معلوم کہ یہ لوگ معاند ہیں...... ہٹ دھرم ہیں...... بات نہیں مانیں گے، لیکن ہم ان کو نصیحت کر رہے ہیں، تا کہ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے کہنے کا عذر ہو جائے گا...... جب اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی ہوگی اور پوچھا جائے گا کہ تمہارے سامنے یہ گناہ ہو رہے تھے...... تم نے ان کو روکنے کے لئے کیا کوشش کی تھی؟ اس وقت ہم یہ عذر پیش کر سکیں گے کہ یا اللہ یہ گناہ ہمارے سامنے ہو رہے تھے...... لیکن ہم نے اپنے طور پر ان کو سمجھانے کی کوشش کی تھی...... اور راہ راست پر لانے کی کوشش کی تھی...... اے اللہ، ہم ان کے اندر شامل نہیں تھے...... ایک داعی حق اور تبلیغ کرنے والا اس جواب دہی کے احساس کو دل میں رکھتے ہوئے دعوت دے...... پھر چاہے کوئی مانے یا نہ مانے، وہ ان شاء اللہ بریٔ الذمہ ہو جائے گا...... حضرت نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو سال تبلیغ کرتے رہے، لیکن صرف اُنیس (۱۹) آدمی مسلمان ہوئے...... اب اس کا کوئی وبال حضرت نوح علیہ السلام پر نہیں ہوگا، اس لئے کہ مسلمان بنا دینا ان کی ذمہ

داری نہیں تھی...... اس لئے تم بھی حق بات حق نیت سے حق طریقے سے نرمی اور خیر خواہی کے جذبے سے کہہ دو...... ان شاء اللہ تم بریٔ الذمہ ہو جاؤ گے...... تجربہ یہ ہے کہ اگر آدمی لگاتار اس جذبہ کے ساتھ بات کہتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فائدہ بھی پہنچا دیتا ہے......

منکرات کو روکنے کا تیسرا درجہ

تیسرا اور آخری درجہ اس حدیث میں یہ بیان فرمایا کہ اگر کسی کے اندر ہاتھ اور زبان سے روکنے کی طاقت نہیں ہے تو پھر تیسرا درجہ یہ ہے کہ دل سے اس کو برا سمجھے اور دل میں یہ خیال لائے کہ یہ کام اچھا نہیں کر رہا ہے...... البتہ ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب زبان سے کہنے کی بھی طاقت نہ ہو...... اس وقت یہ تیسرا درجہ آتا ہے، لیکن زبان سے کہنے کی طاقت تو ہر وقت انسان کے اندر موجود ہوتی ہے...... پھر زبان سے کہنے کی طاقت نہ ہونے کا کیا مطلب ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ زبان سے کہنے کی طاقت نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ شخص اس کو زبان سے روک تو دے گا...... اور لیکن اس روکنے کے نتائج اس عمل سے بھی زیادہ برے نکلیں گے...... ایسی صورت میں بعض اوقات خاموش رہنا بہتر ہوتا ہے...... مثلاً ایک شخص سنت کے خلاف کوئی کام کر رہا ہے...... آپ کو اس بات کا یقین ہے کہ اگر میں اس کو روکوں گا تو یہ شخص بات ماننے کے بجائے الٹا اس سنت کا مذاق اڑانا شروع کر دے گا...... اب اگرچہ آپ کے اندر یہ طاقت ہے کہ آپ اس سے کہہ دیں کہ یہ عمل سنت کے خلاف ہے، ایسا مت کرو...... بلکہ سنت کے مطابق کرو...... لیکن آپ کے کہنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اب تک تو صرف سنت کے خلاف کام کر رہا تھا...... لیکن اب سنت کا مذاق اڑائے گا...... اور اس کے نتیجے میں کفر کے اندر مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو جائے گا...... ایسے موقع پر بعض اوقات خاموش رہنا اور کچھ نہ کہنا زیادہ مناسب ہوتا ہے...... اور اس وقت میں صرف دل سے برا سمجھنا ہی مناسب ہوتا ہے......

برائی کو دل سے بدلنے کا مطلب

اگر اس حدیث کا صحیح ترجمہ کیا جائے تو یہ ترجمہ ہوگا کہ اگر کسی شخص کے اندر کسی برائی کو زبان سے بدلنے کی طاقت نہیں ہے تو اس کو اپنے دل سے بدل دے، یہ نہیں فرمایا کہ دل سے برا سمجھے...... بلکہ دل سے بدلنے کا حکم دیا، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دل سے بدلنے کا کیا

مطلب ہے؟ علماء کرام نے اس کا مطلب یہ بیان فرمایا کہ اگر کوئی شخص طاقت نہ ہونے کی وجہ سے ہاتھ استعمال نہ کرسکا...... نہ ہی زبان استعمال کرسکا تو اب اس کے دل میں اس برائی کے خلاف اتنی نفرت ہو...... اور اس کے دل میں اتنی گھٹن ہو کہ اس کے چہرے پر ناگواری کا اثر آجائے' اور اس کی پیشانی پر بل پڑ جائے اور آدمی موقع کی تلاش میں رہے کہ کب موقع آئے تو پھر زبان اور ہاتھ سے اس کو بدل دوں...... جب انسان کے دل میں کسی چیز کی برائی بیٹھ جاتی ہے...... اور دل میں یہ جذبہ اور داعیہ ہوتا ہے کہ کسی طرح یہ برائی ختم ہوجائے تو وہ شخص دن رات اس فکر اور سوچ میں رہتا ہے کہ میں اس برائی کو اپنے ہاتھ اور زبان سے روکنے کے لئے کیا طریقہ اختیار کروں...... مثلاً ایک شخص کی اولاد خراب ہوگئی' اب اگر باپ جبر وتشدد کرتا ہے...... اور ہاتھ استعمال کرتا ہے تو اس کا فائدہ نہیں ہوتا...... اگر زبان سے سمجھاتا ہے تو اس کا اثر بھی ظاہر نہیں ہوتا...... ایسا شخص دل کے اندر کتنا بے چین ہوگا...... اس کی راتوں کی نیندیں حرام ہوجائیں گی کہ میں کس طرح اس کو بری عادت سے نکال دوں...... یہ بے چینی اور بیتابی انسان کو خود راستہ سمجھا دیتی ہے کہ کس موقع پر کس طرح بات کہوں، اور کس طرح اس کے دل میں اپنی بات اتاردوں...... اس کے نتیجے میں ایک نہ ایک دن اس کی بات کا اثر ہوگا......

اپنے اندر بے چینی پیدا کریں

آج ہمارے معاشرے میں جتنے منکرات، برائیاں اور گناہ برسر عام ہو رہے ہیں...... فرض کریں کہ آج ہمارے اندر ہاتھ سے بدلنے کی طاقت نہیں ہے...... زبان سے کہنے کی طاقت نہیں...... لیکن اگر ہم میں سے ہر شخص اپنے دل کے اندر یہ بے چینی پیدا کرلے کہ معاشرے کے اندر یہ کیا ہو رہا ہے...... ان برائیوں کو کسی طرح رکنا چاہئے...... اور یہ بے چینی اور بیتابی اس درجہ میں ہونی چاہئے جس طرح ایک آدمی کے پیٹ میں درد ہو رہا ہے...... جب تک درد ختم نہیں ہوجاتا اس وقت تک انسان بے چین رہتا ہے، اسی طرح ہم سب کے دلوں میں یہ بے چینی اور بیتابی پیدا ہوجائے تو اس کے نتیجے میں آخر کار معاشرے سے یہ منکرات اور برائیاں ختم ہوجائیں گی اور ان برائیوں کو روکنے کا راستہ مل جائے گا......

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور بے چینی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے معاشرے کے اندر تشریف لائے تھے جہاں گناہ تو گناہ، بلکہ شرک، کفر، بت پرستی...... اللہ تعالیٰ کے ساتھ کھلم کھلا بغاوت، علانیہ نافرمانیاں ہو رہی تھیں، کوئی شخص بھی بات سننے کو تیار نہیں تھا...... اس وقت آپ کو یہ حکم دیا گیا کہ ان سب کی اصلاح آپ کو کرنی ہے...... بعثت کے بعد تین سال ایسے گزرے ہیں کہ ان میں آپ کو تبلیغ اور دعوت کی بھی اجازت نہیں تھی...... ان تین سال کے اندر آپ معاشرے میں ہونے والی برائیوں کو دیکھتے رہے اور غار حرا کی تنہائیوں میں جا کر اللہ جل شانہ سے مناجات فرما رہے ہیں اور معاشرے میں ہونے والے منکرات کو دیکھ کر طبیعت میں ایک گھٹن اور ایک بے چینی پیدا ہو رہی ہے کہ کس طرح اس کو دور کروں، آخر کار آپ کو تبلیغ اور دعوت کی اجازت ملتی ہے تو پھر آپ اسی برے ماحول کے اندر اپنی دعوت کے ذریعہ انقلاب برپا فرماتے ہیں اس بے چینی اور بیتابی کا ذکر قرآن کریم نے اس طرح فرمایا کہ: لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ...... (سورۃ الشعراء: ۳) "کیا آپ اپنی جان کو اس اندیشے میں ہلاک کر ڈالیں گے کہ یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے؟" اللہ تعالیٰ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: اِنْ عَلَیْکَ اِلَّا الْبَلٰغُ آپ کے ذمہ صرف تبلیغ کا فریضہ ہے آپ اپنی جان کو ہلکان نہ کیجئے اور اتنے پریشان نہ ہوں...... لیکن آپ کے دل میں اس قدر بے چینی تھی کہ جو شخص بھی آپ کے پاس آتا، آپ اس کے بارے میں یہ خواہش کرتے ہیں کہ کسی طرح میں اس کو جہنم کے عذاب سے بچا لوں اور دین کی بات اس کے دل میں اتار دوں......

ہم نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں

آج ہمارے اندر یہی خرابی ہے کہ ہمارے اندر وہ بے چینی اور بیتابی نہیں ہے...... اول تو آج برائیوں کو برا سمجھنے کے لالے پڑے ہوئے ہیں...... معاشرے اور ماحول کے اثر سے ہماری یہ حالت ہو گئی ہے کہ اگر ہم میں سے کوئی شخص برائی نہیں بھی کر رہا ہے بلکہ خود ان سے بچا ہوا ہے، وہ صرف یہ سوچ کر بچا ہوا ہے کہ اب تو بڑھاپا آ گیا، جوانی ختم ہو گئی ہے، اب کیا میں اپنے طرز عمل میں تبدیلی پیدا

کروں' اس شرم سے وہ اپنی پرانی طرز زندگی کو نہیں بدل رہا ہے لیکن اولاد جس غلط راستے پر جا رہی ہے اس کی برائی دل کے اندر نہیں ہے' اگر دل میں برائی ہوتی تو اس کے لئے بے چین اور بیتاب ہوتا...... معلوم ہوا کہ دل میں ان کی برائی موجود نہیں اور اولاد کے بارے میں یہ سوچ لیا ہے کہ ہم نے اپنی زندگی گزار لی ہے...... یہ نئی نسل کے لوگ ہیں...... اگر انہوں نے اپنی خوش گپیوں اور کھیل کود کے نئے طریقے نکال لئے ہیں تو چلو ان کو کرنے دو...... یہ سوچ کر خاموش بیٹھ جاتے ہیں...... اور ان کو نہیں روکتے...... اور دل میں ان کی طرف سے کوئی بے چینی اور بیتابی نہیں ہے......

بات میں تاثیر کیسے پیدا ہو؟

جب انسان کے دل میں معاشرے کی طرف سے بے چینی اور بیتابی پیدا ہو جاتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کی بات میں تاثیر بھی پیدا فرما دیتے ہیں' حضرت مولانا نانوتوی صاحب قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ "اصل میں تبلیغ و دعوت کا حق اس شخص کو پہنچتا ہے جس کے دل میں تبلیغ و دعوت کا جذبہ ایسا ہو گیا ہے جیسے حوائج ضروریہ کو پورا کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے...... مثلاً بھوک لگ رہی ہے اور جب تک کھانا نہیں کھالے گا چین نہیں آئے گا...... جب تک ایسا داعیہ دل کے اندر پیدا نہ ہو اس وقت تک اس کو دعوت و تبلیغ کا حق نہیں ہے...... جیسے حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں تبلیغ و دعوت کا ایسا ہی جذبہ پیدا فرما دیا تھا...... جس کا نتیجہ یہ تھا کہ ان کے ایک ایک وعظ میں سینکڑوں انسان ان کے ہاتھ پر گناہ سے توبہ کرتے تھے اس لئے کہ بات دل سے نکلتی تھی اور دل پر اثر انداز ہوتی تھی......

حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کا اخلاص

حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ دہلی کی جامع مسجد میں ڈیڑھ دو گھنٹے کا وعظ فرمایا...... وعظ سے فارغ ہونے کے بعد آپ جامع مسجد کی سیڑھیوں سے نیچے اتر رہے تھے' اتنے میں ایک شخص بھاگتا ہوا مسجد کے اندر آیا' اور آپ ہی سے پوچھا کہ کیا مولوی اسماعیل صاحب کا وعظ ختم ہو گیا؟ آپ نے جواب دیا کہ ہاں بھائی ختم ہو گیا...... اس نے کہا کہ مجھے بہت افسوس ہوا' اس لئے کہ میں تو بہت دور سے وعظ سننے کے

لئے آیا تھا' آپ نے پوچھا کہ کہاں سے آئے تھے؟ اس نے جواب دیا کہ میں فلاں گاؤں سے آیا تھا...... اور اس خیال سے آیا تھا کہ میں ان کا وعظ سنوں گا' افسوس کہ ان کا وعظ ختم ہو گیا...... اور میرا آنا بیکار ہو گیا' حضرت مولانا نے فرمایا کہ تم پریشان مت ہو...... میرا ہی نام اسماعیل ہے...... آؤ یہاں بیٹھ جاؤ' چنانچہ اس کو وہیں سیڑھیوں پر ہی بٹھا دیا' فرمایا کہ میں نے ہی وعظ کہا تھا...... میں تمہیں دوبارہ سنا دیتا ہوں' جو کچھ میں نے وعظ میں کہا تھا' چنانچہ سیڑھیوں پر بیٹھ کر سارا وعظ دوبارہ دہرا دیا...... بعد میں کسی شخص نے کہا کہ حضرت! آپ نے کمال کر دیا کہ صرف ایک آدمی کے خاطر پورا وعظ دوبارہ دہرا دیا؟ جواب میں حضرت مولانا نے فرمایا کہ میں نے پہلے بھی ایک ہی کے خاطر وعظ کہا تھا اور دوبارہ بھی ایک ہی کی خاطر کہا...... یہ مجمع کوئی حقیقت نہیں رکھتا...... جس ایک اللہ کی خاطر پہلی بار کہا تھا' دوسری مرتبہ بھی اسی ایک اللہ کی خاطر کہہ دیا...... یہ تھے حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ...... ایسا جذبہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں پیدا فرما دیا تھا...... اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس اخلاص اور اس جذبہ اور اس بے چینی اور بیتابی کا کوئی حصہ ہمارے دلوں میں بھی پیدا فرما دے کہ ان منکرات کو دیکھ کر یہ بے چینی اور بیتابی پیدا ہو جائے کہ ان منکرات کو کس طرح ختم کیا جائے اور کس طرح مٹایا جائے......

یاد رکھئے! جس دن ہمارے دلوں میں یہ بیتابی اور بے چینی پیدا ہو گئی' اس دن آدمی کم از کم اپنے گھر کی اصلاح تو ضرور کر لے گا' اگر گھر کی اصلاح نہیں ہو رہی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسی بے چینی اور بیتابی دل میں موجود نہیں ہے...... بلکہ آدمی وقت گزار رہا ہے......

خلاصہ

بہرحال ہر انسان کے ذمے انفرادی تبلیغ فرض عین ہے' جب انسان اپنے سامنے کوئی برائی ہوتی ہوئی دیکھے تو اس برائی کو ختم کرنے کی کوشش کرے' پہلے ہاتھ سے ختم کرنے کی کوشش کرے...... اگر ہاتھ سے نہ ہو سکے تو زبان سے روکنے کی کوشش کرے' اور اگر زبان سے نہ ہو سکے تو دل سے اس کو برا جانے...... (اصلاحی خطبات جلد ۹)

عقل منداور نفسانی خواہشات

شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں۔ جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ کی ایک حدیث ہے:

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہوشیار اور دانا وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھے اور موت کے بعد کیلئے (یعنی آخرت کی نجات اور کامیابی کیلئے) عمل کرے، اور نادان وناتواں وہ ہے جو اپنے آپ کو اپنی خواہشات نفس کے تابع کردے (یعنی اللہ کے احکام کے بجائے اپنی نفسانی خواہشات کے تقاضوں پر چلے) اور (اس کے باوجود) اللہ سے آرزوئیں قائم کرے......

اس حدیث میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتایا ہے کہ صحیح معنی میں عقلمند، ہوشیار اور چست وچالاک کون شخص ہوتا ہے؟ عام طور سے دنیا میں ہوشیار اس شخص کو سمجھا جاتا ہے جو دنیا کمانے اور دولت بٹورنے میں چست وچالاک ہو، دونوں ہاتھوں سے روپیہ سمیٹتا ہو، اور جسے معاشرے میں قوت یا شہرت حاصل ہو، اور بے وقوف اس شخص کو سمجھا جاتا ہے جو ان اوصاف سے خالی ہو، لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا کہ عقلمندی اور بے وقوفی کا یہ تصور اس تنگ نظر ذہنیت پر مبنی ہے جو اس دنیا اور دنیوی زندگی ہی کو سب کچھ سمجھتی ہے، اور جس کا خیال یہ ہے کہ زندگی بس وہی ہے جو اس دنیا میں میسر آجائے، لہٰذا اس زندگی میں جس قدر دولت، شہرت اور وجاہت کے مزے لوٹ سکتے ہو، لوٹ لو، بعد میں یہ لذت نصیب نہ ہوگی......

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں ارشاد فرمایا کہ انسان کی اصلی زندگی

یہ چند روزہ زندگی نہیں ہے جس کی انتہا قبر کے کنارے ہونے والی ہے، بلکہ اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے جس کو کبھی زوال نہیں، لہٰذا درحقیقت عقلمند اور کامیاب اللہ کے وہ بندے ہیں جو اپنے اصلی اور دائمی زندگی یعنی آخرت کی تیاری میں لگے ہوئے ہیں، اور جنہوں نے اپنے نفس پر قابو پا کر اسے اللہ کا مطیع وفرماں بردار بنا رکھا ہے......

نفس کو قابو میں رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کی ہر خواہش پر بے مہار ہو کر عمل نہ کرے، بلکہ پہلے یہ دیکھے کہ نفس کی کونسی خواہش جائز اور معقول ہے اور کونسی ناجائز اور نامعقول، اس کے بعد اس کی صرف جائز اور معقول خواہشات پر عمل پیرا ہو، ناجائز اور نامعقول باتوں کو چھوڑ دے، اس لئے کہ انسان کی نفسانی خواہشات بے حد ونہایت ہوتی ہیں، اگر انسان اپنی خواہشات کو کھلی چھٹی دے دے تو دنیا کا تجربہ گواہ ہے کہ ان خواہشات میں کمی نہیں ہوتی، یہ اور بڑھتی چلی جاتی ہیں، انسان جتنا جتنا انکو ڈھیل دیتا ہے، یہ ایک نہ مٹنے والی بھوک اور نہ بجھنے والی پیاس میں تبدیل ہو جاتی ہیں، اور انسان سے وہ وہ کام کرا کر چھوڑتی ہیں جو اسے جانوروں اور درندوں کی صف میں لا کھڑا کرتے ہیں، لہٰذا عقلمندی یہی ہے کہ ان نفسانی خواہشات کو بے لگام نہ ہونے دیا جائے بلکہ ان پر قابو رکھا جائے، اور ان پر قابو پانے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ صرف ان خواہشات پر عمل کیا جائے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے مطابق ہوں، اور جو خواہشات دینی طور پر ناجائز ہیں انہیں ترک کرنے میں خواہ کتنی ناگواری محسوس ہو، انہیں چھوڑ دیا جائے، کیونکہ یہ ناگواری بالکل عارضی ہوتی ہے، اور جب انسان ہمت کر کے اس پر صبر کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے ایسا سکون اور ضمیر کا ایسا اطمینان نصیب ہوتا ہے جو کبھی خواہش پرستوں کے تصور میں بھی نہیں آیا، اس طرح ایسے شخص کی دنیا بھی سنورتی ہے اور آخرت کی ابدی زندگی بھی خوشگوار ہو جاتی ہے......

اس کے برعکس جو شخص اپنی نفسانی خواہشات کو بے مہار چھوڑ کر نفس کے ہر جائز اور ناجائز تقاضے پر عمل کرتا ہے اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نادان اور عاجز قرار دیا

ہے، عاجز اس لئے کہ وہ اپنے آپ پر قابو نہیں رکھتا، اور نادان اس لئے کہ وہ نفسانی خواہشات کی پیروی کر کے لذت وراحت حاصل کرنا چاہتا ہے، لیکن تجربہ شاہد ہے کہ اسے لذت وراحت بھی پوری حاصل نہیں ہوتی، کیونکہ ایسے شخص کو لطف ولذت کی کسی منزل پر قرار نہیں آتا، وہ ہمیشہ زیادہ سے زیادہ کی ہوس میں بے چین رہتا ہے، اور اسطرح انجام کار نہ اسے دنیا میں سکون ملتا ہے، اور نہ آخرت میں راحت کی زندگی میسر آتی ہے......

آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تنبیہ بھی فرمادی ہے کہ بعض لوگ اللہ کے احکام کے بجائے اپنی نفسانی خواہشات کے بندے بن جاتے ہیں، اس کے باوجود جب کوئی اللہ کا بندہ انہیں ٹوکتا ہے تو یہ کہہ کر فارغ ہوجاتے ہیں کہ اللہ کی رحمت بڑی وسیع ہے، ایسے لوگ سخت دھوکے میں ہیں، کیونکہ محض آرزوؤں سے آخرت کی زندگی درست نہیں ہوتی، بلکہ اس کے لئے عمل کی ضرورت ہے، اللہ کی رحمت سے امیدیں باندھنا بلاشبہ اچھا ہے، لیکن اسی وقت جبکہ اس کے ساتھ کچھ عمل بھی ہو اور جو امید بدعملی اور آخرت کی طرف سے بےفکری کے ساتھ ہو، وہ درحقیقت امید نہیں نفس وشیطان کا فریب ہے......(نشری تقریریں)

گناہ کا عبرتناک انجام

حضرت حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ اپنے خطبات میں فرماتے ہیں۔

ہمارے عمل کی ایک ہے ظاہری صورت، ایک ہے اس کے اندر کی صورت، اندرونی صورت ظاہر کے مطابق ہوتی ہے، جو بندہ دوسروں کو خواہ مخواہ تکلیف پہنچاتا ہے، باطن میں اس کی شکل بچھو کی طرح ہوتی ہے، جو بندہ مال کا حریص ہوتا ہے، تو اس کے باطن کی شکل کتے کی مانند ہوتی ہے، اور بے شرم انسان جو فحاشی اور زنا کا مرتکب ہوگا، باطن میں اس کی شکل سور کے مانند، اور جو بندہ عیار ہوگا، جو جھوٹ بول کر دوسرے کو مطمئن کردے، الو بنادے، باطن میں اس بندے کی شکل بندر کی مانند ہوگی، جس بندے کے پاس علم ہو، لیکن عمل نہ کرے، اس کی شکل باطن میں گدھے کی مانند ہوگی، **کمثل الحمار یحمل اسفارا (اللہ اکبر کبیرا)**......(پ ۲۸ ر۱۱ر آیت ۵) (گناہوں سے کیسے بچیں)

نفس کو بہلا کر اس سے کام لو

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحئی صاحب قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ نفس کو ذرا دھوکہ دے کر اس سے کام لیا کرو.... اپنا واقعہ بیان فرمایا کہ روزانہ تہجد پڑھنے کا معمول تھا.... آخر عمر اور ضعف کے زمانے میں ایک دن بحمداللہ تہجد کے وقت جب آنکھ کھلی تو طبیعت میں بڑی سستی اور کسل تھا' دل میں خیال آیا کہ آج تو طبیعت بھی پوری طرح ٹھیک نہیں.... کسل بھی ہے اور عمر بھی تمہاری زیادہ ہے اور تہجد کی نماز کوئی فرض و واجب نہیں ہے .... پڑے رہو.... اور اگر آج تہجد چھوڑ دو گے تو کیا ہو جائے گا؟.... فرماتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ بات تو ٹھیک ہے تہجد فرض واجب نہیں ہے اور طبیعت بھی ٹھیک نہیں ہے.... باقی یہ وقت تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت کا ہے.... حدیث میں آتا ہے کہ جب رات کا ایک تہائی حصہ گزر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتیں اہل زمین پر متوجہ ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے منادی پکارتا رہتا ہے کہ کوئی مغفرت مانگنے والا ہے کہ اس کی مغفرت کی جائے.... ایسے وقت کو بیکار گزارنا بھی ٹھیک نہیں ہے' نفس کو بہلا دیا کہ اچھا ایسا کرو کہ اُٹھ کر بیٹھ جاؤ اور بیٹھ کر تھوڑی سی دعا کرلو اور دعا کر کے سو جانا.... چنانچہ اُٹھ کر بیٹھ گیا اور دُعا کرنا شروع کر دی.... دعا کرتے کرتے میں نے نفس سے کہا کہ میاں جب تم اُٹھ کر بیٹھ گئے تو نیند تو تمہاری چلی گئی اب غسل خانے تک چلے جاؤ اور استنجا وغیرہ سے فارغ ہو جاؤ.... پھر آرام سے آکر لیٹ جانا' پھر جب غسل خانے پہنچا اور استنجا وغیرہ سے فارغ ہو گیا تو سوچا کہ چلو وضو بھی کرلو اس لیے کہ وضو کر کے دعا کرنے میں قبولیت کی توقع زیادہ ہے چنانچہ وضو کرلیا اور بستر پر آکر بیٹھ گیا اور دعا شروع کر دی.... پھر نفس کو بہلایا کہ بستر پر بیٹھ کر کیا دعا ہو رہی ہے.... دعا کرنے کی جو تمہاری جگہ ہے وہیں جا کر دعا کرلو اور نفس کو جائے نماز تک کھینچ کر لے گیا اور جا کر جلدی سے دو رکعت تہجد کی نیت باندھ لی.... پھر فرمایا کہ نفس کو تھوڑا سا دھوکہ دے کر بھی لانا پڑتا ہے.... جس طرح یہ نفس تمہارے ساتھ نیک کام کو ٹلانے کا معاملہ کرتا ہے اسی طرح تم بھی اس کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا کرو اور اس کو کھینچ کھینچ کر لے جایا کرو ان شاء اللہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ پھر اس عمل کی توفیق عطا فرما دیں گے.... (اصلاحی خطبات ج۱ص۷۶)

ایک ہے گناہ، ایک ہے سرکشی

حضرت حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ اپنے خطبات میں فرماتے ہیں۔

ایک ہوتا ہے گناہ، ایک ہوتی ہے سرکشی، ان دونوں میں فرق ہے، گناہ کہتے ہیں اپنے نفس کی وجہ سے بے قابو ہو کر ایک عمل کر لینا، مگر اپنے آپ کو مجرم سمجھنا، اپنے آپ کو خطا کار سمجھنا اور ایک ہوتی ہے سرکشی...... سرکشی کہتے ہیں گناہ کو گناہ ہی نہ سمجھنا، یہ چیز بندہ کو کفر تک پہنچادیتی ہے، جیسا کہ ایک ہوتا ہے نوٹ کا پھٹنا، اور ایک ہوتا ہے نوٹ کا پھاڑنا، آپ کے پاس پھٹا ہوا نوٹ ہے، آپ کسی بینک میں لے جائیں، آپ کو اس کی جگہ نیا دیدے گا، لیکن آپ بینک والے کے سامنے نوٹ کو پھاڑیں، تو کیا اب آپ کے نوٹ کو بدل دیا جائے گا؟ بلکہ آپ کو ملک کا غدار سمجھا جائے گا...... تو گناہ کرنے والے کیلئے واپسی کا راستہ پھر بھی آسان ہے، سرکشی کرنے والے کیلئے واپسی کا راستہ بڑا مشکل ہے، اس لئے انسان اگر گناہ کرے، تو اپنے آپ کو نادم، شرمندہ بھی کرے اور کہے کہ اللہ مجھ سے کوتاہی ہوئی آپ میرے گناہ معاف فرمادیجئے...... (گناہوں سے کیسے بچیں)

شہوانی خیالات کا علاج

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحئ عارفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ یہ جو گناہ کے داعیے اور تقاضے پیدا ہوتے ہیں ان کا علاج اس طرح کرو کہ جب دل میں یہ سخت تقاضا پیدا ہو کہ اس نگاہ کو غلط جگہ پر استعمال کر کے لذت حاصل کروں تو اس وقت ذرا سا یہ تصور کرو کہ اگر میرے والد مجھے اس حالت میں دیکھ لیں کیا پھر بھی یہ حرکت جاری رکھوں گا؟ یا اگر مجھے معلوم ہو کہ میرے شیخ مجھے اس حالت میں دیکھ رہے ہیں کیا پھر بھی یہ کام جاری رکھوں گا؟ یا مجھے پتہ ہو کہ میری اولاد میری اس حرکت کو دیکھ رہی ہے تو کیا پھر بھی یہ کام جاری رکھوں گا؟ ظاہر ہے کہ اگر ان میں کوئی بھی میری اس حرکت کو دیکھ رہا ہوگا تو میں اپنی نظر نیچی کرلوں گا اور یہ کام نہیں کروں گا.... چاہے دل میں کتنا شدید تقاضا

پیدا کیوں نہ ہو؟ پھر تصور کرو کہ ان لوگوں کے دیکھنے نہ دیکھنے سے میری دنیا و آخرت میں کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن میری اس حالت کو جو احکم الحاکمین دیکھ رہا ہے اس کی پرواہ مجھے کیوں نہ ہو.... اس لیے کہ وہ مجھے اس پر سزا بھی دے سکتا ہے.... اس خیال اور تصور کی برکت سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس گناہ سے محفوظ رکھیں گے......

حضرت ڈاکٹر صاحب قدس اللہ سرہ فرماتے تھے کہ ذرا اس بات کا تصور کرو کہ اگر اللہ تعالیٰ آخرت میں تم سے یوں فرمائیں کہ اچھا اگر تمہیں جہنم سے ڈر لگ رہا ہے.... تو چلو ہم تمہیں جہنم سے بچالیں گے.... لیکن اس کے لیے ایک شرط ہے وہ یہ کہ تمہاری زندگی جو بچپن سے جوانی اور بڑھاپے تک اور مرنے تک تم نے گزاری ہے اس کی ہم فلم چلائیں گے اور اس فلم کے دیکھنے والوں میں تمہارا باپ ہوگا.... تمہاری ماں ہوگی.... تمہارے بہن بھائی ہوں گے .... تمہاری اولاد ہوگی.... تمہارے شاگرد ہوں گے.... تمہارے استاد ہوں گے.... تمہارے دوست احباب ہوں گے اور اس فلم کے اندر تمہاری پوری زندگی کا نقشہ سامنے کر دیا جائے گا .... اگر تمہیں یہ بات منظور ہو تو پھر تمہیں جہنم سے بچالیا جائے گا.... اس کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایسے موقع پر آدمی شاید آگ کے عذاب کو گوارہ کر لے گا.... مگر اس بات کو گوارہ نہیں کرے گا کہ ان تمام لوگوں کے سامنے میری زندگی کا نقشہ آجائے......

لہٰذا جب اپنے ماں .... باپ .... دوست احباب .... عزیز و اقارب اور مخلوق کے سامنے اپنی زندگی کے احوال کا آنا گوارہ نہیں تو پھر ان احوال کا اللہ تعالیٰ کے سامنے آنا کیسے گوارہ کر لو گے؟ اس کو ذرا سوچ لیا کرو...... (اصلاحی خطبات ج ۴ ص ۱۹۷)

گناہوں کی وجہ سے عمر میں قلت

حضرت حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ اپنے خطبات میں فرماتے ہیں۔

گناہوں کی وجہ سے بندے کی عمر کم ہو جاتی ہے، حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو شخص زنا کا مرتکب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عمر گھٹا دیتے ہیں، اب عمر گھٹانے کی علماء نے دو باتیں لکھی ہیں، ایک تو یہ کہ فزیکلی عمر گھٹ جاتی ہے، اللہ تعالیٰ اس کو سو سال کے بجائے ستر سال کی عمر پر لے

آتے ہیں، عمر گھٹادی جاتی ہے، ایک عالم نے اس کا ترجمہ یہ کیا کہ انسان کی ۱۰فیصد عمر گھٹادی جاتی ہے، مطلب یہ کہ پچیس سال کا نوجوان ہے آنکھوں کے آگے اندھیرا آجاتا ہے، جوانی میں بڑھاپا آگیا...... جو فعال زندگی تھی اس کو گھٹا کر کے اس کو بیماریوں کا مجموعہ بنادیا جاتا ہے......

آمدم برسرِ مطلب

تو ہم اپنے گناہوں کو کیسے چھوڑیں؟ اس میں سب سے پہلی بات، **علم العبد بقبح المعصية و دنائتها** لہٰذا جس کے دل میں گناہوں کی نحوست بیٹھ گئی، تو وہ گناہ کے قریب بھی جانے سے ڈرے گا، اپنی عادت کو ٹھیک کرلے گا......

۲۔ دوسرا عمل...... **الحياء من الله** کہ انسان اللہ تعالیٰ سے حیاء کرے کہ میرے اللہ تعالیٰ نے مجھے بن مانگے اتنا عطا فرمایا، میں کتنا بے حیا کہ اسی پروردگار کے حکم کی تعمیل میں کوتاہی کرتا ہوں......

۳۔ تیسرا عمل...... **مراعات نعمة الله** اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں عطا کیں، ان کے بارے میں سوچے کہ بن مانگے اتنی نعمتیں دی، اس کے باوجود میں اپنے رب کی اتنی نافرمانی کر رہا ہوں......

۴۔ چوتھا عمل...... **الخوف من الله** اللہ سے ڈرے، کبھی کبھی انسان کا ایک گناہ ایسا ہوتا ہے کہ بندہ پکڑ میں آجاتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ...... (پ۲۵-ر۱۱-آیت۵۵)

جب انہوں نے نافرمانی اور گناہوں سے متاثر کردیا، تو ہم نے بھی ان سے انتقام لیا، تو کہیں اللہ تعالیٰ انتقام لینے کا ارادہ نہ کرلیں، اللہ تعالیٰ کی پکڑ بہت بڑی ہے، اللہ اکبر کبیرا!

۵۔ پانچواں عمل...... **قصر الامل و كثر الموت** امیدوں کو چھوٹا کرنا اور موت کو کثرت سے یاد کرنا، یہ بھی گناہوں کو چھوڑنے کیلئے آسان نسخہ ہے......

۶۔ چھٹا عمل...... **مجانبة الفضول في الطعام و الشراب** زیادہ کھانے اور پینے سے اجتناب کرنا، قلت کلام، قلت طعام کو اختیار کرنا......

۷۔ ساتواں عمل...... **محاسبة النفس** یہ جو صبح و شام کا مراقبہ کرتے ہیں نا، یہ حقیقت میں محاسبہ ہوتا ہے، **حاسبوا قبل ان تحاسبوا** اپنا محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے، تو جو بندہ صبح شام مراقبہ پابندی کے ساتھ کرے، اور اپنے نفس کا محاسبہ بھی

کرے، اس کے لئے گناہوں کی عادت کو چھوڑنا آسان ہوتا ہے......

۸۔آٹھواں عمل...... صحبت صلحاء، کیونکہ گناہوں کی عادتیں چھوڑنی مشکل ہوتی ہیں، لیکن نیکوں کی محفلوں میں آجائے تو یہ عادتیں اللہ کی رحمت سے چھوٹ جاتی ہیں، ارشاد فرمایا:

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ...... (پ۱۱-ر۳-آیت۱۱۹)

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو، اور سچوں کے ساتھ رہو......

تو جب ہم ان باتوں کو سوچیں گے اور ان اعمال کو کریں گے تو بری عادتوں کو چھوڑنا بھی آسان ہو جائے گا...... (گناہوں سے کیسے بچیں)

یہ کڑوا گھونٹ پینا پڑے گا

حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب قدس اللہ سرہ فرماتے تھے کہ نگاہ کا غلط استعمال باطن کے لیے سم قاتل ہے.... اگر باطن کی اصلاح منظور ہے تو سب سے پہلے اس نگاہ کی حفاظت کرنی ہوگی.... یہ کام بڑا مشکل نظر آتا ہے ڈھونڈنے سے بھی آنکھوں کو پناہ نہیں ملتی.... ہر طرف بے پردگی.... بے حجابی.... عریانی اور فحاشی کا بازار گرم ہے.... ایسے میں اپنی نگاہوں کو بچانا مشکل نظر آتا ہے لیکن اگر ایمان کی حلاوت حاصل کرنا منظور ہے اور اللہ جل جلالہ کے ساتھ تعلق اور محبت منظور ہے اور اپنے باطن کی صفائی.... تزکیہ اور طہارت منظور ہے تو پھر یہ کڑوا گھونٹ پینا ہی پڑے گا اور یہ کڑوا گھونٹ پیئے بغیر بات آگے نہیں بڑھ سکتی.... لیکن یہ کڑوا گھونٹ ایسا ہے کہ شروع میں تو بہت کڑوا ہوتا ہے.... مگر جب ذرا اس کی عادت ڈال لو تو پھر یہ گھونٹ ایسا میٹھا ہو جاتا ہے کہ پھر اس کے بغیر چین بھی نہیں آتا...... (اصلاحی خطبات ج۵ ص۱۲۰)

تقویٰ کی برکات

حضرت حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ اپنے خطبات میں فرماتے ہیں۔

متقی، پرہیز گار اور محبوب کی اتباع کرنے والوں کے جسم کے اندر خوشبو ہوتی ہے، لہٰذا ان کو جب قبر میں ڈالا جاتا ہے تو قبر کی مٹی سے بھی خوشبو آنے لگتی ہے، یہ کوئی حیران کن بات

نہیں ہے، بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی قبر سے گاہے گاہے خوشبو آتی ہے، اور واقعی اس عاجز کو کئی مرتبہ ان کی قبر پر جانے کا موقع ملا، بالخصوص تہجد کے وقت میں اس قدر خوشبو آتی تھی کہ بتا نہیں سکتے، میں نے کئی مرتبہ امام صاحب سے پوچھا، امام صاحب! مجھے بتائیں خوشبو چھڑکتے ہیں کیا؟ انہوں نے کہا واللہ باللہ ثم تا اللہ تین قسمیں کھائیں، ہرگز نہیں، خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں، ایسا بالکل نہیں...... (گناہوں سے کیسے بچیں)

دُعا کے بعد اگر گناہ ہو جائے؟

حضرت ڈاکٹر عارفی صاحب قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ جب تم نے یہ دعا مانگ لی کہ یا اللہ!.... مجھے گناہ سے بچا لیجئے.... لیکن اس دعا کے بعد پھر تم گناہ کے اندر مبتلا ہو گئے.... اس کا مطلب یہ ہوا کہ دعا قبول نہیں ہوئی.... دنیا کے معاملے میں تو یہ جواب دیا تھا کہ جو چیز بندے نے مانگی تھی چونکہ وہ بندے کے لیے مناسب نہیں تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے وہ چیز نہیں دی بلکہ کوئی اور اچھی چیز دے دی.... لیکن ایک شخص یہ دعا کرتا ہے کہ یا اللہ!.... میں گناہ سے بچنا چاہتا ہوں.... مجھے گناہ سے بچنے کی توفیق دے دیجئے.... تو کیا یہاں بھی یہ جواب دے سکتے ہیں کہ گناہ سے بچنا اچھا نہیں تھا.... اس سے اچھی کوئی چیز تھی جو اللہ تعالیٰ نے اس دعا مانگنے والے کو دے دی؟ بات دراصل یہ ہے کہ گناہ سے بچنے کی یہ دعا قبول تو ہوئی لیکن اس دعا کا اثر یہ ہوگا کہ اول تو ان شاء اللہ گناہ سرزد نہیں ہوگا اور اگر بالفرض گناہ ہو بھی گیا تو توبہ کی توفیق ضرور ہو جائے گی.... لہٰذا دین کے بارے میں یہ دعا کبھی رائیگاں نہیں جائے گی......

حضرت ڈاکٹر صاحب قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ اس دعا کرنے کے باوجود اگر پاؤں پھسل گیا اور وہ گناہ سرزد ہو گیا تو اللہ تعالیٰ سے بدگمان مت ہو جاؤ کہ اللہ میاں نے ہماری دعا قبول نہیں کی.... ارے نادان تجھے کیا معلوم.... ہم تجھے کہاں پہنچانا چاہتے ہیں.... اس لیے جب گناہ سرزد ہوگا تو پھر ہم تمہیں توبہ کی توفیق دیں گے، پھر ہم تمہیں اپنی ستاری.... اپنی غفاری.... اپنی پردہ پوشی کا اور اپنی رحمتوں کا مورد بنائیں گے.... اس لیے اس دعا کو کبھی رائیگاں اور بیکار مت سمجھو.... بس یہ دو کام کرتے رہو، ہمت سے کام لو اور دعا مانگتے رہو.... پھر دیکھو! کیا سے کیا ہو جاتا ہے.... ان شاء اللہ تعالیٰ (اصلاحی خطبات ج ۵ ص ۱۳۱)

چھوٹا بڑا گناہ

حضرت حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ اپنے خطبات میں فرماتے ہیں۔

ابن قیم جوزی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے دوست! یہ نہ دیکھنا کہ گناہ چھوٹا ہے یا بڑا، بلکہ اس ذات کی عظمت کو سامنے رکھنا جس کی نافرمانی کر رہے ہو......

ایک بزرگ فرماتے تھے کہ اللہ رب العزت نے میرے دل میں القاء فرمایا کہ میرے بندوں سے کہہ دو کہ یہ گناہ کرتے وقت باقی مخلوق سے پردہ کر لیتے ہیں اور ان تمام دروازوں کو بند کر دیتے ہیں جن سے مخلوق دیکھتی ہے...... لیکن اس دروازے کو بند نہیں کرتے جس سے میں پروردگار دیکھتا ہوں، کیا اپنی طرف دیکھنے والوں میں سے یہ سب سے کم درجے کا مجھے سمجھتے ہیں......

اکمال الشیم میں لکھا ہے کہ اللہ رب العزت کے عدل و انصاف سے مڈبھیڑ ہوئی تو کوئی بھی گناہ صغیرہ نہیں اور اگر اس کے فضل کا سامنا ہوا تو کوئی بھی گناہ کبیرہ نہیں...... لہٰذا میرے دوستو! اگر اللہ رب العزت فضل فرمادیں تو پھر چاہے جس گناہ کو معاف فرمادے لیکن اگر عدل فرمائیں گے تو پھر معاملہ مشکل بن جائے گا...... (گناہوں سے کیسے بچیں)

گناہوں کا احساس

صاحب قلیوبی بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنے نفس سے حساب لیا جب اس نے اپنی عمر کا حساب کیا تو وہ ساٹھ برس ٹھہرے اس کے بعد ساٹھ برس کے دنوں کا حساب کیا تو وہ ۲۱ ہزار چھ سو دن ہوئے پس اس نے ایک چیخ ماری اور کہا کہ ہائے میری خرابی جبکہ میرے لئے ہر دن ایک گناہ ہوا تو ایسی حالت میں گناہوں کی اس تعداد کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے کیونکر ملوں گا یہ کہہ کر وہ بیہوش ہو کر گر پڑا جب اس کو افاقہ ہوا تو اس نے اسی کو اپنے نفس پر دہرایا اور کہا کہ اس شخص کا کیا حال ہوگا جس کے ہر روز میں دس ہزار گناہ ہیں اس کے بعد وہ بیہوش ہو کر گرا...... جب لوگوں نے اس کو ہلایا تو وہ مر چکا تھا...... اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے...... (انمول موتی جلد ا)

گناہوں کے بیکٹیریا (BACTERIA جراثیم)

حضرت حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ اپنے خطبات میں فرماتے ہیں۔

ایک بات سمجھئے آپ کے پاس پلاؤ پکی ہوئی ہے اگر آپ اس کو رکھ دیں کہ آٹھ دس گھنٹہ کے بعد کھاؤں گا، جب دس گھنٹہ کے بعد کھاتے ہیں تو بو آنے لگتی ہے، کیونکہ پلاؤ خراب ہوگی، بھئی چند گھنٹوں میں کیا ہوا؟ تو چونکہ اس کے اندر جو بیکٹیریا تھا، اس نے فرمنٹیشن کر دی جس سے اس میں بدبو آ گئی، کھانے کے قابل نہ رہی، اس کی جگہ اگر گڑ آپ کے پاس ہے، اس کو رکھ دیں پھر ایک سال بعد اس کو اٹھائیں تو گڑ کو اسی طرح پائیں گے، اس کو کچھ نہیں ہوگا، کیونکہ اس کے اندر بیکٹیریا نہیں تھا، وہ دس سال بھی پڑا رہے گا تو گڑ کا گڑ ہی رہے گا، نمک کا نمک ہی رہے گا، اس کے برعکس سالن خراب ہوتا ہے، پلاؤ خراب ہوتی ہے، اس لئے کہ اس میں بیکٹیریا ہوتا ہے......

اسی طرح سمجھیں کہ جب انسان گناہ کا مرتکب ہوتا ہے تو جس عضو سے ارتکاب کیا اس عضو کو بیکٹیریا چپک گیا، بدنظری کی، آنکھوں کو بیکٹیریا لگ گیا، جھوٹ بولا زبان کو بیکٹیریا لگ گیا، میوزک سنی کان کو بیکٹیریا لگ گیا، ہاتھ پاؤں سے گناہ کیا، بیکٹیریا لگ گیا، اس لئے ایسا بندہ جب مرتا ہے تو قبر میں یہ بیکٹیریا اس کے پورے جسم کو گلا کر رکھ دیتا ہے، قبر میں لاش جو گلتی سڑتی ہے وہ کس وجہ سے؟ گناہوں کا بیکٹیریا لگ جاتا ہے، اس کی وجہ سے......

میوزیم میں لاشوں کا مشاہدہ

ایک ملک میں مجھے ایک صاحب نے کہا کہ آپ کو ہم اہم منظر دکھاتے ہیں کہ قبر میں کیا ہوتا ہے، چنانچہ وہ ہمیں لے گئے، شیشے کے بنے ہوئے کمرے تھے، پہلے کمر میں داخل ہوتے ہوئے ایک پیپر پر لکھا ہوا تھا یہ بندہ فوت ہوا اور جیسے فوت ہوا ہم نے اسی حال میں اس کو کیمیکل لگا کر حنوط (Mummify) کر کے یہاں رکھ دیا، ہم اندر گئے تو دیکھا کہ ایک انگریز مردہ لیٹا ہوا ہے اس کے جسم پر کیمیکل نظر نہیں آتا لیکن اس کا پورا جسم صحیح سالم ہے، وہ پڑا ہوا ہے......

پھر اس کے بعد اگلے کمرے میں گئے، اس میں لکھا ہوا تھا، اس بندے کو قبر میں لٹایا گیا اور اتنے عرصے کے بعد لاش کو نکالا گیا اور جس حالت میں لاش تھی اسی حالت میں کیمیکل لگا کر اس کو

رکھ دیا، جب ہم اندر داخل ہوئے تو حیران ہو گئے کہ پورا جسم ٹھیک ہے مگر آنکھوں کے دونوں بیلیں اپنی جگہ سے لٹک کر اس کے رخسار پر آ چکے، اور ان کے ساتھ جراثیم کے (Bunch) (گچھا) چپکے ہوئے ہیں، گویا قبر کے اندر سب سے پہلی تبدیلی یہ آتی ہے کہ بندہ جن آنکھوں سے غیر کو محبت بھری نظر سے دیکھتا رہا، حسرت بھری آنکھیں اٹھتی رہیں، سب سے پہلے انہیں آنکھوں کو کیڑے کھائیں گے کہ تو حسن والوں کو دیکھتا تھا اور حسن دینے والے کو بھول گیا تھا......

ایک اور جگہ گئے تو ہم نے دیکھا کہ آنکھوں کے اندر بھی کیڑے پڑے ہوئے ہیں، جنہوں نے کچھ بیلیں کھا لئے تھے، اور دوسری تبدیلی یہ نظر آئی کہ اس کے ہونٹ کھائے ہوئے تھے، جس کی وجہ سے اس کے بتیس دانت بالکل صاف نظر آ رہے تھے، قدرت کا یہ نظام اس لئے کہ جن ہونٹوں سے تم نے غیر کو بوسہ دیا اس کو کیڑے کھائیں گے......

جب تیسرے ہال میں گئے تو وہاں دیکھا کہ آنکھوں میں بھی کیڑے منہ میں بھی کیڑے ہیں اور اس کا پیٹ پیالے کی طرح بنا ہوا ہے، اور جیسے پیالے کے اندر پلاؤ ہوتی ہے اس طرح پورا پیٹ جراثیم سے بھرا ہوا تھا، کیڑے بھرے ہوئے تھے، گویا جس پیٹ میں تو حرام ڈالتا ہے، تیرے اس پیٹ کو کیڑے کھائیں گے......اللہ اکبر کبیرا!

آخری کمرہ میں ایک بندہ کو دیکھا جس کی صرف ہڈیاں پڑی ہوئی تھیں، جسم کا نام ونشان نہ تھا، پھر اس سے اگلے درجہ میں دیکھا تو وہاں ہڈیاں بھی نہیں تھیں، ریڑھ کی ہڈی کا تھوڑا سا ٹکڑا پڑا تھا، جو سب سے آخر میں بچتا ہے، اس کے علاوہ تمام ہڈیاں بھی بوسیدہ ہو جاتی ہیں......

قبر میں کن کا جسم محفوظ؟

اے انسان! تو اپنی قبر کو بھول گیا، قبر میں تیرے جسم کو جانا ہے، اس قبر کیلئے اپنے جسم کو تیار کر لے، اگر نہیں کرے گا اور تیرے ساتھ گناہوں کا بیکٹیریا چلا گیا تو قبر میں تیری فرمنٹیشن آٹومیٹک ہو جائے گی، اس کے بالمقابل اللہ والے جو گناہوں سے بچتے ہیں، پاکیزہ زندگی گزارتے ہیں ان کے جسم قبر میں بھی محفوظ رہتے ہیں، انبیاء کرام معصوم ہوتے ہیں، حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرما دیا کہ وہ انبیاء کے اجسام کو کھائے، تو زمین انبیاء کے جسم کو نہیں کھا سکتی، ان کے جسم محفوظ ہوتے ہیں، اور ان کی اتباع کی برکت سے ان کی اتباع کرنے والوں کے بھی جسم محفوظ ہوتے ہیں، اس لئے کہ بیکٹیریا نہیں ہوتا......

پرانی لاش کا مشاہدہ

ہمیں بہت بچپن کا واقعہ یاد ہے، سیلاب آیا تو قبرستان میں ایک قبر کھلی اور ایک بندے کی لاش بالکل صحیح سالم نظر آئی، کفن بھی میلا نہیں ہوا تھا، گھر میں تذکرہ ہوا، تو بڑے بھائی بھی دیکھنے گئے، والد صاحب بھی دیکھنے گئے، میری عمر چھوٹی تھی، میں نے والد صاحب سے کہا کہ میں بھی جاتا ہوں، بڑے بھائی نے منع کر دیا، انہوں نے کہا یہ اس کو دیکھے گا تو اس کے دل میں اثر ہوگا، بھائی صاحب کے کہنے پر والد ماجد نے جانے نہیں دیا، لیکن جب وہ واپس آئے تو وہ ایک گھنٹہ تذکرہ کرتے رہے، پورے شہر کے لوگوں نے اس کی لاش کو دیکھا، تو اللہ والوں کے جسم تو کیا، ان کے کفن بھی میلے نہیں ہوتے، اس لئے کہ بیکٹیریا ساتھ نہیں جاتا جو فرمنٹیشن کرے......

کفن بھی میلے نہ تھے

ہمارے ایک محترم تھے، بہت نیک طبیعت آدمی تھے، اپنی زندگی میں شاید پچاس سے زیادہ حج کئے ہوں گے، ہر سال حج اور عمرہ اور مدینہ طیبہ کا اعتکاف ان کی زندگی کا محبوب مشغلہ تھا اور اللہ نے ان کے ساتھ معاملہ بھی ایسا کیا کہ جب ان کی وفات ہوئی تو رمضان المبارک کا مہینہ، روزے کی حالت، باوضو، باجماعت نماز کی حالت، ریاض الجنۃ کے اندر سجدہ میں ان کو موت آئی، اتنی ساری سعادتیں ایک بندے کو حاصل ہوئیں، جنت البقیع میں دفن ہوئے، انہوں نے اپنا واقعہ خود سنایا...... کہنے لگے کہ لاہور میں ایک مرتبہ بہت آندھی آئی، بارش ہوئی اور یونیورسٹی کے سامنے جو نہر ہے اس میں بڑے بڑے درخت گر گئے، تو وہ کہتے ہیں کہ مجھے صبح سیر کی عادت تھی، فجر سے پہلے سیر کرتا تھا اور قریب ہی کسی مسجد میں فجر کی نماز پڑھ کر واپس آتا تھا، جب میں سیر کر کے واپس آ رہا تھا تو دیکھا کہ ایک بڑا درخت گرا ہوا ہے، میں کنارے کنارے چلتا ہوا ذرا قریب سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ اس درخت کے نیچے ایک لاش ہے اور اس کی جڑیں بالکل اس کے اوپر اسٹیج بنایا ہے، جیسے کسی کو محفوظ کیا ہے، کہتے ہیں کہ بالکل سفید کفن میں، میں نے اپنی ان آنکھوں سے اس لاش کو دیکھا، تو جن کے جسم پر گناہ کے بیکٹیریا نہیں ہوتے ان کے کفن کے کپڑے بھی میلے نہیں ہوتے......

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے واقعات تو بہت ہیں، سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم مبارک کو منتقل کیا گیا تو زخم سے خون آرہا تھا وہ تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے، ان کی اتباع کرنے والے کے ساتھ بھی اللہ یہی معاملہ فرماتے ہیں، وجہ یہ ہے کہ ان کے جسم میں گناہ کے بیکٹیریا نہیں ہوتے، اس لئے ان کے جسم صحیح سالم رہتے ہیں......

ہر گناہ میں الگ الگ بدبو

ایک اور پوائنٹ سینے کے گناہ کے اندر بدبو ہوتی ہے، ہم محسوس کریں یا نہ کریں، اللہ والے محسوس کرتے ہیں، چنانچہ اگر گناہ کرنے والا آکر بیٹھ جائے تو ہر گناہ کی الگ الگ بدبو ان کو محسوس ہوتی ہے، اللہ والے کوئی عالم الغیب نہیں ہوتے، جیسے انسان کے حواس ہوتے ہیں، جن سے ظاہری چیزوں کو محسوس کر لیتے ہیں، ان حضرات کے باطنی حواس بھی باطنی چیزوں کو محسوس کرنے لگ جاتے ہیں۔

سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک صاحب آئے، راستہ میں آتے ہوئے ان کی نظر غیر محرم پر پڑ گئی، وہ جیسے ہی آکر بیٹھے عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: **ما بال قوم** لوگوں کو کیا ہو گیا، بے محابہ ہماری محفلوں میں چلے آتے ہیں اور ان کی نگاہوں سے زنا ٹپک رہا ہوتا ہے...... **اتقوا فراسة المومن فانه ینظر بنور الله......**

مؤمن کی فراست سے ڈرو، وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے، تو فراست کا نور محسوس کر لیتا ہے کہ آنے والے کے اندر سے کیسی مہک آرہی ہے، خواہ ظاہر میں آنے والا سو گردان پڑھتا رہے، کہ میں اتنا مراقبہ کرتا ہوں، اتنا قیام کرتا ہوں، اتنا فلاں عمل کرتا ہوں، مگر اللہ نے ان حضرات کو ظرف ایسا دیا ہوتا ہے کہ فوراً اسے محسوس کر لیتے ہیں اور ان کا دل بتا دیتا ہے کہ آنے والے کے اندر ہے کیا، اس لئے اللہ والوں کے سامنے بندے کا دوغلا پن نہیں چلتا......

نیکی کرنے پر خوشبو

جس طرح گناہوں کی وجہ سے جسم میں بدبو ہوتی ہے، اسی طرح نیکی کی وجہ سے خوشبو ہوتی ہے، لہٰذا جو آدمی بھی قرآن مجید کی تلاوت کرے، نماز پڑھے، نیکی کرے، تقویٰ بھری

زندگی اختیار کرے، اس کے ہر نیک عمل سے اس کے جسم میں خوشبو آتی ہے، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک جسم سے کیسی خشبو آتی تھی، سبحان اللہ!

حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پسینہ کو جمع فرما رہی تھیں، آپ نے پوچھا ام سلیم! کیا کرتی ہو، انہوں نے عرض کیا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کے مبارک پسینہ کو عطر میں شامل کرتے ہیں، تو عطر کی خوشبو میں اضافہ ہو جاتا ہے، مدینہ میں دلہنوں کو اگر خوشبو نہ ملتی تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک پسینے لگائے جاتے تو خوشبو آنے لگتی تھی......

جس راستہ سے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم گزرتے، اس راستہ سے خوشبو آنے لگتی، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہتے ہیں کہ ہمیں پتہ نہیں ہوتا تھا کہ محبوب کس طرف تشریف لے گئے، ہم خوشبو کی وجہ سے پہچانتے تھے کہ ادھر تشریف لے گئے......

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ما شممت مسکا و لا عنبرا......
نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پسینے میں جو خوشبو تھی میں نے مشک وعنبر میں وہ خوشبو محسوس نہیں کی
پھر ان کی اتباع کی برکت سے جو ان کے متبعین ہوتے ہیں ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوتا ہے، چنانچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم سے خوشبو آتی تھی، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں **کان ریح ابی بکر اطیب من ریح المسک**

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پسینے سے وہ خوشبو آتی تھی جو مشک سے بھی نہیں آیا کرتی......

منہ سے مشک کی خوشبو

امام عاصم رحمہ اللہ تعالیٰ مسجد نبوی میں قرآن پڑھاتے تھے، منہ سے خوشبو آتی تھی، ایک شاگرد پیچھے پڑ گیا، حضرت کیا آپ الائچی منہ میں رکھتے ہیں؟ فرمایا نہیں، شاگرد نے کہا حضرت خوشبو آتی ہے، فرمایا میں تو کچھ نہیں رکھتا...... اس نے کہا حضرت خوشبو آتی ہے، جب بہت پیچھے پڑا تو انہوں نے بتایا کہ ایک رات خواب میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیب ہوئی، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ عاصم تم میری مسجد میں پورے دن قرآن پڑھتے اور پڑھاتے ہو، لاؤ میں تمہارے لب کو بوسہ دوں، خواب میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے لب کو بوسہ دیا...... اس وقت سے میرے منہ سے خوشبو آنے لگی...... (گناہوں سے کیسے بچیں)

پچھلے گناہ بُھلا دو

ہمارے حضرت ڈاکٹر عارفی صاحب قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ جب تم یہ دونوں قسم کی توبہ کرلو تو اس کے بعد اپنے پچھلے گناہوں کو یاد بھی نہ کرو.... بلکہ ان کو بھول جاؤ اس لیے کہ جن گناہوں سے تم توبہ کر چکے ہو ان کو یاد کرنا' ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی ناقدری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمالیا ہے کہ جب استغفار کرو گے....اور توبہ کرو گے تو میں تمہاری توبہ کو قبول کرلوں گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کردوں گا اور تمہارے نامہ اعمال سے مٹادوں گا....اب اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف فرمادیا لیکن تم الٹا ان گناہوں کو یاد کرکے ان کا وظیفہ پڑھ رہے ہو.... یہ اس کی رحمت کی ناقدری ہے کیونکہ ان کی یاد بعض اوقات حجاب اور رکاوٹ بن جاتی ہے اس لیے ان کو یاد مت کرو بلکہ بھول جاؤ......

محقق اور غیر محقق میں یہی فرق ہوتا ہے....غیر محقق بعض اوقات الٹا کام بتادیتے ہیں' میرے ایک دوست بہت نیک تھے' ہر وقت روزے سے ہوتے تھے.... تہجد گزار تھے.... ایک پیر صاحب سے ان کا تعلق تھا....وہ بتایا کرتے تھے کہ میرے پیر صاحب نے مجھے یہ کہا ہے کہ رات کو جب تم تہجد کی نماز کے لیے اُٹھو تو تہجد پڑھنے کے بعد اپنے پچھلے سارے گناہوں کو یاد کیا کرو....اور ان کو یاد کرکے خوب رویا کرو....لیکن ہمارے حضرت ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ طریقہ درست نہیں....اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے تو توبہ کے بعد ہمارے پچھلے گناہوں کو معاف کردیا ہے....اور ہمارے نامہ اعمال سے مٹادیا ہے لیکن تم ان کو یاد کرکے یہ ظاہر کرنا چاہتے ہو کہ ابھی ان گناہوں کو نہیں مٹایا اور میں تو ان کو مٹنے نہیں دوں گا.... بلکہ ان کو یاد کروں گا تو اس طریقے میں اللہ تعالیٰ کی شان رحمت کی ناقدری اور ناشکری ہے....اس لیے کہ جب انہوں نے تمہارے اعمال نامے سے ان کو مٹادیا ہے تو اب ان کو بھول جاؤ' ان کو یاد مت کرو....اور اگر کبھی بے اختیار ان گناہوں کا خیال آجائے تو اس وقت استغفار پڑھ کر اس خیال کو ختم کردو......

ہمارے حضرت ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کیا اچھی بات بیان فرمائی....جو یاد رکھنے

کے قابل ہے....فرمایا کہ جب تم توبہ کر چکو تو پھر ماضی کی فکر چھوڑ دو....اس لیے کہ جب توبہ کر لی تو یہ امید رکھو کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے قبول فرمائیں گے....ان شاء اللہ اور مستقبل کی فکر بھی چھوڑ دو کہ آئندہ کیا ہوگا' کیا نہیں ہوگا....حال جو اس وقت گزر رہا ہے....اس کی فکر کرو کہ یہ درست ہو جائے....یہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں گزر جائے....اور اس میں کوئی گناہ سرزد نہ ہو......

آج کل ہمارا یہ حال ہے کہ یا تو ہم ماضی میں پڑے رہتے ہیں کہ ہم سے اتنے گناہ ہو چکے ہیں اب ہمارا کیا حال ہوگا' کس طرح بخشش ہوگی؟ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مایوسی پیدا ہو کر حال بھی خراب ہو جاتا ہے....یا مستقبل کی فکر میں پڑے رہتے ہیں کہ اگر اس وقت توبہ کر لی تو آئندہ کس طرح گناہ سے بچیں گے....ارے یہ سوچو کہ جب آئندہ وقت آئے گا اس وقت دیکھا جائے گا....اس قت کی فکر کرو جو گزر رہا ہے اس لیے کہ یہی حال ماضی بن رہا ہے....اور ہر مستقبل کو حال بننا ہے....اس لیے بس اپنے حال کو درست کر لو....اور ماضی کو یاد کر کے مایوس مت ہو جاؤ....حقیقت میں شیطان ہمیں بہکاتا ہے....وہ یہ ورغلاتا ہے کہ اپنے ماضی کو دیکھو کہ تم کتنے بڑے بڑے گناہ کر چکے ہو اور اپنے مستقبل کو دیکھو کہ تم سے مستقبل میں کیا بنے گا؟ اور ماضی اور مستقبل کے چکر میں ڈال کر ہمارے حال کو خراب کرتا رہتا ہے اس لیے شیطان کے دھوکے میں مت آؤ اور اپنے حال کو درست کرنے کی فکر کرو' اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ فکر عطا فرما دے......(آمین) (اصلاحی خطبات جلد ۶ ص ۶۳)

گستاخی کے گناہ کا انجام

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مقبولان الٰہی یا اپنے محسن کی شان میں جو گستاخ ہوتا ہے اس کی عقل مسخ ہو جاتی ہے......ایک طالب علم شاگرد مولوی اسحاق صاحب کے ان کی شان میں گستاخ تھے......ایک شخص نے کہا تم شاگرد ہو وہ تو محسن ہیں ایسا تمہیں نہ چاہئے......اس نے جواب دیا کہ محسن تو جب ہیں جب مجھے ان کا پڑھایا ہوا کچھ یاد رہا ہو...... مجھے کچھ یاد ہی نہیں......پھر حضرت والا (سیدنا ومرشدنا شاہ محمد اشرف علی صاحب رحمہ اللہ) نے فرمایا کہ ادھر اس نے گستاخی شروع کی......ادھر علم سلب ہونا شروع ہو گیا......(حسن العزیز جلد دوم)

حرام چیزوں میں خانہ ساز تاویلیں

''حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ امت شراب کو مشروب کے نام سے' سود کو منافع کے نام سے اور رشوت کو تحفے کے نام سے حلال کرے گی اور مال زکوٰۃ سے تجارت کرنے لگے گی تو یہ ان کی ہلاکت کا وقت ہوگا گناہوں میں زیادتی اور ترقی کے سبب'' ...... (رواہ الدیلمی وکنز العمال ص ۲۲۶ ج ۴ حدیث ۳۸۴۹۷)

گناہ کے تقاضے کے وقت یہ تصور کرلو

ہمارے حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحئی صاحب قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ انسان اگر اللہ تعالیٰ کا تصور کرنا چاہے تو بسا اوقات اللہ تعالیٰ کا دھیان اور تصور نہیں بنتا.... اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو کبھی دیکھا تو ہے نہیں اور تصور تو اس چیز کا ہوسکتا ہے جس کو انسان نے دیکھا ہو..... اس لئے اللہ تعالیٰ کا تصور اور دھیان کرنے میں دشواری ہوتی ہے.... لیکن جب گناہ کا داعیہ پیدا ہو تو ایک چیز کا تصور اور دھیان کرلیا کرو اور وہ یہ کہ میں جس گناہ کے کرنے کا ارادہ کررہا ہوں.... اگر اس گناہ کے ارتکاب کے وقت میرا باپ مجھے دیکھ لے یا میری اولاد مجھے دیکھ لے یا میرے استاد مجھے دیکھ لیں یا میرے شاگرد مجھے دیکھ لیں.... یا میرے دوست احباب مجھے دیکھ لیں تو کیا اس وقت بھی میں یہ گناہ کا کام کروں گا؟

مثلاً نگاہ کو غلط جگہ پر ڈالنے کا داعیہ دل میں پیدا ہوا.... اس وقت ذرا یہ سوچو کہ اگر اس وقت تمہارا شیخ تمہیں دیکھ رہا ہو یا تمہارا باپ تمہیں دیکھ رہا ہو.... یا تمہاری اولاد تمہیں دیکھ رہی ہو تو کیا اس وقت بھی آنکھ غلط جگہ کی طرف اٹھاؤ گے.... ظاہر ہے کہ نہیں اٹھاؤ گے.... اس لئے کہ یہ خوف ہے کہ اگر ان لوگوں میں سے کسی نے مجھے اس حالت میں دیکھ لیا تو یہ لوگ مجھے برا سمجھیں گے.... لہٰذا جب ان معمولی درجے کی مخلوق کے سامنے شرمندہ ہونے کے ڈر سے اپنے داعیے پر قابو پالیتے ہو اور نگاہ کو روک لیتے ہو تو ہر گناہ کے وقت یہ تصور کرلیا کرو کہ اللہ تعالیٰ جو مالک الملک ہے اور ان سب کا خالق اور مالک ہے وہ مجھے دیکھ رہا ہے.... اس تصور سے ان شاء اللہ تعالیٰ دل میں ایک رکاوٹ پیدا ہوگی...... (اصلاحی خطبات جلد ۸ ص ۱۴۹)

بدکاری اور بے حیائی کا نام ثقافت اور فنون لطیفہ

''عبدالرحمٰن بن غنم اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابو عامر یا ابو مالک اشعری (رضی اللہ عنہم) نے بیان کیا...... بخدا انہوں نے غلط بیانی نہیں کی...... کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یقیناً میری امت کے کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو زنا' ریشم' شراب اور آلات موسیقی کو (خوشنما تعبیروں سے) حلال کرلیں گے اور کچھ لوگ ایک پہاڑ کے قریب اقامت کریں گے' وہاں ان کے مویشی چر کر آیا کریں گے' ان کے پاس کوئی حاجت مند اپنی ضرورت لے کر آئے گا وہ (از راہ حقارت) کہیں گے' کل آنا' پس اللہ تعالیٰ ان پر راتوں رات عذاب نازل کرے گا اور پہاڑ کو ان پر گرادے گا اور دوسرے لوگوں کو (جو حرام چیزوں میں خوشنما تاویلیں کریں گے) قیامت تک کے لئے بندر اور خنزیر بنادے گا''...... (معاذ اللہ) (صحیح بخاری ص ۸۳۷ ج ۲)

فتنہ زدہ قلوب

''حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے' آپ فرماتے تھے کہ فتنے دلوں میں اسی طرح یکے بعد دیگر در آئیں گے جس طرح چٹائی میں یکے بعد دیگرے ایک ایک تنکا در آتا ہے' چنانچہ جس دل نے ان فتنوں کو قبول کرلیا اور وہ اس میں پوری طرح رچ بس گئے اس پر (ہر فتنہ کو کے عوض) ایک سیاہ نقطہ لگتا جائے گا' اور جس قلب نے ان کو قبول نہ کیا اس پر (ہر فتنہ کو رد کردینے کے عوض) ایک سفید نقطہ لگتا جائے گا' یہاں تک کہ دلوں کی دو قسمیں ہو جائیں گی' ایک سنگ مرمر جیسا سفید کہ اسے رہتی دنیا تک کوئی فتنہ نقصان نہیں دے گا' اور دوسرا خاکستری رنگ کا سیاہ' الٹے کوزے کی طرح (کہ خیر کی کوئی بات اس میں نہیں ٹکے گی) یہ بجز ان خواہشات کے جو اس میں رچ بس گئی ہیں نہ کسی نیکی کو نیکی سمجھے گا' نہ کسی برائی کو برائی (اس کے نزدیک نیکی اور بدی کا معیار بس اپنی خواہش ہوگی)''...... (صحیح مسلم ص ۸۲ ج ۱)

ناچ، گانے کی محفلیں، بندروں اور خنزیروں کا مجمع

''حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آخری زمانہ میں میری امت کے کچھ لوگ بندر اور خنزیر کی شکل میں مسخ ہو جائینگے، صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا وہ توحید و رسالت کا اقرار کرتے ہوں گے؟ فرمایا ہاں! وہ (برائے نام) نماز، روزہ اور حج بھی کریں گے، صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر ان کا یہ حال کیوں ہوگا؟ فرمایا! وہ آلات موسیقی، رقاصہ عورتوں اور طبلہ اور سارنگی وغیرہ کے رسیا ہوں گے، اور شرابیں پیا کرینگے، (بالآخر) وہ رات بھر مصروف لہو ولعب رہیں گے اور صبح ہوگی تو بندر اور خنزیروں کی شکل میں مسخ ہو چکے ہوں گے...... معاذ اللہ''...... (فتح الباری ص۹۴ ج ۱۰)

عذاب الٰہی کے اسباب

''حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس امت میں زمین میں دھنسنے، شکلیں بگڑنے اور آسمان سے پتھر برسنے کا عذاب نازل ہوگا، کسی صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایسا کب ہوگا؟ فرمایا جب گانے اور ناچنے والی عورتیں اور گانے بجانے کا سامان ظاہر ہو جائے گا اور شرابیں اڑائی جائیں گی''......

(ترمذی شریف ص۴۴ ج ۲)

وقت سے پہلے اپنا محاسبہ کرلو

حضرت ثابت بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اپنے نفسوں کا وزن کرلو اس سے پہلے کہ تمہارا وزن کیا جائے اور ان کا محاسبہ کرلو اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے کیونکہ تمہارا اپنے نفسوں کا محاسبہ اور بڑی پیشی کی تیاری کل تمہارے نفسوں کے محاسبہ کو تم پر آسان کردے گی...... **يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ** (الحاقۃ: ۱۸) (جس روز (خدا کے روبرو) حساب کے واسطے تم پیش کئے جاؤ گے (اور) تمہاری کوئی بات اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہ ہوگی) (۳۱۳ روشن ستارے)

تباہ کن گناہوں پر جرأت

''حضرت انس اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ تم لوگ بعض اعمال کرتے ہو جو تمہاری نظر میں تو بال سے بھی باریک (یعنی معمولی) ہوتے ہیں مگر ہم انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ''تباہ کن'' شمار کیا کرتے تھے''...... (رواہ البخاری)

گناہوں کی جڑ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے......
(رزین بیہقی عن الحسن مرسلا)

گناہ کا دل پر اثر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن جب گناہ کرتا ہے اس کے دل پر ایک سیاہ دھبہ ہو جاتا ہے پھر اگر توبہ واستغفار کر لیا تو اس کا قلب صاف ہو جاتا ہے اور اگر (گناہ میں) زیادتی کی تو وہ (سیاہ دھبہ) اور زیادہ ہو جاتا ہے سو یہی ہے وہ زنگ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے (اس آیت میں) فرمایا ہے...... ہرگز ایسا نہیں (جیسا وہ لوگ سمجھتے ہیں) بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال (بد) کا زنگ بیٹھ گیا ہے...... (احمد و ترمذی و ابن ماجہ)

رزق سے محرومی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک آدمی محروم ہو جاتا ہے رزق سے گناہ کے سبب جس کو وہ اختیار کرتا ہے...... (عین جزاء الاعمال از مسند احمد غالباً)

آخرت کو ترجیح دو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنی دنیا سے محبت کرے گا وہ اپنی آخرت کا ضرر کرے گا اور جو شخص اپنی آخرت سے محبت کرے گا وہ اپنی دنیا کا ضرر کرے گا سو تم باقی رہنے والی چیز کو (یعنی آخرت کو) فانی ہونے والی چیز پر (یعنی دنیا پر) ترجیح دو...... (احمد و بیہقی)

قرض چھوڑ کر مرنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کبائر (بڑے گناہوں) کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص مر جائے اور اس پر دین (یعنی کسی کا حق مالی) ہو اور اس کے ادا کرنے کے لیے کچھ نہ چھوڑ جاوے...... (اھ مختصراً احمد وابوداؤد)

گناہ گار بندے

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے نقل ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ سے حساب لے گا جب اس کی برائیاں اس کی نیکیوں پر غالب ہوں گی تو اس کو دوزخ کا حکم دیا جائے گا...... چنانچہ جب فرشتے اس کو دوزخ کی طرف لے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام سے فرمائے گا کہ میرے بندہ کو لو اور اس کے پاس پہنچو اور اس سے پوچھو کہ کیا وہ دنیا میں کسی عالم کی مجلس میں بیٹھا ہے تا کہ میں اس عالم کی سفارش سے اس کو بخش دوں چنانچہ جبرئیل علیہ السلام اس سے پوچھیں گے وہ کہے گا کہ نہیں...... پس حضرت جبرئیلؑ عرض کریں گے کہ اے رب تو اپنے بندہ کا حال خوب جانتا ہے...... اس نے کہا کہ نہیں اس کے بعد اللہ جل شانہ فرمائے گا کہ آیا وہ کسی عالم کو دوست رکھتا تھا وہ کہے گا کہ نہیں پھر ارحم الراحمین فرمائے گا کہ اس سے پوچھو کہ کیا وہ دستر خوان پر کسی عالم کے ساتھ بیٹھا تھا...... وہ کہے گا کہ نہیں...... اس کے بعد اللہ جل شانہ فرمائے گا کہ اس سے پوچھو کہ آیا یہ اس گلی میں سکونت رکھتا تھا جس میں کوئی عالم تھا وہ کہے گا کہ نہیں پھر خداوند عالم فرمائے گا کہ اس سے پوچھو کہ آیا اس کا نام کسی عالم کے نام یا اس کا نسب کسی عالم کے نسب کے موافق تھا وہ کہے گا کہ نہیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اس سے پوچھو کہ آیا یہ کسی ایسے آدمی سے محبت رکھتا تھا جو کسی عالم کو محبوب رکھتا تھا پس وہ کہے گا کہ ہاں پھر تو اللہ تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام سے فرمائے گا کہ اس کا ہاتھ پکڑو اور جنت میں داخل کرو...... اس لئے کہ میں نے اس کو اسی وجہ سے بخش دیا...... (حیاۃ الصحابہ)

گناہوں کا خاتمہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس کا کوئی گناہ ہی نہ تھا...... (بیہقی مرفوعاً وشرح السنہ موقوفاً)

(البتہ حقوق العباد میں توبہ کی یہ بھی شرط ہے کہ اہل حقوق سے بھی معاف کرائے)

سہیل بن عبداللہ کی عظمت

صاحب قلیوبی بیان کرتے ہیں کہ یعقوب بن لیث امیر خراسان ایک ایسی بیماری میں مبتلا ہوا کہ اطباء اس سے مجبور ہو گئے لوگوں نے اس سے کہا کہ یہاں ایک شخص نیک لوگوں میں سے ہے اور اس کا نام سہل بن عبداللہ ہے اگر آپ اس کو طلب کریں شاید وہ آپ کے واسطے دعا کرے......امیر نے فرمایا میرے پاس لاؤ جب وہ حاضر ہوا تو امیر نے اس سے کہا کہ میرے واسطے اللہ سے دعا کرو...... کہ وہ مجھے اس بیماری سے شفا دے اس شخص نے کہا کہ میں تمہارے لئے کیوں کر دعا کروں حالانکہ تم ظلم پر قائم ہو...... یہ سن کر امیر یعقوب نے ظلم سے توبہ اور رجوع کی نیت کی......اور رعیت میں نیک خوئی کا اقرار کیا......قیدیوں کو چھوڑ دیا اس کے بعد سہلؒ نے کہا کہ اے معبود جس طرح تو نے اس کو گناہ کی ذلت دکھائی اسی طرح اس کو بندگی کی عزت دکھا اور جو بیماری اس کو ضرر کر رہی ہے اس کو اس سے دور فرما...... پس وہ امیر اسی وقت اٹھ کھڑا ہوا...... گویا پاؤں سے رسی کھل گئی پھر امیر یعقوب نے بہت سا مال سہلؒ پر پیش کیا تا کہ وہ اس کو قبول کریں لیکن انہوں نے انکار کیا اور اپنے شہر کی طرف واپس گئے......اثناء راہ میں کسی نے ان سے کہا کہ اگر آپ مال قبول کر لیتے اور فقراء پر اس کو تقسیم کر دیتے تو بہتر ہوتا......سہلؒ نے زمین کی جانب دیکھا دفعۃً زمین کی کنکریاں جواہرات ہو گئیں......اس کے بعد انہوں نے لوگوں سے کہا کہ جو چاہو لے لو......اور کیا جو شخص اس کے مثل دیا گیا ہے تو وہ یعقوب بن لیث کے مال کا محتاج ہو گا......لوگوں نے ان سے کہا کہ ہم کو معذور رکھیے اور معاف کیجئے......(انمول موتی جلد ا)

نیکی و برائی کا احساس

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جب تمہیں اپنی نیکی اچھی لگنے لگے اور برائی بری محسوس ہو تو تم مؤمن ہو......“ (احمد، مشکوٰۃ)

گناہوں کے قریب بھی نہ جاؤ

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو بھی کسی معصیت کے قریب ہوا اس سے سلامتی دور ہوئی اور جو قریب جا کر صبر کا دعویٰ کرے اس کی حفاظت اسی کے حوالہ کر دی جاتی ہے....

بعض نظریں مہلت نہیں دیتیں (مبتلا کر دیتی ہیں)

اور سب سے زیادہ حفاظت اور نگرانی کے لائق دو چیزیں ہیں زبان اور نگاہ

خبردار! کسی معصیت کے قریب رہ کر اس سے بچنے کے پختہ عزم سے دھوکہ نہ کھانا کیونکہ خواہش نفس بڑی چالباز ہے.... جنگ کی صف میں کھڑے کتنے بہادر اور شجاع دھوکہ سے مارے گئے کیونکہ بے سان وگمان انہیں ایسے معمولی شخص سے ہتھیار لگا جس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں ہوتا.... یاد کرو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ (حضرت) وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ:

فَتَبَصَّرُا وَلَا تَشِمْ كُلَّ بَرْقٍ رَبَّ بَرْقٍ فِيْهِ صَوَاعِقُ حَسِيْنٍ
وَاغْضُضِ الطَّرْفَ تَسْتَرِحْ مِنْ غَرَامٍ تُكْتَسٰى فِيْهِ ثَوْبُ ذُلٍّ وَّشَيْنٍ
فَبَلَاءُ الْفَتٰى مُرَافَقَةُ النَّفْسِ وَبَدْءُ الْهَوٰى طُمُوْحُ الْعَيْنِ

”سوچ سمجھ کر نگاہ اُٹھاؤ! ہر بجلی (حسین چہرے) کی طرف مت دیکھنے لگو کیونکہ بہت سی بجلیوں میں موت کی کڑک ہوتی ہے اور نگاہ نیچی رکھا کرو تا کہ اس عشق سے محفوظ رہو جس میں ذلت اور عیب کا لباس پہننا پڑتا ہے.... حاصل یہ کہ ابتلاء کا سبب نفس کی موافقت ہے اور خواہش نفسانی کی ابتداء نگاہ اُٹھانے سے ہوتی ہے....(صید الخاطر)

گناہوں کا کفارہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو مسلمان بھی فرض نماز کا وقت آنے کے بعد اس کے لئے اچھی طرح وضو کرے، خشوع پیدا کرے اور (آداب کے مطابق) رکوع کرے تو اس کا یہ عمل اس کے تمام پچھلے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے، جب تک کہ اس نے کسی گناہ کبیرہ کا ارتکاب نہ کیا ہو اور (گناہوں کی تلافی کا) یہ عمل ساری عمر جاری رہتا ہے......'' (مسلم ومشکوٰۃ)

گناہوں سے دل کمزور ہو جاتا ہے

فرمایا: کہ گناہوں کی آگ خدائی آگ ہے جس کی خاصیت یہ ہے نَارُاللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ اس کا اصل محل قلب ہے اور دعویٰ سے کہا جاتا ہے کہ گنہگار کا دل بے چین ہوتا ہے اس کو راحت وچین نصیب نہیں ہوتا گناہ سے دل ضعیف اور کمزور ہوتا ہے جس کا تجزیہ نزول حوادث کے وقت ہوتا ہے کہ متقی اس وقت مستقل مزاج رہتا ہے اور دیگر لوگ حواس باختہ ہو جاتے ہیں...... (سکون قلب)

بلا عذر حج نہ کرنے کی سزا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو کوئی ظاہری مجبوری یا ظالم بادشاہ یا کوئی معذور کر دینے والی بیماری حج سے روکنے والی نہ ہو اور وہ پھر بے حج کیے مرجائے اس کو اختیار ہے خواہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر...... (مشکوٰۃ)

نماز گناہوں کو مٹا دیتی ہے

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک انصاری عورت کا بوسہ لے لیا (جماع نہیں کیا) پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا قصور بیان کیا اس وقت اللہ تعالیٰ نے سورۃ ہود کی یہ آیت نازل فرمائی''

اے پیغمبر! دن کے دونوں کناروں اور رات کے وقتوں میں نماز پڑھا کر بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں" وہ شخص کہنے لگا یا رسول اللہ کیا یہ حکم میرے لئے خاص ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بلکہ ساری امت کیلئے خاص ہے.... (صحیح بخاری)

دوسری حدیث شریف میں مذکور ہے جو اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنے کو پسند کرتا ہے اور اس کی موت پر اللہ اس کو خوشخبری دیتا ہے جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے

"اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ" (فصلت)

اس شخص کو خوشخبری دی گئی ملائکہ کے اترنے کے ساتھ اور واپس اس کی روح اس کی حفاظت کرتے ہوئے اوپر جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کو جنت میں پہنچا دیتے ہیں.... (اعمال دل)

غیبت کے مفاسد

غیبت کرنے کو..... حدیث پاک میں زنا سے بھی اشد فرمایا..... ہے علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے تنبیہ المغترین میں لکھا ہے..... کہ جو شخص غیبت کرتا ہے..... اپنی نیکیوں کو منجنیق میں رکھ کر منتشر کر رہا ہے..... اور دوسروں کو دے رہا ہے.....

اور فرماتے ہیں کہ ہمارے مشائخ نے ہم سے عہد لیا ہے کہ..... ہم اپنی مجلس میں کسی کو غیبت نہ کرنے دیں..... حضرت سلطان ابراہیم بن ادہمؒ مہمان تھے..... میزبان نے کسی کی غیبت کی فوراً اٹھ گئے..... فرمایا پہلے ہی گوشت کھلا دیا..... اور وہ بھی مردہ بھائی کا..... اگر شرم کی جگہ زخم ہے تو سوائے معالج کے کسی کو دیکھنا یا دکھانا جائز نہیں..... اسی طرح اپنے بھائی کے عیب کو ..... صرف اس کے معالج اور مصلح کے علاوہ کسی سے کہنا حرام ہے.....

غیبت کرنا اور اس کا سننا دونوں ہی حرام ہے..... ایسا شخص قیامت کے دن مفلس اٹھے گا ..... کیونکہ اپنی نیکیوں کو غیبت کر کے دوسروں کو دے رہا ہے..... جو شخص بدنگاہی نہ کرے اور غیبت نہ کرے ان شاء اللہ تعالیٰ وہ تمام گناہوں سے بچ جائے گا.... (مجالس ابرار)

گناہوں کے مطابق سزا

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دنیا میں جو اس قدر شدید مصائب اور بلائیں آتی ہیں جن کا انجام ہمیشہ انتہائی تکلیفوں پر ہوا کرتا ہے ان کے متعلق میرے دل میں ایک خیال آیا....

میں نے سوچا سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ تو کریموں سے بڑھ کر کریم ہیں اور کرم کا تقاضا چشم پوشی ہے پھر ان سزاؤں کی کیا وجہ ہے؟ اس خیال پر غور کیا تو بہت سے لوگوں کی یہ حالت پائی کہ ان کا وجود نہ ہونے کے برابر ہے وہ وحدانیت کے دلائل پر نظر نہیں ڈالتے اور اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی کو نہیں دیکھتے بلکہ جانوروں کی طرح اپنی عادات پر زندگی گزارے چلے جارہے ہیں... اگر شریعت ان کی مراد کے موافق ہوئی تو ٹھیک ورنہ اپنی اپنی اغراض پر جمے رہتے ہیں.... دینار و درہم پالینے کے بعد اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ حلال ہے یا حرام؟ اگر نماز آسان معلوم ہوئی پڑھ لی ورنہ ترک کردی....

اور انہی میں کچھ ایسے ہیں جو بڑے بڑے گناہوں کو علی الاعلان کیا کرتے ہیں.... باوجود اس کے کہ ان کی حرمت انہیں معلوم ہوتی ہے.... اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان میں سے کسی عالم کی معرفت قوی ہوتی ہے اور اس کے گناہ بے حد وحساب.... یہ سب دیکھ کر مجھے یقین ہوگیا کہ سزائیں اگرچہ بڑی اور سخت ہیں لیکن لوگوں کی خطاؤں سے کم ہیں.... جب کوئی سزا کسی گناہ کو مٹانے کے لیے نازل ہوتی ہے تو کوئی فریاد کرتا ہوا کہتا ہے.... لوگو! غور کرنا چاہیے کہ یہ سزا کس گناہ کی ہے؟ اور خود اپنے کیے گناہ ایسے جن میں کے بعض گناہوں سے زمین کانپ جائے.... بھولا رہتا ہے....

کسی بوڑھے کو اس کے بڑھاپے میں اس قدر ذلیل کیا جاتا ہے کہ لوگوں کے دل اس پر ترس کھانے لگتے ہیں اور اسے اس کا احساس نہیں ہوتا کہ یہ تذلیل وتوہین جوانی میں اللہ تعالیٰ کے حقوق کو ترک کرنے کا نتیجہ ہے....

پس جب تم کسی مبتلا سزا کو دیکھو تو سمجھ لو کہ یہ اس کے گناہوں کی وجہ سے ہے.... (''تَنبِیۡہ از مُترجَم'' سزامیں اور امتحان میں فرق ہے جو مصائب ذلت اور توہین کے ساتھ ہوں وہ سزا ہیں اور جن میں ذلت اور توہین نہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کا امتحان ہیں اور مؤمن کے لیے رحمت اور باعث اجر ہیں.... حضرات انبیاء علیہم السلام اور حضرات اولیاء اللہ رحمہم اللہ کو بڑے بڑے ابتلاءات پیش آئے.... ظاہر ہے کہ وہ سزا نہ تھے ۱۲) (صید الخاطر)

گناہوں کا وبال

مردوں پر بے دینی کا یہ وبال ہے کہ خود حاکم ہوتے ہوئے عورت کے محکوم بنے ہوئے ہیں.... دراصل یہ اللہ کے تابع نہیں ہوتے.... اس لئے ان کی عورتیں ان کے تابع نہیں ہوتیں.... مردوں نے اللہ کی نافرمانی کر کے اللہ کو ناراض کر رکھا ہے تو اللہ تعالیٰ دکھاتے ہیں کہ یہ عورتیں تمہارے تابع پیدا کی تھیں یہ تمہارے اوپر غالب ہو رہی ہیں.... انہیں اللہ نے مسلط کر دیا ہے کہ یہ ہمارا نافرمان ہے.... ذرا اس کا دماغ درست کرو.... (انمول موتی جلد۴)

گناہوں کا خیال

حضرت حارث رحمۃ اللہ علیہ...... (جو حضرت جنید بغدادیؒ کے اساتذہ میں ہیں) کا ارشاد ہے کہ کسی گناہ کا دل میں خیال بھی نہ لاؤ...... یعنی عمل چاہے نہ ہو...... مگر دل میں سوچ کر کسی گناہ سے مزے لینا...... خیال پکانا...... یہ بھی نہ کرو.... (ارشادات مفتی اعظم)

گناہوں کے ساتھ وظائف بے اثر رہتے ہیں

ایک صاحب نے رزق کیلئے دعا کرائی...... وظیفہ بھی دریافت کیا...... پھر وظیفہ کے بے اثر ہونے کا شکوہ کیا...... میں نے عرض کیا کہ دو ٹرک آمنے سامنے ہیں...... اور زور آزمائی ہو رہی ہے...... کوئی راستہ نہیں دے رہا تو کوئی منزل تک پہنچے گا...... ادھر وظیفہ جاری ہے...... ادھر گناہ بھی جاری ہیں...... وظیفہ تو جالب رزق ہے...... اور معاصی برعکس تنگی رزق کا اثر رکھتے ہیں.... (مجالس ابرار)

گناہ معاف کروانیکا نبوی نسخہ

جو آدمی جمعہ کی نماز کے بعد سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ پڑھیگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اُسکے پڑھنے والے کے ایک لاکھ گناہ معاف ہونگے اور اُسکے والدین کے چوبیس ہزار گناہ معاف ہونگے.... (انمول موتی جلد۶)

گناہ اور منکرات سے بچنے کی ضرورت

طاعون کے زمانے میں ہر شخص چوہے سے ڈرتا ہے...... کہ طاعون کے جراثیم ہمارے گھر میں نہ آجائیں...... اور بد عملی اور منکرات کے چوہے...... ہمارے گھروں میں کتنے ہی ہوں فکر نہیں...... سانپ گھر میں آجائے سب پریشان...... اور گھر میں خلاف شرع وضع قطع.... تصاویر جاندار کی...... ریڈیو کے گانے...... ٹیلی ویژن کا گھریلو سینما آجائے تو کوئی فکر نہیں...... ہر عمل کے معاملے میں علم صحیح کی ضرورت ہے...... لاعلمی میں زہر کھانے سے نقصان تو یقیناً پہنچے گا....

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک گھر میں تشریف لے گئے وہاں تصویر جاندار کی تھی فوراً واپس آگئے رزق کی ترقی اور برکت کیلئے وظیفے پڑھنے کیلئے تیار ہیں...... مگر گناہ چھوڑنے کیلئے تیار نہیں (مجالس ابرار)

خدائی ناراضگی رزق میں بے برکتی کا سبب

آج کل دکاندار ریڈیو اور ٹیلی ویژن کو...... آمدنی کی زیادتی کا سبب سمجھتے ہیں...... حالانکہ دن بھر جتنے لوگ اس دکان پر گانے اور عورتوں کی تصاویر دیکھنے کا الگ الگ گناہ کرتے ہیں...... وہ سب جمع کر کے اس دکاندار کی گردن پر ڈالا جائے گا...... مرے گا جب تب اس کو اپنی آمدنی کا حال معلوم ہوگا...... زبان سے کہتے ہیں کہ رزق خدا دیتا ہے...... اور پھر گناہ کر کے خدا کی ناراضگی سے رزق بڑھا رہے ہیں.... (مجالس ابرار)

گناہوں کا تریاق

انسان کی پوری زندگی پر اتباع سنت چھا جائے...... جب اس کے ایمان میں کمال آجائے گا...... اور اس کو مومن کامل کہیں گے...... لیکن یاد رکھئے اتباع سنت کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ...... کبھی بھی غلطی نہ ہو...... اور گناہ نہ ہو...... یہ شان تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ہے...... ہم سے گناہ ہوتے ہیں...... اور گناہ کرتے بھی ہیں...... مگر اس کا حل یہ ہے کہ فوراً توبہ کر لیں...... صدق دل سے توبہ کرنے سے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے...... اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک میں فرمایا گیا ہے...... کہ التائب من الذنب کمن لاذنب له...... (خطبات حکیم الاسلام)

گناہوں سے بچنے کی ضرورت

جس طرح نیکی وثواب کا کام کرنا مطلوب ہے.....اسی طرح اس کے ثواب کا بقاء بھی مطلوب ہے.....زبان کی حفاظت نہ کرنے سے غیبت کے سبب..... یا اذیت مخلوق کے سبب اس عورت کا کیا حال ہوا..... جو نماز روزہ اور کثرت عبادت کے باوجود بھی..... فی النار کے لائق ہوئی جیسا کہ حدیث میں وارد ہے.....پس ثواب کو ضائع کرنے والے اسباب سے بھی بچنا ضروری ہے.....یعنی گناہوں سے حفاظت کا اہتمام.....(بالخصوص حقوق العباد کا اہتمام) (مجالس ابرار)

قانونِ جزا

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو بھی اللہ تعالیٰ کے افعال میں غور کرے گا ان کو قانون عدل کے مطابق پاوے گا اور اسے یہ اندازہ ہوگا کہ ہر کام کا بدلہ ضرور ملتا ہے خواہ کچھ مدت بعد سہی....لہٰذا جس شخص کی غلطیوں پر چشم پوشی کی جارہی ہو اسے دھوکہ نہ ہونا چاہیے کیونکہ بدلہ ملنے میں تاخیر بھی ہوا کرتی ہے....

سب سے بدتر گناہ جس کی سزا بھی بڑی ہے....اپنے گناہوں پر اصرار کرنا ہے.... کیوں پھر ایسا شخص دکھلاوے کا استغفار و نماز اور عبادتیں کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ یہ ریا کاری مفید ہوگی (حالانکہ اصرار گناہ کے ساتھ ظاہری عبادتیں بیکار ہیں)....

اور سب سے زیادہ دھوکہ میں وہ شخص مبتلا ہے جو خود تو ایسے افعال کرے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند فرمائیں اور اللہ تعالیٰ سے ان چیزوں کی آرزو باندھے جنہیں وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے....جیسا کہ حدیث شریف میں مروی ہے:

وَالْعَاجِزُ مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَهٗ هَوَاهَا وَتَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ الْاَمَانِیُّ

''وہ بڑا احمق ہے جس نے اپنے نفس کو خواہشات کے تابع کرلیا اور اللہ تعالیٰ سے بڑی بڑی آرزوئیں باندھیں....''

اس لیے سمجھدار آدمی کو اس کا یقین رکھنا چاہیے کہ کیے کا بدلہ ضرور ملتا ہے.... چنانچہ

حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے ایک شخص کو عار دلاتے ہوئے کہہ دیا اے مفلس! جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خود میں افلاس میں مبتلا ہو گیا.... چالیس سال کے بعد....

اور حضرت ابن الجلا درحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں ایک امرد کی طرف دیکھ رہا تھا.... میرے شیخ نے دیکھ لیا تو فرمایا یہ کیا حرکت ہے؟ آئندہ تمہیں اس کا انجام بھگتنا پڑے گا.... چنانچہ چالیس سال کے بعد میں قرآن شریف بھول گیا....

اس کے برعکس جنہوں نے نیک اعمال کیے اور نیت درست رکھی تو انہیں اس کے اچھے بدلہ کا منتظر رہنا چاہیے.... اگرچہ کچھ مدت بعد سہی....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّہٗ مَنۡ یَّتَّقِ وَیَصۡبِرۡ فَاِنَّ اللّٰہَ لَایُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ

''بیشک جنہوں نے اللہ کا تقویٰ اختیار کیا اور صبر کا راستہ اپنایا تو اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کا اجر ضائع نہیں فرماتے....''

اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنۡ غَضَّ بَصَرَہٗ عَنۡ مَحَاسِنِ امۡرَأَۃٍ اَثَابَہُ اللّٰہُ اِیۡمَانًا یَجِدُ حَلَاوَتَہٗ فِیۡ قَلۡبِہٖ

''جس نے اپنی نگاہ کسی اجنبی عورت کو گھورنے کے بجائے نیچی کر لی اللہ تعالیٰ اس کے عوض ایمان میں ایسا اضافہ فرما دیں گے جس کی حلاوت وہ اپنے دل میں محسوس کرے گا....''

حاصل یہ کہ عقلمند آدمی کو اس کا یقین رکھنا چاہیے کہ:

''مِیۡزَانُ الۡعَدۡلِ لَایُحَابِیۡ'' (عدل کی ترازو بیجا کسی طرف نہیں جھکتی) (صید الخاطر)

اچھا عمل اور بڑا گناہ

حدیث شریف میں ہے کہ مجھے میری امت کے اجر و ثواب دکھائے گئے.... حتیٰ کہ وہ تنکا جسے کوئی انسان مسجد سے باہر نکال کر پھینکتا ہے.... تو میں نے کوئی بھی اچھا عمل تلاوت قرآن سے بڑھ کر نہیں دیکھا اور مجھے میری امت کے گناہ دکھائے گئے تو میں نے کوئی گناہ اس سے بڑا نہیں دیکھا کہ ایک آدمی نے کوئی سورۃ یا ایک آیت یاد کر کے بھلا دی.... (بستان العارفین)

گناہ طاعت کے اثر کو کمزور کردیتے ہیں

قوت جسم کے لیے غذا جسمانی کا کھانا اور مضر چیزوں سے پرہیز رکھنا ضروری ہے ......ایسے ہی قوت روح کے لیے اعمال صالحہ کا بجالانا اور تمام ظاہری و باطنی گناہوں سے پرہیز ضروری ہے...... ظاہراً و باطناً' مامور بہا نماز کو بھی ادا کیا اور منہی عنہا حسد کو بھی کیا......اب حسد...... مامور بہا نماز کا جو اثر ہے......اس کو اندر ہی اندر کمزور کررہا ہے...... اندر ہی اندر جھلسا رہا ہے......اسی طرح رکوع' سجدہ...... جھک کر قدموں پر سر رکھ کر اظہار محبت سے روح میں جو اثر ہوا تھا...... مسجد سے باہر نکل کر کسی رنگین (خوبصورت) شکل پر نظر پڑی......اس کو دیکھ رہا ہے......تو اس طرح دیکھنے نے' اس بد پرہیزی نے قلب کے اندر کسر نفس کے ساتھ جو انکسار و محبت کی شدت کا اثر ہوا تھا......اس کو مضمحل کردیا وہ اثر کمزور ہوگیا.... یہ ایک مثال دی ہے......اسی پر تمام اخلاق رذیلہ تکبر وغیرہ کو قیاس کرلیجئے....(خطبات مسیح الامت)

گناہوں پر اصرار کیسا؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ......میں غیور ہوں...... غیرت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ تو انتہائی غیور ہیں......لامتناہی غیور ہیں......تو یہ تمام گناہ جن سے بچنے کا حکم دیا ہے یہ من حیث الغیور ہیں کہ جب گناہوں کا بندہ سے ارتکاب ہوتا ہے......تو اللہ تعالیٰ کو غیرت آتی ہے اور جب ذات حق کو غیرت آتی ہے......تو اے سالک تجھ کو کتنی غیرت آنا چاہیے کہ یہ گناہ تو غیر ہے' بھلا اس غیر کا صدور کیوں ہوگیا...... غیرت آنا چاہیے اور اگر بتقاضاء بشریت کبھی شر ہوگیا...... ہوگیا لیکن یہ بار بار شر کے اندر اصرار کرنا کیسا؟...... کیونکہ تیرا اقدام تو قلب میں ذات حق کے ساتھ انابت اور رجوع قائم کرنے کا تھا...... پھر بار بار اس کے خلاف کرنا جائے تعجب ہے...... (خطبات مسیح الامت)

بہت بڑے گناہوں میں سے ایک گناہ

حدیث میں آتا ہے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ: آپؐ نے فرمایا: من الکبائر' بڑے بڑے گناہوں میں سے' ایک گناہ یہ بھی ہے شتم الرجل والدیہ.... کہ آدمی اپنے ماں باپ میں سے کسی کو گالی دے.... صحابہ کرام نے پوچھا یا ''رسول اللہ وھل یشتم الرجل والدیہ'' اے اللہ کے رسول کیا کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی دے سکتا ہے کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ بیٹا ہی ماں باپ کو گالی دے.... صحابہ کرام نے یہ سوال' اپنے ماحول کے اعتبار سے کیا تھا' کہ یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے کہ کوئی شخص اپنے ہی ماں باپ کو گالی دے.... لیکن ہمارے اس دور میں تو ایسے لوگ موجود ہیں جو خود اپنی زبان سے ماں باپ کو گالی دیتے ہیں اور برے الفاظ اور القاب سے یاد کرتے ہیں.... اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے....

بہر حال صحابہ کرام نے تو یہ سوال اپنے ماحول کے اعتبار سے کیا کہ کون شخص ہے ایسا' جو اپنے ہی ماں باپ کو گالی دے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی زمانے کے ماحول کے اعتبار سے جواب دیا: ''نعم یسب ابا الرجل فیسب اباہ ویسب' امہ فیسب امہ'' ہاں (اس کی صورت یہ ہے کہ) کسی دوسرے کے باپ کو گالی دے' تو وہ پلٹ کر گالی دینے والے کے باپ کو گالی دے اور یہ کسی دوسرے شخص کی ماں کو گالی دے تو وہ پلٹ کر اس کی ماں کو گالی دے....

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ گالی دینے والے نے اپنی ماں یا اپنے باپ کو تو گالی نہ دی لیکن چونکہ دوسرے سے گالی دلوانے کا ذریعہ بن گیا.... اس لئے خود گالی دینے والوں میں سے ہو گیا' نہ کسی دوسرے کے باپ یا ماں کو گالی دیتا نہ وہ پلٹ کر گالی دینے والے کے ماں باپ کو گالی دیتا.... خود گالی نہ دی لیکن دوسرے سے گالی دلوائی' اسی کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت بڑے گناہوں میں شمار کیا ہے.... اب اسی سے سمجھ لینا چاہیے کہ جو شخص اپنے ماں باپ کو خود اپنی زبان سے گالی دے گا تو وہ کتنا بڑا گناہ ہوگا.... میرے دوستو! اس بات کو ذرا محسوس کرو' اور اپنی زبان کو قابو میں رکھو' اور اپنے ماں باپ کو خوش کر کے اپنے لئے جنت کے دروازے کھلوالو اور جہنم کے دروازے بند کروالو.... (انمول موتی جلد ۶)

گناہوں کا زہر

سانپ جس عضو کو بھی کاٹتا ہے...... آدمی مرجاتا ہے...... کیونکہ اس عضو سے پھر تمام بدن میں زہر پھیل جاتا ہے...... اسی طرح گناہ کا زہر ہے...... جس عضو سے بھی معصیت کی جائے گی...... اس کا زہر تمام جسم میں سرایت کر جاتا ہے...... (مجالس ابرار)

گناہوں کی مثال

حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم کو گناہ اس طرح لذیذ معلوم ہوتے ہیں ...... جس طرح سانپ کے کاٹے کو نیم کی پتی لذیذ معلوم ہوتی ہے...... لیکن جب زہر کا اثر ختم ہو جاتا ہے...... تو پھر نیم کی پتی تلخ معلوم ہوتی ہے...... دنیا کی محبت اور آخرت سے بے فکری کا زہر ہر گناہ کو لذیذ کر دیتا ہے...... (مجالس ابرار)

شیطان اور نفس کا دھوکا

ارشاد:۔ حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفی رحمہ اللہ

فرمایا کہ...... انسان کو دھوکا شیطان بھی دیتا ہے...... اور نفس بھی ...... مگر دونوں کے طریقہ کار میں فرق ہے...... شیطان کسی گناہ کی ترغیب اس طرح دیتا ہے...... کہ اس کی تاویل سمجھا دیتا ہے...... کہ یہ کام کرلو اس میں دنیا کا فلاں فائدہ ...... اور فلاں مصلحت ہے...... جب کسی گناہ کے لیے تاویل مصلحت دل میں آئے ...... تو سمجھ لو کہ یہ شیطان کا دھوکا ہے ...... اور نفس گناہ کی ترغیب لذت کی بنیاد پر دیتا ہے...... کہتا ہے یہ گناہ کرلو بڑا مزہ آئے گا...... جب کسی گناہ کا خیال لذت حاصل کرنے کے لیے آئے ...... تو سمجھ لو کہ یہ نفس کا دھوکا ہے...... شیخ کی ضرورت نفس وشیطان کے دھوکوں ہی سے بچنے کے لیے ہوتی ہے۔ (یادگار باتیں)

ایمان اور گناہ

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مؤمن گناہوں پر اصرار نہیں کرسکتا.... ہاں کبھی خواہش غالب ہوجاتی ہے اور شہوت کی آگ بھڑک جاتی ہے تو ذرا اپنے مرتبہ سے نیچے اُتر آتا ہے کیونکہ اس کے پاس ایسا ایمان ہے جو گناہوں سے بغض پیدا کرتا ہے.... لہٰذا نہ اس سے گناہوں کا پختہ ارادہ ہوسکتا ہے اور نہ فراغت کے بعد دوبارہ کرنے کا عزم ہوسکتا ہے.... وہ اگر کسی سے ناراض ہوتا ہے تو زیادہ انتقام نہیں لیتا اور لغزشوں سے پہلے ہی توبہ کی نیت رکھتا ہے.... غور کرو حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے حال پر کہ انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے سے دور کرنے سے پہلے ہی توبہ کا بھی عزم کرلیا.... چنانچہ پہلے کہا "اُقْتُلُوْا یُوْسُفَ" (یوسف کو مارڈالو)

پھر اس کو بڑا گناہ تصور کر کے کہا "اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا" (اس کو کہیں دور دراز علاقہ میں چھوڑ آؤ) پھر انابت ہوئی تو کہا "وَتَكُوْنُوْا مِنْ بَعْدِهٖ قَوْمًا صَالِحِيْنَ" (اس کے بعد تم لوگ نیکوکار ہوجانا) اسی طرح جب آپ کو صحرا میں لے گئے اور حسد کے تقاضے سے قتل کرنا چاہا تو بڑے بھائی نے کہا "لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيَابَتِ الْجُبِّ" (یوسف کو قتل نہ کرو بلکہ اسے اندھے کنویں میں ڈال دو) اور اس میں بھی یہ خواہش نہیں کی کہ مرجائیں بلکہ "يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ" (اسے کوئی قافلہ لیتا جائے) پھر یہی کیا بھی....

ان احوال کا سبب یہ ہے کہ ایمان اپنی قوت کے بقدر لوگوں کو گناہوں سے روکتا ہے.... چنانچہ کبھی تو خیال ہی کے وقت روک دیتا ہے اور کبھی کمزور ہونے کے سبب عزم مصمم کے وقت روکتا ہے اور اگر غفلت غالب ہی ہوجائے اور گناہ صادر ہوجائے تو طبیعت سست پڑ جاتی ہے اس وقت عمل کے لیے اُٹھاتا ہے اور کیے پر ندامت کے سبب اس گناہ سے حاصل ہونے والی لذت بہت کم ہوجاتی ہے.... (صید الخاطر)

دو سنگین گناہ

آج فیشن کے مارے..... دوانچ کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر..... جنت کو کھوتے اور دوزخ خریدتے ہیں..... جو آدمی نیچا پاجامہ پہنتا ہے..... اس کی مغفرت نہیں ہوتی..... اسی طرح جو آدمی طبلہ..... سارنگی اور گانے میں لگا ہے..... اس کی بھی مغفرت نہیں ہوتی..... ذرا سوچو اتنے سے وقت کی لذت سے دوزخ خریدنا..... کیسی نادانی کی بات ہے..... آج گھروں میں ہر طرف گانا بجانا عام ہے.... (ارشادات مفتی اعظم)

گناہ بقدر غفلت

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''گناہوں کی سچی لذت تو غفلت میں مدہوش شخص ہی پاسکتا ہے''.... مؤمن کو سچی لذت نہیں مل پاتی کیونکہ معصیت سے لطف اندوزی کے وقت ساتھ ساتھ اس کی حرمت کا علم اور سزا سے بچنے کا خیال بھی تصور میں آجاتا ہے اور اگر اسے خدا کی معرفت حاصل ہو تو اپنے علم کی نگاہ سے خود روکنے والی ذات کو قریب دیکھتا ہے جس کی وجہ سے عین لطف اندوزی کے وقت اس کی خوش عیشی بے مزہ ہوجاتی ہے اور اگر خواہش نفسانی کا نشہ غالب رہا تو بھی ان مذکورہ مراقبات کی وجہ سے قلب مکدر ہوجاتا ہے.... اگرچہ طبیعت اپنی شہوت میں مشغول رہے....

اور یہ لذت بھی تھوڑی ہی دیر کی ہوتی ہے پھر اس کو ایسا نقصان اُٹھانے والا سمجھو جس کو ہمیشہ کی ندامت.... مسلسل گریہ وبکاء اور طویل مدت گزر جانے کے باوجود بھی اپنی غلطی پر افسوس وندامت لازم حال ہوجاتا ہے.... حتیٰ کہ اگر اسے اپنی معافی کا یقین بھی ہوجائے پھر بھی عتاب کا خوف لگا رہتا ہے.... تف ہے اس گناہ پر! جس کے آثار اتنے برے ہوں اور جس کی خبریں اس قدر خراب ہوں....''ناجائز شہوت کا حصول غفلت کے بقدر ہی ہوسکتا ہے''.... (صید الخاطر)

احساس گناہ

ارشاد:۔حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی رحمہ اللہ

اہتمام نہ بن پڑے حسنات کا...... یہ اتنا مضر نہیں...... جتنا گناہ کا احساس مٹ جانا...... یہ تو قیامت ہے...... اس سے زیادہ مہلک اور خطرناک کوئی چیز نہیں...... اس میں یہاں تک ہو سکتا ہے کہ...... کفر ہو جائے اور پتہ بھی نہ چلے...... اللہ بچائے! بڑا سنگین معاملہ ہے...... پس لرزاں ترساں ہی رہے...... خطا کار شرمسار مسلمان کیلئے کچھ ڈر ہے...... ڈر تو عاصی...... طاغی اور باغی کیلئے ہے۔ (یادگار باتیں)

گناہوں کے ساتھ وظائف بے اثر رہتے ہیں

ارشاد:۔حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب رحمہ اللہ

ایک صاحب نے رزق کیلئے دعا کرائی...... وظیفہ بھی دریافت کیا...... پھر وظیفہ کے بے اثر ہونے کا شکوہ کیا...... میں نے عرض کیا کہ دو ٹرک آمنے سامنے ہیں...... اور زور آزمائی ہو رہی ہے...... کوئی راستہ نہیں دے رہا تو کوئی منزل تک پہنچے گا...... ادھر وظیفہ جاری ہے...... ادھر گناہ بھی جاری ہیں...... وظیفہ تو جالب رزق ہے...... اور معاصی برعکس تنگی رزق کا اثر رکھتے ہیں۔ (یادگار باتیں)

گناہ چھوڑنے کی ضرورت

ارشاد:۔حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب رحمہ اللہ

اعمال صالحہ اور وظائف کا اختیار کرنا آسان ہے...... مگر گناہوں کو چھوڑنا مشکل معلوم ہوتا ہے...... جیسے سہارنپور کا گنا چوسنا تو آسان اور لذیذ ہے...... مگر کسی کے منہ سے گنا چھین لینا مشکل ہے...... اسی طرح نفس کو جن گناہوں کی عادت ہو گئی ہے...... ان کو چھڑانا نفس پر بہت شاق ہوتا اور عام طور پر لوگ ایسے واعظ کو بھی پسند نہیں کرتے...... جو برائیوں پر روک ٹوک اور گناہوں کے ترک پر وعظ کہتا ہو...... حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "یا یھا الذین امنو لاتبطلوا صدقاتکم بالمن و الاذیٰ" ان آیات میں چند اصول کی طرف توجہ دلائی گئی ہے...... وہ یہ کہ بعض معاصی کے اثرات سے نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں...... جیسا کہ ان آیات میں ارشاد ہوا...... کہ اے ایمان والو اپنے صدقات کو باطل مت کرو احسان جتا کر اور اذیت دے کر...... اس سے معاصی کے ارتکاب سے احتیاط کی نہایت اہمیت ثابت ہوتی ہے۔ (یادگار باتیں)

گناہوں کے نتائج

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہر سمجھدار شخص کے لیے ضروری ہے کہ گناہوں کے انجام سے بچنے کی کوشش کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ اور انسان کے درمیان کوئی قرابت اور رشتہ داری نہیں ہے وہ تو انصاف کی ترازو لگانے والا اور ٹھیک ٹھیک فیصلہ کرنے والا ہے....اگرچہ اس کا حلم گناہوں سے بڑھ کر ہے مگر وہ (قادر مطلق ہے) جب چاہے گا بڑے سے بڑے گناہ معاف کر دے گا اور اگر گرفت کرنا چاہے گا تو معمولی گناہ پر گرفت فرمالے گا....لہٰذا اس سے ڈرتے رہو....

میں نے بہت سے مالداروں کو دیکھا کہ وہ ظلم اور ظاہری و باطنی ہر طرح کے گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں پھر ایسے طریقوں سے برباد کر دیئے جاتے ہیں جن کا انہیں تصور بھی نہیں ہوتا....ان کی جڑیں تک اُکھڑ گئیں اور وہ تعمیریں ٹوٹ پھوٹ گئیں جن کو انہوں نے اپنی آل اولاد کے لیے بنایا اور مضبوط کیا تھا.... یہ سب صرف اسی وجہ سے ہوا کہ انہوں نے حق تعالیٰ کے حقوق کو ضائع کر دیا تھا اور گمان یہ باندھا تھا کہ جو کچھ وہ خیر خیرات کر دیتے ہیں وہ ان کے گناہوں کو مٹانے کے لیے کافی ہے....لہٰذا ان کے ان خیالات کی کشتی ایک طرف کو جھک گئی جس میں عذاب کا اتنا پانی داخل ہو گیا کہ وہ ڈوب گئے....

میں نے بہت سے ایسے لوگوں کو دیکھا جو عالم کہلاتے ہیں کہ انہوں نے خلوتوں میں حق تعالیٰ کی اپنی طرف نظر و توجہ کو اہمیت نہ دی تو حق تعالیٰ نے جلوتوں میں ان کے تذکرے کی خوبیوں کو مٹا دیا پھر ان کا وجود عدم کے برابر ہو گیا نہ ان کے دیدار اور زیارت میں کوئی لذت رہ گئی اور نہ کسی کے دل میں ان کی ملاقات کا شوق باقی رہا....

لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو کیونکہ وہ ہر وقت نگراں ہے اور اس کے عدل کی ترازو میں ایک ایک ذرہ ظاہر ہو جائے گا اور اس کی سزا گنہگار پر تاک لگائے ہوئے ہے....اگرچہ تاخیر سے آوے....

غافل شخص خدا تعالیٰ کی چشم پوشی سے (جو درحقیقت مہلت دینا ہے) گناہوں کے مہمل اور غیر مضر ہونے کا گمان کر لیتا ہے حالانکہ گناہوں کا برا انجام یقینی ہے....

پس خلوتوں میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو! اور اپنا باطن سنبھالو اور نیت کی طرف توجہ دو کیونکہ

تمہارے اوپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک دیکھنے والی نگاہ نگراں ہے....

خبردار! اس کے حلم وکرم سے دھوکہ میں نہ پڑنا.... کتنوں کو ڈھیل دی گئی تھی (پھر گرفت ہوگئی) اپنی خطاؤں کا مراقبہ کرتے رہو اور ان کو ختم کرنے کی کوشش میں لگے رہو....

گناہوں سے پرہیز کرتے ہوئے گریہ وزاری کرنے کے برابر کوئی چیز نافع نہیں ہوسکتی.... ممکن ہے (معاف کردیئے جاؤ)

یہ ایسی فصل ہے جس میں اگر عبادت گزار غور کرے گا تو اسے نفع ہوگا....

ایک ایسے بزرگ نے جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کا مراقبہ رکھتے تھے فرمایا کہ ''ایک مرتبہ مجھے ایک ایسے فعل پر قدرت ملی جس میں لذت تھی اور لذت ہی مقصود بھی تھی اور وہ فعل گناہ کبیرہ بھی نہ تھا اس لیے میرا نفس اس کو صغیرہ خیال کر کے اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کی وسعت پر اُعتماد کر کے اس کے کر لینے کا تقاضا کرنے لگا.... میں نے اپنے آپ سے کہا اگر تم اس موقع پر غالب رہو تو ظاہر ہے تم اپنے مقام پر رہو گے اور اگر تم نے وہ فعل کرلیا تو غور کرلو تمہارا کیا مقام رہ جائے گا؟ پھر میں نے اپنے نفس کو ایسے لوگوں کے احوال یاد دلائے جو سہل گیری میں بڑی وسعت کرتے تھے کہ کس طرح ان کے تذکرے ختم کردیئے گئے اور ان کی طرف سے بے توجہی برتی گئی تو ان کا تذکرہ سن کر میرا نفس رک گیا اور اپنے ارادے سے باز آگیا جس کی توفیق اللہ تعالیٰ نے دی''.... (صید الخاطر)

گناہوں سے بچنے کی ضرورت

ارشاد: حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ

جس طرح نیکی وثواب کا کام کرنا مطلوب ہے...... اسی طرح اس کے ثواب کا بقاء بھی مطلوب ہے...... زبان کی حفاظت نہ کرنے سے غیبت کے سبب...... یا اذیت مخلوق کے سبب اس عورت کا کیا حال ہوا...... جو نماز روزہ اور کثرت عبادت کے باوجود بھی...... فی النار کے لائق ہوئی جیسا کہ حدیث میں وارد ہے...... پس ثواب کو ضائع کرنے والے اسباب سے بھی بچنا ضروری ہے...... یعنی گناہوں سے حفاظت کا اہتمام...... (بالخصوص حقوق العباد کا اہتمام) (یادگار باتیں)

گناہوں کی مثال

ارشاد:۔حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ

حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم کو گناہ اس طرح لذیذ معلوم ہوتے ہیں ......جس طرح سانپ کے کاٹے کو نیم کی پتی لذیذ معلوم ہوتی ہے......لیکن جب زہر کا اثر ختم ہو جاتا ہے......تو پھر نیم کی پتی تلخ معلوم ہوتی ہے......دنیا کی محبت اور آخرت سے بے فکری کا زہر ہر گناہ کو لذیذ کر دیتا ہے۔(یادگار باتیں)

باطن کے گناہ

یہ جو ہم چوری......شراب وغیرہ سے بچ جاتے ہیں......دراصل ہم کو یہ ڈاڑھی......کرتہ......ٹوپی نہیں کرنے دیتے......مگر اس سے زیادہ ذلیل گناہ اور عیوب ہمارے اندر ہیں......اصل تو ان سے بچنا تھا....(ارشادات مفتی اعظم)

گناہوں کا زہر

ارشاد:۔حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ

سانپ جس عضو کو بھی کاٹتا ہے......آدمی مر جاتا ہے......کیونکہ اس عضو سے پھر تمام بدن میں زہر پھیل جاتا ہے......اسی طرح گناہ کا زہر ہے......جس عضو سے بھی معصیت کی جائے گی......اس کا زہر تمام جسم میں سرایت کر جاتا ہے۔(یادگار باتیں)

گناہ ہونے پر فوراً توبہ کرے

ارشاد:۔حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ

بعض مرتبہ ایسا ہو جاتا ہے......کہ ناواقفیت کی وجہ سے انسان سے گناہ ہو جاتے ہیں ......اس لئے دو رکعت نماز پڑھے اور توبہ کرے...... بہت عمدہ چیز ہے......ایسے ہی روزہ رکھے گا......تو گناہ کم ہوں گے......روزہ کی برکت سے طاقت وقوت پیدا ہوگی۔(یادگار باتیں)

کسی گناہ کو حقیر نہ سمجھنا چاہیے

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بہت سے لوگ ایسے معاملات میں سہل انگاری اور تسامح سے کام لیتے ہیں جنہیں وہ معمولی سمجھتے ہیں حالانکہ وہ اصولی غلطیاں ہیں.... مثلاً طلبہ وعلماء کتاب مانگ کر لیتے ہیں پھر واپس نہیں کرتے یا بعض لوگ کسی کھانے والے کے پاس اس نیت سے جاتے ہیں کہ کھانے کو ملے گا یا ایسی دعوتوں میں شرکت کر لیتے ہیں جن میں ان کو بلایا نہ گیا ہو یا کسی مخالف کی آبرو ریزی ہوتے دیکھ کر محض اپنی لذت کے لیے اور اس جیسے گناہ کو معمولی خیال کر کے نظر بچا جانا یا مثلاً حرام موقع پر گناہ کو معمولی خیال کر کے نظر کو آزاد چھوڑ دینا وغیرہ....

ایسے لوگوں کے ساتھ سب سے کمتر سزا کا معاملہ یہ ہوتا ہے کہ ان کو ان لوگوں کے مرتبہ سے جو صحیح وغلط میں تمیز رکھنے والے ہیں نیچے اتار لیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی مرتبہ کی بلندی سے محروم کر دیا جاتا ہے.... کبھی ایسے لوگوں سے زبان حال سے کہا جاتا ہے کہ "اے وہ شخص! جس پر ایک معمولی سی چیز میں بھروسہ کیا گیا تھا لیکن اس نے خیانت کر دی وہ اپنے مرتبہ سے اتر جانے کے باوجود اللہ کی رضاء کی امید کیونکر رکھتا ہے؟"

بعض سلف کا قول ہے کہ "میں نے ایک لقمہ تسامح سے کام لیتے ہوئے کھا لیا تو چالیس سال سے آج تک میں پیچھے ہٹتا جا رہا ہوں...." لہٰذا خدا تعالیٰ سے ڈرو! اور ایسے شخص سے سنو جسے خوب تجربہ ہو چکا ہے کہ اپنے ایک ایک فعل کی نگرانی کرو نتائج کو سوچ لیا کرو اور گناہوں سے روکنے والی ذات کی عظمت کو پہچانو اور صور کی اس پھونک سے ڈرو جسے معمولی سمجھا جاتا ہے.... لہٰذا اس چنگاری سے بھی بچنے کی کوشش کرو جسے معمولی خیال کیا جاتا ہے کیونکہ کبھی وہ پورا پورا شہر جلا ڈالتی ہے....

یہ مضمون جسے میں نے اشارۃً بیان کیا ہے گو دیکھنے میں مختصر ہے لیکن اپنے اندر بڑی معنویت رکھتا ہے.... گویا یہ ایک نمونہ ہے جس کو دیکھ کر دوسرے وہ تمام گناہ بھی سمجھ میں آ جائیں گے جن کو حقیر اور معمولی خیال کیا جاتا ہے....

علم اور مراقبہ تمہیں ان چیزوں کی معرفت کرا دیں گے جنہیں تم بھول چکے ہو اور تمہیں گناہوں کی نحوست کا اثر بتلا دیں گے.... بشرطیکہ تم نگاہِ بصیرت سے کام لو.... گناہوں سے بچنے اور نیکیوں کے کرنے کی قدرت اللہ کی توفیق سے ہو سکتی ہے.... (مجالس جوزیہ)

نفس کو لذت سے دور رکھا جائے

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے تو ہمارے لیے اصلاح نفس کا عمل کتنا آسان کر دیا .... ورنہ پہلے زمانے میں تو صوفیاء کرام خدا جانے کیا کیا ریاضتیں کرایا کرتے تھے ....صوفیاء کرام کے یہاں لنگر ہوا کرتے تھے اس لنگر کے اندر شوربا بنتا تھا ....خانقاہ میں جو مریدین ہوا کرتے تھے ان کو یہ حکم ہوتا تھا کہ جس کے پاس ایک پیالہ شوربے کا آئے تو وہ اس شوربے میں ایک پیالہ پانی ملائے اور پھر کھائے تا کہ نفس کو لذت گیری کی قید سے آزاد کیا جائے....اس کے علاوہ ان سے فاقے بھی کرواتے تھے لیکن وہ زمانہ اور تھا اور آج کا زمانہ اور ہے ....جیسے طب کے اندر زمانے کے بدلنے سے علاج کے طریقے بدل جاتے ہیں اس طرح حکیم الامت قدس اللہ سرہ نے ہمارے زمانے کے لحاظ سے ....ہمارے مزاجوں کا لحاظ رکھتے ہوئے نسخے تجویز کیے .... تقلیل طعام کا نسخہ ہمارے لیے تجویز کر گئے جس سے تقلیل طعام کا منشا حاصل ہو جائے گا......(جلد۲ص ۲۵۷)

غیبت سے بچنے کا آسان راستہ

مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ غیبت سے بچنے کا آسان راستہ یہ ہے کہ دوسرے کا ذکر کرو ہی نہیں....نہ اچھائی سے ذکر کرو اور نہ برائی سے ذکر کرو....کیونکہ یہ شیطان بڑا خبیث ہے....اس لیے کہ جب تم کسی کا ذکر اچھائی سے کرو گے کہ فلاں شخص بڑا اچھا آدمی ہے....اس کے اندر یہ اچھائی ہے تو دماغ میں یہ بات رہے گی کہ میں اس کی غیبت تو نہیں کر رہا....بلکہ اچھائی سے اس کا ذکر کر رہا ہوں لیکن پھر یہ ہوگا کہ اس کی اچھائیاں بیان کرتے کرتے شیطان کوئی جملہ درمیان میں ایسا ڈال دے گا جس سے وہ اچھائی برائی میں تبدیل ہو جائے گی....مثلاً وہ کہے گا کہ فلاں شخص ہے تو بڑا اچھا آدمی....مگر اس کے اندر فلاں خرابی ہے یہ لفظ ''مگر'' آ کر سارا کام خراب کر دے گا....اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ گفتگو کا رُخ غیبت کی طرف منتقل ہو جائے گا اس لیے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دوسروں کا ذکر کرو ہی نہیں....نہ اچھائی سے نہ برائی سے اور اگر کسی کا ذکر اچھائی سے کر رہے ہو تو ذرا کمر کس کے بیٹھو تا کہ شیطان غلط راستے پر نہ ڈال دے......(جلد۴ص ۹۷)

شیطان بڑا عارف تھا

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ''ابلیس'' اللہ تعالیٰ کی بہت معرفت رکھتا تھا .....بہت بڑا عارف تھا.....کیونکہ ایک طرف تو اسے دھتکارا جارہا ہے.....راندہ درگاہ کیا جارہا ہے.....جنت سے نکالا جارہا ہے.....اللہ تعالیٰ کا اس پر غضب نازل ہو رہا ہے لیکن عین غضب کی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ لی اور مہلت مانگ لی.....اس لیے کہ وہ جانتا تھا کہ اللہ تعالیٰ غضب سے مغلوب نہیں ہوتے اور غضب کی حالت میں بھی اگر ان سے کوئی چیز مانگی جائے تو وہ دے دیتے ہیں.....چنانچہ اس نے مہلت مانگ لی......(جلد۶ص۶۹)

نیکی کا خیال اللہ کا مہمان ہے

حضرت مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ ''اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے.....آمین'' فرمایا کرتے تھے کہ: ''دل میں جو نیک کام کرنے کا خیال آتا ہے کہ فلاں نیک کام کرلو.....اس کو صوفیاء کرام کی اصطلاح میں ''وارد'' کہتے ہیں.....فرماتے تھے کہ یہ ''وارد'' اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوا اللہ تعالیٰ کا مہمان ہوتا ہے.....اگر تم نے اس مہمان کی خاطر کی.....اس طرح کہ جس نیکی کا خیال آیا تھا.....وہ نیک کام کرلیا تو یہ مہمان اپنی قدر دانی کی وجہ سے دوبارہ بھی آئے گا.....آج ایک نیک کام کی طرف توجہ دلائی.....کل کو دوسرے کام کی طرف توجہ دلائے گا اور اس طرح تمہاری نیکیوں کو بڑھاتا چلا جائے گا لیکن اگر تم نے اس مہمان کی خاطر مدارت نہ کی بلکہ اس کو دھتکار دیا.....یعنی جس نیک کام کرنے کا خیال تمہارے دل میں آیا تھا.....اس کو نہ کیا.....تو پھر رفتہ رفتہ یہ مہمان آنا چھوڑ دے گا.....اور پھر نیکی کرنے کا ارادہ ہی دل میں پیدا نہیں ہوگا.....نیکی کے خیالات آنا بند ہو جائیں گے.....قرآن کریم میں ارشاد ہے:

''كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ''

یعنی بداعمالیوں کے سبب ان کے دلوں پر زنگ لگ گیا.....اور نیکی کا خیال بھی نہیں آتا.....اس لیے یہ چھوٹی چھوٹی نیکیاں جو ہیں.....ان کو چھوڑنا نہیں چاہیے اس لیے کہ یہ بڑی نیکیوں تک پہنچا دیتی ہیں......(ارشادات اکابر)

ایک کے عیب دوسروں کو مت بتاؤ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جب تم کسی دوسرے کے اندر کوئی عیب دیکھو تو صرف اسی کو بتاؤ کہ تمہارے اندر یہ عیب ہے.... دوسروں سے کہتے مت پھرو کہ فلاں کے اندر یہ عیب ہے.... اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤمن کو آئینہ سے تشبیہ دی ہے.... اور آئینہ صرف اس شخص کو چہرے کے داغ دھبے بتاتا ہے جو شخص اس کے سامنے کھڑا ہوتا ہے.... وہ آئینہ دوسروں کو نہیں بتاتا کہ فلاں شخص کے چہرے پر داغ دھبے لگے ہوئے ہیں.... لہٰذا ایک مؤمن کا کام یہ ہے کہ جس کے اندر کوئی برائی یا عیب دیکھے تو صرف اسی سے کہے.... دوسروں سے اس کا تذکرہ نہ کرے کہ فلاں کے اندر یہ عیب اور یہ برائی ہے.... کیونکہ اگر دوسروں کو اس کے عیوب کے بارے میں بتاؤ گے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کام میں تمہاری نفسانیت شامل ہے.... پھر وہ دین کا کام نہیں ہوگا اور اگر صرف اسی سے تنہائی میں محبت اور شفقت سے اس کو اس کے عیب پر تنبیہ کرو گے تو یہ اخوت اور ایمان کا تقاضا ہے.... لیکن اس کو حقیر اور ذلیل سمجھنا کسی حال میں بھی جائز نہیں.... اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے...... (آمین) (ارشادات اکابر)

صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کی مثال

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چھوٹے گناہ کی مثال ایسی ہے جیسے چھوٹی سی چنگاری اور بڑے گناہ کی مثال ایسی ہے جیسے بڑی آگ اور بڑا انگارا.... اب کوئی شخص یہ سوچ کر کہ یہ تو چھوٹی سی چنگاری ہے اور بڑی آگ تو ہے نہیں.... لاؤ میں اسے اپنے صندوق میں رکھ لیتا ہوں تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ چھوٹی سے چنگاری سارے صندوق اور کپڑوں کو جلا کر راکھ کر دے گی...... (ارشادات اکابر)

اصلاح نفس کیلئے پہلا قدم

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غصہ ضبط کرنا سلوک وطریقت کا ایک باب عظیم ہے جو آدمی اللہ کے راستے پر چلنا چاہتا ہو اور اپنی اصلاح کرنا چاہتا ہو اس کے لیے پہلا قدم یہ ہوگا کہ وہ اپنے غصہ کو قابو میں کرنے کی فکر کرے...... (ارشادات اکابر)

یہ گناہ صغیرہ ہے یا کبیرہ؟

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ لوگ بہت اشتیاق سے پوچھتے ہیں کہ فلاں گناہ صغیرہ ہے یا کبیرہ ہے؟ اور پوچھنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اگر صغیرہ ہے تو کرلیں گے اور اگر کبیرہ ہے تو اس کے کرنے میں تھوڑا ڈر اور خوف محسوس ہوگا.... حضرت فرمایا کرتے تھے کہ صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک چنگاری اور ایک بڑا انگارہ.... کبھی آپ نے کسی کو دیکھا کہ ایک چھوٹی سے چنگاری کو صندوق میں رکھ لے.... اور یہ سوچے کہ یہ تو ایک چھوٹی سی چنگاری ہے.... کوئی عقلمند انسان ایسا نہیں کرے گا .... کیونکہ صندوق میں رکھنے کے بعد وہ آگ بن جائے گی اور صندوق کے اندر جتنی چیزیں ہوں گی ان سب کو جلادے گی اور صندوق کو بھی جلادے گی اور ہوسکتا ہے کہ وہ پورے گھر کو جلا دے.... یہی حال گناہ کا ہے.... گناہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو.... وہ آگ کی چنگاری ہے.... اگر تم اپنے اختیار سے ایک گناہ کرو گے تو ہوسکتا ہے کہ وہ ایک گناہ تمہاری پوری زندگی کی پونجی خاکستر کردے اس لیے اس فکر میں مت پڑو کہ چھوٹا ہے یا بڑا بلکہ یہ دیکھو کہ گناہ ہے یا نہیں.... یہ کام ناجائز ہے یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے یا نہیں؟ جب یہ معلوم ہوجائے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کا احساس پیدا کرکے یہ سوچو کہ یہ گناہ کرکے میں اللہ تعالیٰ کو کیا منہ دکھاؤں گا.... بہرحال!.... جب بھی انسان کے دل میں گناہ کا داعیہ پیدا ہو تو اس وقت اللہ تعالیٰ کے سامنے موجود ہونے کا دل میں دھیان کرے اور اس کے ذریعے گناہ کو چھوڑ دے...... (اصلاحی خطبات جلد ۸)

زبان کی حفاظت

میرے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک استاد تھے' حضرت میاں سید اصغر حسین صاحب قدس اللہ سرہ بڑے اونچے درجے کے بزرگ تھے اور حضرت میاں صاحب کے نام سے مشہور تھے.... حضرت والد صاحبؒ فرماتے تھے کہ میں ایک مرتبہ حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور جا کر بیٹھ گیا تو حضرت میاں صاحب کہنے لگے کہ بھائی دیکھو مولوی شفیع صاحب آج ہم عربی میں بات کریں گے.... اردو میں بات نہیں کریں گے.... حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے بڑی حیرانی ہوئی.... اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا.... آج بیٹھے بٹھائے یہ عربی میں بات کرنے کا خیال کیسے آیا.... میں نے پوچھا حضرت کیا وجہ ہے؟ حضرت نے فرمایا.... نہیں بس ویسے ہی خیال آ گیا کہ عربی میں بات کریں گے.... جب میں نے بہت اصرار کیا تو فرمایا کہ بات اصل میں یہ ہے کہ میں نے یہ دیکھا ہے کہ جب ہم دونوں مل کر بیٹھتے ہیں تو بہت باتیں چل پڑتی ہیں.... اِدھر اُدھر کی گفتگو شروع ہو جاتی ہے.... اور اس کے نتیجے میں ہم لوگ بعض اوقات غلط باتوں کے اندر مبتلا ہو جاتے ہیں.... مجھے یہ خیال ہوا کہ اگر ہم عربی میں بات کرنے کا اہتمام کریں تو عربی نہ تمہیں روانی کے ساتھ بولنی آتی ہے اور نہ مجھے بولنی آتی ہے.... لہٰذا کچھ تکلف کے ساتھ عربی میں بولنا پڑے گا.... تو اس کے نتیجے میں یہ زبان جو بے محابا چل رہی ہے.... یہ قابو میں آ جائے گی اور پھر بلاضرورت فضول گفتگو نہ ہوگی.... صرف ضرورت کی بات ہوگی......

پھر حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ.... بھائی! ہماری مثال اس شخص جیسی ہے.... جو اپنے گھر سے بہت ساری اشرفیاں بہت سارے پیسے لے کر سفر پر روانہ ہوا تھا اور ابھی اس کا سفر جاری تھا.... ابھی منزل تک نہیں پہنچا تھا کہ اس کی ساری اشرفیاں خرچ ہو گئیں اور اب چند اشرفیاں اس کے پاس باقی رہ گئیں.... اور اب وہ ان اشرفیوں کو بہت سنبھال کر اور پھونک پھونک کر خرچ کرتا ہے.... صرف بہت زیادہ ضرورت کی جگہ پر خرچ کرتا ہے.... فضول جگہ پر خرچ نہیں کرتا ہے.... تا کہ کسی طرح وہ اپنی منزل تک پہنچ جائے......

پھر فرمایا کہ ہم نے اپنی اکثر عمر گزار دی ....اور عمر کے جو لمحات اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے تھے .... یہ سب منزل تک پہنچنے کیلئے مال و دولت اور اشرفیاں تھیں اگر ان کو صحیح طریقے سے استعمال کرتے تو منزل تک پہنچنا آسان ہو جاتا ....اور منزل کا راستہ ہموار ہو جاتا لیکن ہم نے پتہ نہیں' کن کن چیزوں میں اس کو خرچ کر دیا.... بیٹھے ہوئے گپ شپ کر رہے ہیں.... مجلس آرائی ہو رہی ہے' اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ ساری توانائیاں ان فضول چیزوں میں خرچ ہو گئیں اب پتہ نہیں کہ زندگی کے کتنے دن باقی ہیں....اب یہ دل چاہتا ہے زندگی کے ان اوقات کو تول تول کر احتیاط کے ساتھ پھونک پھونک کر استعمال کرے.... جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ یہ فکر عطا فرماتے ہیں....ان کا پھر یہی حال ہو جاتا ہے وہ یہ سوچتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے زبان کی یہ دولت عطا فرمائی ہے....تو اس کو ٹھیک ٹھیک استعمال کروں' غلط جگہ استعمال نہ کروں...... (اصلاحی خطبات جلد ۴ ص ۱۴۹)

زبان پر تالا ڈال لو

ایک صاحب حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا کرتے تھے لیکن کوئی اصلاحی تعلق قائم نہیں کیا تھا....بس ویسے ہی ملنے کے لیے آ جایا کرتے تھے ....اور جب باتیں شروع کرتے تو پھر رکنے کا نام نہ لیتے....ایک قصہ بیان کیا....وہ ختم ہوا تو دوسرا قصہ سنانا شروع کر دیا.... حضرت والد صاحب برداشت کرتے رہتے تھے....ایک روز انہوں نے حضرت والد صاحب سے درخواست کی کہ میں آپ سے اصلاحی تعلق قائم کرنا چاہتا ہوں....حضرت والد صاحب نے قبول کر لیا اور اجازت دے دی....اس کے بعد انہوں نے کہا کہ حضرت مجھے کوئی وظیفہ پڑھنے کے لیے بتا دیں.... میں کیا پڑھا کروں؟ حضرت والد صاحبؒ نے فرمایا کہ تمہارا ایک ہی وظیفہ ہے اور وہ یہ کہ اس زبان پر تالا ڈال لو اور یہ زبان جو ہر وقت چلتی رہتی ہے....اس کو قابو میں کرو.... تمہارے لیے اور کوئی وظیفہ نہیں ہے.... چنانچہ انہوں نے جب زبان کو قابو میں کیا....تو اسی کے ذریعے ان کی اصلاح ہو گئی...... (اصلاحی خطبات جلد ۴ ص ۱۵۲)

یہ گناہ حقیقت میں آگ ہیں

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ.... اللہ تعالیٰ نے یہ جو فرمایا کہ "اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ" یہ اس طرح کہا جا رہا ہے جیسے آگ سامنے نظر آ رہی ہے حالانکہ اس وقت کوئی آگ بھڑکتی ہوئی نظر نہیں آ رہی ہے.... بات دراصل یہ ہے کہ یہ جتنے گناہ ہوتے ہوئے نظر آ رہے ہیں.... یہ سب حقیقت میں آگ ہیں.... چاہے دیکھنے میں یہ گناہ لذیذ اور خوش منظر معلوم ہو رہے ہوں لیکن حقیقت میں یہ سب آگ ہیں اور یہ دنیا جو گناہوں سے بھری ہوئی ہے وہ ان گناہوں کی وجہ سے جہنم بنی ہوئی ہے لیکن حقیقت میں گناہوں سے مانوس ہو کر ہماری حس مٹ گئی ہے.... اس لیے گناہوں کی ظلمت اور آگ محسوس نہیں ہوتی ورنہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ صحیح حس عطا فرماتے ہیں اور ایمان کا نور عطا فرماتے ہیں ان کو یہ گناہ واقعتاً آگ کی شکل میں نظر آتے ہیں یا ظلمت کی شکل میں نظر آتے ہیں......

حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ دنیا جو گناہوں کی آگ سے بھری ہوئی ہے.... اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کسی کمرے میں گیس بھر گئی ہو.... اب وہ گیس حقیقت میں آگ ہے.... صرف دیا سلائی لگانے کی دیر ہے.... ایک دیا سلائی دکھاؤ گے تو پورا کمرہ آگ سے دہک جائے گا.... اسی طرح یہ بداعمالیاں.... یہ گناہ جو معاشرے کے اندر پھیلے ہوئے ہیں.... حقیقت میں آگ ہیں.... صرف ایک صور پھونکنے کی دیر ہے.... جب صور پھونکا جائے گا تو یہ معاشرہ آگ سے دہک جائے گا.... ہمارے یہ برے اعمال بھی در حقیقت جہنم ہیں .... ان سے اپنے آپ کو بچاؤ اور اپنے اہل و عیال کو بھی بچاؤ...... (اصلاحی خطبات جلد ۲ ص ۳۷)

ملک الموت سے مکالمہ

مفتی اعظم حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ایک واقعہ سنا کہ کسی شخص کی ملک الموت سے ملاقات ہوگئی اس شخص نے شکایت کی کہ آپ کا بھی عجیب معاملہ ہے.... دنیا میں کسی کو پکڑا جاتا ہے تو دنیا کی عدالتوں کا قانون یہ ہے کہ پہلے اس کے پاس نوٹس بھیجتے ہیں کہ

تمہارے خلاف یہ مقدمہ قائم ہو گیا ہے.... تم اس کی جواب دہی کے لیے تیاری کرو.... لیکن آپ کا معاملہ بڑا عجیب ہے کہ جب چاہتے ہیں.... بغیر نوٹس کے آدھمکتے ہیں بیٹھے بٹھائے پہنچ جاتے ہیں اور روح قبض کر لی.... یہ کیا معاملہ ہے؟ ملک الموت نے جواب دیا کہ میاں میں تو اتنے نوٹس بھیجتا ہوں کہ دنیا میں کوئی اتنے نوٹس نہیں بھیجتا.... لیکن میں کیا کروں.... تم میرے نوٹس کا نوٹس نہیں لیتے.... اس کی پرواہ نہیں کرتے.... ارے! جب تمہیں بخار آتا ہے.... وہ میرا نوٹس ہوتا ہے.... جب تمہیں کوئی بیماری آتی ہے.... وہ میرا نوٹس ہوتا ہے.... جب تمہارے سفید بال آتے ہیں وہ میرا نوٹس ہوتا ہے.... تمہارے پوتے آتے ہیں وہ میرا نوٹس ہوتا ہے.... میں تو اتنے نوٹس بھیجتا ہوں کہ کوئی حد و حساب نہیں.... مگر تم کان ہی نہیں دھرتے.... بہر حال! اس لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ قبل اس کے کہ وہ حسرت کا وقت آئے خدا کے لیے اپنے آپ کو سنبھال لو اور اس صحت کے وقت کو اور اس فراغت کے وقت کو کام میں لے آؤ.... خدا جانے کل کیا عالم پیش آئے؟ (اصلاحی خطبات جلد ۴ ص ۱۹۲)

گزری ہوئی عمر کا مرثیہ

میرے والد ماجد قدس اللہ سرہ نے اپنی عمر کے ۳۰ سال گزرنے کے بعد ساری عمر اس پر عمل فرمایا کہ جب عمر کے کچھ سال گزر جاتے تو ایک مرثیہ کہا کرتے تھے عام طور پر لوگوں کے مرنے کے بعد ان کا مرثیہ کہا جاتا ہے لیکن میرے والد صاحب اپنا مرثیہ خود کہا کرتے تھے اور اس کا نام رکھتے تھے "مرثیہ عمر رفتہ" یعنی گزری ہوئی عمر کا مرثیہ.... اگر اللہ تعالیٰ ہمیں فہم عطا فرمائیں تب یہ بات سمجھ میں آئے کہ واقعہ یہی ہے کہ جو وقت گزر گیا.... وہ اب واپس آنے والا نہیں.... اس لیے اس پر خوشی منانے کا موقع نہیں ہے بلکہ آئندہ کی فکر کرنے کا موقع ہے کہ بقیہ زندگی کا وقت کس طریقے سے کام میں لگ جائے' آج ہمارے معاشرے میں سب سے زیادہ بے قیمت چیز وقت ہے.... اس کو جہاں چاہا کھو دیا اور برباد کر دیا' کوئی قدر و قیمت نہیں.... گھنٹے.... دن.... مہینے بے فائدہ کاموں میں اور فضولیات میں گزر رہے ہیں جس میں نہ تو دنیا کا فائدہ.... نہ دین کا فائدہ...... (اصلاحی خطبات جلد ۴ ص ۲۱۰)

نیکی کی نورانیت

میں نے اپنے والد ماجد حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کئی بار یہ واقعہ سنا کہ دیوبند میں ایک صاحب گھسیارے تھے..... یعنی گھاس کاٹ کر بازار میں فروخت کرتے اور اس کے ذریعے اپنا گزر بسر کرتے تھے اور ایک ہفتہ میں ان کی آمدنی چھ پیسے ہوتی تھی.... اکیلے آدمی تھے اور اس آمدنی کو وہ اس طرح تقسیم کرتے تھے کہ اس میں سے دو پیسے اپنے کھانے وغیرہ پر خرچ کرتے تھے اور دو پیسے اللہ کی راہ میں صدقہ کیا کرتے تھے اور دو پیسے جمع کیا کرتے تھے اور ایک دو ماہ کے بعد جب کچھ پیسے جمع ہو جاتے تو اس وقت دارالعلوم دیوبند کے جو بڑے بڑے بزرگ اساتذہ تھے.... ان کی دعوت کیا کرتے تھے اور دعوت میں خشک چاول اُبال لیتے.... اور اس کے ساتھ دال پکا لیتے اور اساتذہ کو کھلا دیتے تھے.... میرے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اس وقت دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہمیں پورے مہینے ان صاحب کی دعوت کا انتظار رہتا ہے.... اس لیے کہ ان صاحب کے خشکے اور دال کی دعوت میں جو نورانیت محسوس ہوتی ہے.... وہ نورانیت پلاؤ اور بریانی کی بڑی بڑی دعوتوں میں محسوس نہیں ہوتی...... (اصلاحی خطبات جلد ۵ ص ۲۴۵)

گناہ کی لذت.... ایک دھوکہ

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ گناہوں کی لذت کی مثال ایسی ہے جیسے خارش زدہ کو خارش کرنے میں لذت آتی ہے اور کھجانے میں اس کو بہت مزہ آتا ہے لیکن وہ لذت صحت کی لذت نہیں ہے.... وہ بیماری کی لذت ہے اس لئے کہ زیادہ کھجانے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس جگہ پر زخم ہو جائے گا اور زخم کی اور جلن کی جو تکلیف ہوگی اس کے آگے خارش کرنے کی لذت کی کوئی حقیقت نہیں ہے لیکن اگر خارش کرنے سے رک گیا اور یہ سوچا کہ خارش کرنے کے بعد زیادہ تکلیف ہوگی.... اس لئے کھجانے کے بجائے اس پر مرہم لگاتا ہوں اور خارش کی کڑوی دوا کھاتا ہوں تو اس دوا کے کھانے میں تکلیف تو ہوگی لیکن بالآخر

اس خارش سے نجات ہو جائے گی اور اس کے بعد صحت کی لذت حاصل ہو جائے گی اور وہ صحت کی لذت خارش کی لذت سے ہزار درجہ بہتر ہوگی.... بالکل اسی طرح گناہ کی لذت بالکل بے حقیقت ہے اور دھوکہ والی لذت ہے....اس لذت کو اللہ کیلئے چھوڑو اور اس کے بجائے تقویٰ کی لذت حاصل کرو پھر دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کہاں سے کہاں پہنچاتے ہیں ارے یہ خواہشات نفسانی تو پیدا ہی اس لئے کی گئی ہیں کہ ان کو کچلا جائے اور ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی جائے ....اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اور اپنے فضل وکرم سے یہ حقیقت ہمارے دلوں میں جاگزیں فرمائے آمین......(اصلاحی خطبات جلد ۸ص ۱۵۰)

احساس گناہ

موجودہ دور سائنس کی ترقی اور عروج کا دور ہے......جس کے مظاہر قدم قدم پر دیکھے جاسکتے ہیں' لیکن انسان جس قدر اپنے انجام کی طرف رواں دواں ہے اسی قدر غفلت کا شکار ہے...... اور اب تو اس غفلت نے ایک مستقل بیماری کی شکل اختیار کر لی ہے......جسم بیمار ہو جائے تو فوراً ڈاکٹر کی طرف رجوع کیا جاتا ہے لیکن روح بیمار ہو تو ڈاکٹر وطبیب کی طرف رجوع کا احساس ہی نہیں ہوتا......اسی عدم احساس نے انسانیت کے وجود پر جو گہرے زخم اور مندمل نہ ہونے والے جو چرکے لگائے ہیں ہمارے معاشرے پر اس کے اثرات اب اشتہارات کی طرح نمایاں ہوگئے ہیں لیکن افسوس کہ احساس کی خوابیدگی اور مدہوشی جوں کی توں ہے......

جدید سائنسی ایجادات سے استفادہ کی وہ صورتیں بھی اب وبال جان وایمان بنتی جارہی ہیں جن کے بارے میں اصحاب علم وفضل نے جواز کا فتویٰ دیا تھا......موبائل فون جسے عصرِ حاضر کی ایک عظیم نعمت یا جدید سائنس کا ایک عظیم تحفہ قرار دیا جاتا ہے......اس کا بے دریغ استعمال جہاں دیگر بہت سے مسائل پیدا کر رہا ہے وہاں دینی واخلاقی حوالے سے اس کی قباحتیں بھی کھل کر سامنے آتی جارہی ہیں......ابھی کچھ زیادہ دن نہیں گذرے ہیں جب مسجد اور عبادت گاہ کا تقدس ہمارے اذہان میں موجود تھا...... اور کوئی شخص یہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ ایسی پاکیزہ اور مقدس جگہ پر بھی موسیقی کی دھنیں گونجیں گی لیکن موبائل فون نے آج یہ تصور ختم

کردیا ہے.....عین حالتِ نماز میں جب انسان اپنے رب کے حضور سربسجود ہوتا ہے اچانک موبائل فون کی مترنم گھنٹیاں ماحول کی خشیت اور سکوت کو توڑ کر کئی صفوں تک پھیلے ہوئے نمازیوں کو رب کے دربار سے بہت دور اٹھا لے جاتی ہیں.....جسم سجدہ ریز ہوتا ہے لیکن روح بھٹک جاتی ہے.....اب اس مرض کا کیا علاج کہ ہم سوتے وقت تو اس خیال سے موبائل بند کر کے سوتے ہیں کہ کوئی بلاوجہ ہمارے آرام میں مخل نہ ہو سکے.....لیکن نماز سے قبل ہمیں یہ توفیق نہیں ہوتی اور بعد میں ہمیں احساس نہیں ہوتا ہے ہم اللہ کے دربار میں جو سجدے پیش کر کے آ رہے ہیں کیا وہ اس قابل بھی ہیں کہ انہیں شرف قبولیت سے نوازا جائے.....

آج اگر کسی اپنے افسر کے سامنے ہم جاتے ہیں تو پہلے اپنے آپ کو سیٹ کر لیتے ہیں کہ کوئی بات ہماری ان کے مزاج اور آداب کے خلاف نہ ہو.....کیا احکم الحاکمین کا اتنا بھی حق نہیں ہے..... کہ ہم ان کے دربار میں حاضری کے وقت ہماری یہ کیفیت ہو جو ایک عام دنیا کے حاکم کے دربار میں حاضری کے وقت ہوتی ہے.....

پھر بات صرف موبائل فون تک ہی محدود نہیں ہمارے گھر صنم کدے بن چکے ہیں ہمارے دل غیر اللہ کی آماجگاہ اور ہماری پیشانیاں ہماری خواہشات کے آگے جھک رہی ہیں لیکن احساس ہے کہ ختم ہوتا جا رہا ہے.....

ٹی وی.....وی سی آر.....کیبل اور دیگر خرافات زمانہ ہمارے گھروں میں ہمار ے ہی ہاتھوں رہائش پذیر ہیں اور انہوں نے ہمارے گھریلو ماحول کے تقدس کو نکال باہر کیا.....ہماری اولادیں بداخلاقی و ذہنی آوارگی کی اسیر ہوگئیں' لیکن ہم اپنے ہاتھوں سے تراشیدہ بت توڑنے سے معذور ہیں اور زندگی کے جھمیلوں سے ہمیں اتنی فرصت نہیں کہ ہم اپنے غلط فیصلوں پر نظر ثانی کر سکیں.....

خدارا اس طرف توجہ دیجئے..... کہ یہ گناہ کا احساس جو ختم ہو رہا ہے..... یہ بہت ہی خطرناک صورت حال ہے.....ہم گناہ نہیں چھوڑ سکتے تو کم از کم گناہ کو گناہ تو سمجھیں.....احساسِ گناہ تو باقی رہے جو کہ ایمان کا کم سے کم درجہ ہے.....

اگر یہ احساس رہے گا تو کم از کم توبہ کی توفیق ہوتی رہے گی.....(درددل شمارہ ۸۰)

ایسے گناہ جن سے بچنے سے دوسرے گناہوں سے نجات ہو جاتی ہے

۱- ایک ان میں سے غیبت ہے اس سے طرح طرح کے مفاسد دنیاوی واُخری پیدا ہوتے ہیں...... جیسا کہ ظاہر ہے اس میں آج کل بہت لوگ مبتلا ہیں اس سے بچنے کا سہل طریقہ یہ ہے کہ بلاضرورت شدیدہ نہ کسی کا تذکرہ کرے سنے نہ اچھا نہ برا اپنے ضروری کاموں میں مشغول رہے ذکر کرے تو اپنا ہی کرے اپنا دھندا کیا تھوڑا ہے جو اوروں کے ذکر کی اسے فرصت ملتی ہے......

۲- ایک ان میں سے ظلم ہے خواہ مالی یا جانی یا زبانی مثلاً کسی کا حق مار لیا قلیل یا کثیر یا کسی کو ناحق تکلیف پہنچائی یا کسی کی بے آبروئی کی......

۳- ایک ان میں سے اپنے کو بڑا سمجھنا اوروں کو حقیر سمجھنا ظلم و غیبت وغیرہ اس مرض سے پیدا ہوتی ہے حسد و غضب وغیرہ......

۴- ایک ان میں سے غصہ ہے کبھی یاد ہے کہ غصہ کر کے پچھتائے نہ ہوں کیونکہ حالت غضب میں قوت عقلیہ مغلوب ہو جاتی ہے سو جو کام اس وقت ہوگا عقل کے خلاف ہی ہوگا جو بات ناگفتنی تھی وہ منہ سے نکل گئی جو کام ناکردہ تھا وہ ہاتھ سے ہوگیا بعد غصہ اترنے کے جس کا کوئی تدارک نہیں ہوسکتا کبھی عمر بھر کے لیے صدمہ گرفتار ہو جاتا ہے......

۵- ایک ان میں غیر محرم عورت یا مرد سے کسی قسم کا علاقہ رکھنا ہے خواہ اس کو دیکھنا یا اس سے دل خوش کرنے کے لیے ہم کلام ہونا یا تنہائی میں اس کے پاس بیٹھنا یا اس کے پسند طبع کے موافق اس کے خوش کرنے کو اپنی وضع یا کلام کو آراستہ و نرم کرنا میں سچ عرض کرتا ہوں کہ اس تعلق سے جو جو خرابیاں ہوتی ہیں اور جو جو مصائب پیش آتے ہیں احاطہ تحریر سے خارج ہیں......

۶- ایک ان میں سے طعام مشتبہ یا حرام کھانا ہے کہ اس سے تمام ظلمات و کدورات نفسانیہ پیدا ہوتی ہیں کیونکہ غذا اسی سے بن کر تمام اعضا میں پھیلتی ہے پس جیسی غذا ہوگی ویسا ہی اثر تمام جوارح میں پیدا ہوگا اور ویسے ہی افعال اس سے سرزد ہوں گے...... ان چھ گناہوں کو چھوڑنے کی وجہ سے ان شاءاللہ دوسرے گناہوں کا چھوڑنا بھی بہت سہل ہو جائے گا بلکہ امید ہے کہ خود بخود چھوٹ ہو جائیں گے اللھم وفقنا...... (مرسلہ حاجی فرقان احمد ملتان شمارہ ۹۵)

گناہوں کا علاج

حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ایک حکیم سے کہا کہ مجھے گناہوں کا مرض ہے، علاج بتایئے؟ سامنے ایک غریب آدمی لکڑیاں اکٹھی کر رہا تھا، اس نے آواز دی اور کہا آؤ میں تم کو دوا بتاتا ہوں پھر اس نے کہا: حیا کے پھول، خیر کا پھل، عجز وانکساری کی جڑ، غم کی کونپل، سچ کے پتے، ادب کا چھلکا، حسن اخلاق کے بیج، یہ سب چیزیں بے بسی اور ریاضت کے کٹورے میں پیستے رہیں، اشک پشیمانی ساتھ ملاتے رہیں...... پھر ان سب کو دل کی دیگچی میں ڈال دیں اور شوق کے چولہے پر رکھ دیں، جب پک جائیں تو صفائی قلب کی چھاننی سے چھانیں، مٹھاس کے لیے شیریں زبان بھی شامل کر دیں اور پھر محبت کی تیز گرمی دیں، جب تیار ہو جائیں تو نیچے اتار کر خوفِ خدا کی ہوا سے ٹھنڈا کریں اور روزانہ استعمال کریں ان شاء اللہ گناہوں سے شفا ہوگی...... (مخزن اخلاق) (شمارہ ۹۲)

گناہ چھوڑنے کیلئے ایک مراقبہ

فرمایا کہ شرح الصدور میں علامہ سیوطیؒ نے ایک روایت یہ نقل کی ہے برزخ میں زندہ لوگوں کے اعمال ان کے مردہ آباء واجداد اور خاص عزیزوں کو دکھلائے بتلائے جاتے ہیں...... اگر آدمی اس کا استحضار اور تصور کرے کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں وہ میرے باپ یا استاد یا پیر اور دوسرے بڑوں کے سامنے آئیگا تو وہ کیا کہیں گے یہ تصور انسان کو بہت سی برائیوں اور گناہوں سے روک سکتا ہے...... (مجالس حکیم الامت)

نور قلبی کی حفاظت

یہ ایک موٹی سی بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ عام لوگوں میں اور اولیاء اللہ میں بنیادی فرق گناہوں سے بچنے کا ہے...... ہم عام لوگ تو کبھی کبھی ایسی نیکیاں کر لیتے ہیں جیسی بڑے بڑے اولیاء اللہ کرتے ہیں...... خوب رجوع الی اللہ کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور دل میں نور آ جاتا ہے...... مگر جب مسجد سے باہر نکلتے ہیں تو گھر پہنچنے سے پہلے پہلے جتنا نور آیا تھا سب ختم ہو جاتا ہے...... جیسے کچا گھڑا ہوتا ہے اگر اس میں پانی ڈال دیں تو چند گھنٹوں کے بعد وہ خالی

ہو جاتا ہے کیونکہ اس میں سے پانی قطرہ قطرہ کر کے ٹپکتا رہتا ہے......اسی طرح ہمارا حال ہوتا ہے کہ مسجد میں بیٹھ کر عبادت کی تو دل میں نور بھر گیا لیکن جیسے ہی مسجد سے باہر گئے اور لوگوں سے ملے تو دوسروں کی غیبت کرنے کی وجہ سے اور بدنظری وغیرہ کی وجہ سے وہ نور ٹپکنا شروع کر دیتا ہے......اس طرح ہم اس نور کو ضائع کر بیٹھتے ہیں' اس کی حفاظت نہیں کرتے......

میں نے خود ایک مرتبہ دیکھا کہ ایک بیت الخلاء میں بالٹی پڑی تھی......اس کے اوپر والی ٹونٹی بند تھی مگر لیک تھی اور اس میں سے ایک ایک قطرہ پانی ٹپک رہا تھا......کچھ دیر کے بعد پوری بالٹی بھر گئی......وہاں ایک لوٹا بھی رکھا ہوا تھا اور وہ ٹونٹی کے قریب سے پھٹا ہوا تھا......اس کو بھرنے کے لئے ٹونٹی کھولی تو بھرتا ہی نہیں تھا......میں دونوں چیزوں کو دیکھ کر حیران ہوا کہ بالٹی کے اندر کوئی سوراخ نہیں ہے اور اوپر بند ٹونٹی سے ایک ایک قطرہ پانی ٹپک رہا ہے مگر چونکہ پانی محفوظ ہو رہا ہے اس لئے تھوڑی دیر کے بعد پوری بالٹی بھر گئی اور جس لوٹے کو سوراخ تھا اس کے اوپر ہم نے ٹونٹی پوری کھول دی مگر وہ بھرا ہی نہیں......یہی مثال ہماری اور ایک ولی کی ہوتی ہے......ہم لوگ اس برتن کی مانند ہیں جس میں سوراخ تھا......اس لئے جتنا نور بھی اندر آتا ہے وہ ضائع ہوتا رہتا ہے اور اللہ کے ولی کی مثال اس بالٹی کی مانند ہے ان کے اندر قطرہ قطرہ نور بھی آئے تو وہ اس نور کو محفوظ کر لیتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے دل کی بالٹی نور سے بھری رہتی ہے......(اصول موتی جلد ۱)

گنہگار قابل رحم ہیں نہ قابل حقارت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا دوسرے کلام کی کثرت نہ کرو ورنہ اس سے تمہارے دل سخت ہو جائیں گے اور قلب قاسی اللہ تعالیٰ سے بہت دور ہو جاتا ہے لیکن چونکہ (یہ قرب اور بعد ایک امر معنوی ہے اس لیے) تمہیں اس کا علم بھی نہ ہوگا اور لوگوں کے (یعنی اہل ذنوب کے) گناہوں کو اس طرح نہ دیکھو کہ گویا تم ہی خدا ہو (یعنی اس طرح نظر نہ کرو جس کا منشاء کبر و تحقیر ہو) اپنے گناہوں کو اس طرح دیکھو کہ گویا تم بندے خطاوار ہو (اور یہ) اس لئے کہ لوگ مبتلا (معاصی بھی) ہیں اور اہل عافیت بھی (یعنی اہل طاعت و عافیت بھی) پس تم کو چاہیے کہ اہل بلاء پر رحم کرو اور اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرو......(جمع الفوائد: جلد ۲ صفحہ ۲۷۸)

یہ گناہ حقیقت میں آگ ہیں

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ جو فرمایا کہ "اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ" یہ اس طرح کہا جا رہا ہے جیسے آگ سامنے نظر آ رہی ہے حالانکہ اس وقت کوئی آگ بھڑکتی ہوئی نظر نہیں آ رہی ہے...... بات دراصل یہ ہے کہ یہ جتنے گناہ ہوتے ہوئے نظر آ رہے ہیں...... یہ سب حقیقت میں آگ ہیں...... چاہے دیکھنے میں یہ گناہ لذیذ اور خوش منظر معلوم ہو رہے ہوں لیکن حقیقت میں یہ سب آگ ہیں اور یہ دنیا جو گناہوں سے بھری ہوئی ہے وہ ان گناہوں کی وجہ سے جہنم بنی ہوئی ہے لیکن حقیقت میں گناہوں سے مانوس ہو کر ہماری حس مٹ گئی ہے اس لئے گناہوں کی ظلمت اور آگ محسوس نہیں ہوتی ورنہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ صحیح حس عطا فرماتے ہیں اور ایمان کا نور عطا فرماتے ہیں ان کو یہ گناہ واقعتاً آگ کی شکل میں نظر آتے ہیں یا ظلمت کی شکل میں نظر آتے ہیں...... (اصول موتی جلد۱)

چھوٹے گناہ اور بڑے گناہ کی عجیب مثال

مسند احمد میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک خط میں لکھا: کہ بندہ جب خدا تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے تو اس کے مداح بھی مذمت کرنے لگتے ہیں اور دوست بھی دشمن ہو جاتے ہیں، گناہوں سے بے پرواہی انسان کے لئے دائمی تباہی کا سبب ہے...... صحیح حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے، پھر اگر توبہ اور استغفار کر لیا تو یہ نقطہ مٹ جاتا ہے، اور اگر توبہ نہ کی تو یہ نقطہ بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے پورے دل پر چھا جاتا ہے اور اس کا نام قرآن میں رین ہے......

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (سورۂ المطففین: آیت ۱۴)

ترجمہ: "یعنی ان کے دلوں پر زنگ لگا دیا ان کے اعمال بد نے......"

البتہ گناہوں کے مفاسد اور نتائج بد اور مضر ثمرات کے اعتبار سے ان کے آپس میں فرق ضروری ہے، اس فرق کی وجہ سے کسی گناہ کو کبیرہ اور کسی کو صغیرہ کہا جاتا ہے......

کسی بزرگ نے فرمایا کہ چھوٹے گناہ اور بڑے گناہ کی مثال محسوسات میں ایسی ہے جیسے چھوٹا بچھو اور بڑا بچھو، یا آگ کے بڑے انگارے اور چھوٹی چنگاری، کہ انسان ان دونوں میں سے کسی کی تکلیف کو بھی برداشت نہیں کر سکتا...... اسی لئے محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی عبادت یہ ہے کہ گناہوں کو ترک کیا جائے، جو لوگ نماز، تسبیح کے ساتھ گناہوں کو نہیں چھوڑتے ان کی عبادت مقبول نہیں......

اور حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم جس قدر کسی گناہ کو ہلکا سمجھو گے اتنا ہی وہ اللہ کے نزدیک بڑا جرم ہو جائے گا اور سلف صالحین نے فرمایا کہ ہر گناہ کفر کا قاصد ہے جو انسان کو کافرانہ اعمال و اخلاق کی طرف دعوت دیتا ہے...... (معارف القرآن جلد۲ صفحہ ۳۸۴)

گناہ گاروں کو تین چیزوں کی ضرورت ہے

۱۔ ایک تو اللہ تعالیٰ کی معافی کی تا کہ عذاب سے نجات پائیں ۲۔ دوسرے پردہ پوشی کی تا کہ رسوائی سے بچیں ۳۔ تیسرے عصمت کی تا کہ وہ دوبارہ گناہ میں مبتلا نہ ہوں۔ (تفسیر ابن کثیر جلد۱ صفحہ ۳۸۵)

قیامت کے دن نیک لوگوں کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا جائیگا

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انسان کو قیامت کے دن نامۂ اعمال دیا جائے گا...... وہ پڑھنا شروع کرے گا تو اس میں اس کی برائیاں درج ہوں گی، جنہیں پڑھ کر یہ کچھ ناامید سا ہونے لگے گا...... اس وقت اس کی نظر نیچے کی طرف پڑے گی تو اپنی نیکیاں لکھی ہوئی پائے گا جس سے کچھ ڈھارس بندھے گی، اب دوبارہ اوپر کی طرف دیکھے گا تو وہاں کی برائیوں کو بھی بھلائیوں سے بدلا ہوا پائے گا......

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بہت سے لوگ خدا کے سامنے آئیں گے جن کے پاس بہت کچھ گناہ ہوں گے، پوچھا گیا وہ کون سے لوگ ہیں؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: وہ جن کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ بھلائیوں سے بدل دے گا...... (تفسیر ابن کثیر: ۴/۲۱)

توبہ کی برکت سے سب گناہ معاف

توبہ کی حقیقت

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

توبہ کی حقیقت بندہ کا ندامت کے ساتھ خدا کی طرف متوجہ ہونا ہے توبہ گناہوں سے ہوتی ہے اور گناہوں سے مطلع ہونا علم دین کے جاننے پر موقوف ہے..... توبہ ضروری چیز ہے...... ظاہری افعال کا اثر باطن پر پہنچتا ہے...... (خلاصہ وعظ: تفصیل التوبہ ،ضرورۃ التوبہ ، الافتصاح)

انبیاء علیھم السلام اور آباواجداد کے سامنے عرض اعمال کی کیفیت

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ کے روبرو تو پیر اور جمعرات کے روز بندوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور حضرت انبیاء علیہ السلام پر اور باپوں اور ماؤں کے روبرو جمعہ کے روز پیش کئے جاتے ہیں یعنی ملائکہ پیش کرتے ہیں اور ہر نبی پر ان کی امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور باپوں اور ماؤں سے مراد اصول ہیں پس دادا پردادا اور اسی طرح دادی پردادی نانی پرنانی سب اس میں داخل ہو گئے پس وہ یعنی حضرات انبیاء علیھم اسلام اور آباؤامھات ان کی نیکیوں سے خوش ہوتے ہیں اور خوشی سے ان کے چہروں کی چمک دمک بڑھ جاتی ہے پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور گناہ کے کام مت کرو اور اپنے مردوں کو ایذا مت دو یعنی جس طرح وہ حسنات سے خوش ہوتے ہیں اسی طرح سیئات سے آزردہ ہوتے ہیں تو ان کو آزار اپنے بداعمالیوں سے نہ پہنچاؤ...... (ملفوظات حکیم الامت)

اللہ تعالیٰ دلوں کا آپریشن کرتے ہیں

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

جس طرح والدین بچے کے دنبل کا اپریشن کرتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ قلوب کا آپریشن کرتے ہیں جبکہ دلوں میں غفلت بڑھ جاتی ہے اور گناہوں کی عظمت سے دل پر پردے پڑ جاتے ہیں تو مصیبت اور بلا کے نشتروں سے دلوں کا خراب مادہ نکالا جاتا ہے اور ان کی اصلاح کی جاتی ہے پس یہاں بھی بالفعل تکلیف ہے اور وہاں بھی مگر انجام دونوں کا راحت ہے فرق اتنا ہے کہ وہاں راحت قریب ہے کہ پندرہ بیس ہی دن میں دنبل میں نشتر دینے کے بعد صحت ہو جاتی ہے اور یہاں بعید ہے کہ قیامت میں اس کا ظہور ہوگا جبکہ مصائب کا ثواب ملے گا...... (ملفوظات حکیم الامت)

توبہ کا کمال

ایک صاحب نے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔لکھا کہ گناہ کبیرہ کے بعد دل پر گھبراہٹ ہو جاتی ہے طبیعت کئی کئی روز تک گھبراتی ہے اور خوب گڑگڑا کر استغفار کرنے سے دل پر شرمندگی چھا جاتی ہے اس کے لئے کیا کروں......

فرمایا: یہ شرمندگی وخوف فی نفسہٖ بہت اچھی چیز ہے اور یہ بھی ایک قسم کی توبہ ہے مگر کمال توبہ تو یہ ہے کہ زبان سے بھی تضرع کے ساتھ ہو......پس اس رکاوٹ کا مقابلہ تکلف وہمت سے کیا جاوے اور خواہ کتنی ہی تکلیف ہو مگر رکاوٹ پر عمل نہ کیا جاوے...... (ملفوظات حکیم الامت)

توبہ گناہوں کا مرہم ہے

فرمایا: یاد رکھو کہ توبہ کا مثال مرہم کی سی ہے اور گناہ کی مثال آگ کی سی ہے مرہم تو اس لئے ہے کہ اتفاق سے اگر جل جائے تو مرہم لگا دیا جائے اس لئے نہیں ہے کہ اس اعتماد پر کہ ہمارے پاس مرہم ہے انگلی آگ میں گھسا دیں جس شخص کے پاس نمک سلیمانی ہو اس کو یہ

کیا روا ہے کہ جان جان کر بہت سا (کھانا) کھایا کرے...... نمک سلیمانی تو اس واسطے ہے کہ اگر اتفاق سے بہت کھایا جائے تو نمک سلیمانی کھالیا جائے اس سے ہضم ہو جائے گا...... اور ایسا کرے گا تو ایک روز جان سے ہاتھ دھوئے گا...... اسی طرح جو شخص توبہ کے اعتماد پر گناہ کرتا رہے گا ایک دن عجب نہیں وہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے غرض یہ کہ توبہ کے بھروسہ پر گناہ کرنا بہت حماقت ہے...... (تسہیل الاصلاح)

اصلاح قلب کا نسخہ

"سب سے زیادہ ضروری قلب کو صالح بنانا ہے، اس کے لئے شریعت نے ذکر اللہ کا نسخہ تجویز کیا ہے کہ یاد خداوندی ہمہ وقت تمہارے سامنے رہے جتنا خدا کی یاد تمہارے سامنے ہوگی اتنا ہی خوف خدا دل میں بیٹھے گا اتنا ہی آدمی جرائم سے بچنے کی کوشش کرے گا اور اگر ذکر کے بجائے جتنی بھی غفلت پیدا ہوگی اتنا ہی معاصی اور گناہوں کی کثرت ہوگی...... اس لئے بنیادی چیز بتلائی گئی کہ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ"...... (ملفوظات حکیم الامت)

تین طبقات اور ان کی توبہ

توبہ صرف معصیت ہی پر نہیں کی جاتی بلکہ ہر ایک کی توبہ الگ الگ ہے عوام کی توبہ تو یہ ہے کہ کوئی کبیرہ گناہ کرلیا تو آئندہ اس کو کرنے سے توبہ کرلیا اور خواص کی توبہ یہ ہے کہ اگر وہ گناہ صغیرہ بھی کرتے ہیں تو پھر بھی توبہ کرتے ہیں اور اخص الخواص کی توبہ یہ ہے کہ اگر وہ خلاف اولیٰ بھی کرتے ہیں تو اس کو گناہ سمجھتے ہیں اور اس پر توبہ کرتے ہیں یہ ہر ایک کے مقام کی بات ہے...... (ملفوظات حکیم الامت)

تمام گناہوں کی بخشش

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی کھانا کھانے کے بعد یہ دعا پڑھے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ هٰذَا وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ" تو اس کی برکت سے اس کے سابقہ تمام گناہ (صغیرہ) بخش دیئے جاتے ہیں...... (ترمذی)

سبحان اللہ! کیا ٹھکانہ ہے رحمتِ خداوندی کا کہ پہلے کھانا کھلا کر پیٹ بھر دیا اور پھر یہ دعا تلقین

فرما کر اشارہ کر دیا کہ دنیا کے کھانے تو ہم نے تمہیں دیئے ہیں اب ذرا تم یہ مختصر دعا پڑھ کر اپنے گناہوں کی بخشش کروالو تا کہ پھر ہم تمہیں آخرت کے کھانے بھی کھلائیں اور یہ دعا پڑھنا تو گویا جنت کے کھانوں کا ارادہ ہے اور جس نے اس دعا کا اہتمام کیا اس نے جنت کے کھانوں کو کھانے کا ارادہ کیا اور جس نے اس دعا کا اہتمام نہ کیا اس نے جنت کے کھانوں کو کھانے کا ارادہ تک نہ کیا..... اب ہر ایک کی مرضی ہے جو چاہے ارادہ کرے اور جو نہ چاہے وہ ارادہ نہ کرے..... (دین ودانش جلد ۳)

جگر مراد آبادی کی توبہ کا واقعہ

جگر مراد آبادی بڑے مشہور شاعر تھے اور بے حد شراب پیتے تھے..... اتنی شراب پیتے تھے کہ لوگ مشاعرہ میں سے اٹھا کر لے جاتے تھے بلکہ خود فرماتے ہیں.....

پینے کو تو بے حساب پی لی　　　اب ہے روز حساب کا دھڑکا

بڑی عجیب بات ہے کہ توبہ کرنے سے پہلے ہی اپنے دیوان میں اس شعر کا اضافہ کیا.....

چلو دیکھ کر آئیں تماشا جگر کا　　　سنا ہے وہ کافر مسلمان ہو گا

جب ان پر اللہ کا خوف طاری ہوا تو حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ سے مشورہ کیا کہ میں کیسے توبہ کروں..... حضرت نے فرمایا مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ کی خدمت میں چلو..... حضرت تھانویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور توبہ کی اور حضرت سے چار دعاؤں کی درخواست کی..... (۱) یہ کہ میں شراب چھوڑ دوں..... (۲) یہ کہ میں داڑھی رکھ لوں..... (۳) یہ کہ میں حج کر آؤں..... (۴) یہ کہ اللہ میری مغفرت فرمادیں.....

حضرت تھانویؒ نے ان کے لئے دعا فرمائی..... اللہ نے تین دعائیں تو دنیا میں قبول فرمائیں اور چوتھی کے بارے میں خود کہتے تھے کہ اللہ نے وہ بھی قبول فرمالی ہوگی..... چنانچہ داڑھی رکھ لی..... اللہ نے حج بھی نصیب فرمادیا اور شراب بھی چھوڑ دی..... جب شراب چھوڑی تو بیمار ہو گئے ڈاکٹروں کے بورڈ نے مشورہ دیا کہ آپ پیتے رہیں ورنہ آپ مرجائیں گے انہوں نے پوچھا کہ اگر پیتا رہوں تو کتنے سال زندہ رہوں گا..... ڈاکٹروں نے کہا دو چار سال تک زندہ رہ سکتے ہو تو فرمایا کہ اللہ کے غضب کے ساتھ دو چار سال تک زندہ رہنے سے بہتر ہے کہ ابھی اللہ کی رحمت کے سائے میں مرجاؤں..... لیکن اللہ نے پھر صحت بھی دی اور کئی سال تک زندہ

رہے......ایک بار میرٹھ میں تانگے میں بیٹھے ہوئے تھے اور تانگے والا یہ شعر پڑھ رہا تھا......

چلو دیکھ کر آئیں تماشا جگر کا　　　سنا ہے وہ کافر مسلمان ہو گا

اور اس کو خبر بھی نہیں تھی کہ یہ داڑھی والا ٹوپی والا اور سنت لباس میں ملبوس جگر صاحب ہیں......شعر سن کر جگر صاحب رونے لگے اور اللہ کا شکر ادا کیا کہ اللہ نے توبہ سے پہلے یہ شعر کہلوایا......(دین و دانش جلد ۳)

عبدالحفیظ جونپوری کی توبہ کا واقعہ

یہ بھی مشہور شاعر تھے اور بہت شراب پیتے تھے...... جب توبہ کی توفیق ہوئی تو حضرت تھانویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت ہو گئے اور بیعت بھی اس طرح ہوئے کہ پہلے چند دن خانقاہ میں قیام کیا......تھوڑی تھوڑی سی داڑھی آ گئی تھی جس دن بیعت ہونا تھا اس دن داڑھی کو صاف کر کے خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ جب توبہ ہی کرنی تھی تو پھر اس چیز کے نور کو کیوں صاف کیا تو عرض کیا حضرت آپ حکیم الامت ہیں میں مریض الامت ہوں اور مریض کو اپنا پورا مرض حکیم کے سامنے پیش کرنا چاہئے تا کہ وہ صحیح نسخہ تجویز کرے......اب وعدہ کرتا ہوں کہ کبھی داڑھی نہیں منڈواؤں گا......پھر حضرت تھانویؒ ایک سال بعد جونپور تشریف لے گئے تو ان کی داڑھی خوب بڑھ چکی تھی تو حضرت نے فرمایا یہ بڑے میاں کون ہیں لوگوں نے بتلایا کہ یہ وہی عبدالحفیظ جونپوری ہیں جو تھانہ بھون بیعت کے لئے گئے تھے......

حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ فرماتے ہیں کہ انکا خاتمہ بڑا اچھا ہوا......موت سے تین دن پہلے ان پر ایسا خوف الٰہی طاری ہوا کہ تڑپ تڑپ کر ایک دیوار سے دوسری دیوار کی طرف جاتے تھے اور خود ہی رو رو کر جان دیدی اور اپنے دیوان میں یہ اشعار بڑھا گئے......

میری کھل کر سیاہ کاری تو دیکھو　　　اور ان کی شان ستاری تو دیکھو

گڑا جاتا ہوں جیتے جی زمین میں　　　گناہوں کی گراں باری تو دیکھو

ہوا بیعت حفیظ اشرف علیؒ سے　　　بایں غفلت یہ ہوشیاری تو دیکھو

از افادات: عارف ربانی حضرت حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ العالی (شمارہ ۴۸)

رات کی آہ وزاری

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حالات میں ہے کہ راتوں کو تنہائی میں ایسے بے قرار ہو کر روتے تھے جیسے کسی چھوٹے بچہ کہ زہریلے سانپ اور بچھو نے کاٹ لیا ہو......

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ ان کی آہیں ایسی تھیں کہ جس حجرہ میں آپ سوتے اس کی چھت سیاہ ہوگئی تھی اور آپ کی اندرونی سوزش کا یہ عالم تھا کہ کے آپ کے طراف میں بھنے ہوئے گوشت کی بو آتی تھی جس کی وجہ سے بعض مرتبہ بلی بھی آپ کے اردگرد چکر لگاتی تھی' بتایئے کیا کیفیت ہوگی؟ عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک آگ لگی ہوئی تھی' مگر فرماتے کاش! میں کوئی تنکا ہوتا' کاش! میں مؤمن کے بدن کا بال ہوتا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے کاش! میں بکرا ہوتا کہ کسی مسلمان کے گھر پر بندھا ہوا ہوتا' اور کوئی مہمان آتا تو مجھے ذبح کر دیا جاتا' ان حضرات کو دراصل آخرت کی فکر تھی......

دیکھو! جن لوگوں کو جنت کی بارش دی گئی تھی وہ تو راتوں کو بے قرار ہو کر روتے تھے اللہ تعالیٰ ہمیں راتوں کا رونا نصیب فرمائیں...... بعض بزرگوں نے کہا کہ یہ امت راتوں کو جب روتی تھی تو اللہ تعالیٰ ان کو دن میں ہنستے ہوئے رکھتے تھے اور جب سے امت نے راتوں کو رونا چھوڑ دیا تو دنوں میں رونا پڑتا ہے...... آج حالات ایسے ہی ہیں کہ سب طرف رونا ہی رونا ہے...... ہندوستان جایئے پاکستان جایئے عربستان جایئے ہر طرف ایک آگ لگی ہوئی ہے' کہیں آپس کے کہیں غیروں کے کہیں اقتصادی جھگڑے لگے ہوئے ہیں...... سارے عالم میں ایک شور مچا ہوا ہے' امن وامان رخصت ہے اور خاص طور سے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر حالات کی بارش ہے......

خدائی انصاف

فرعون کو بھی اس وقت ڈوبتے یقین آ گیا تھا' اس میں بھی ایک پتہ کی بات سنئے' خدائی انصاف دیکھئے کہ اس نے عذاب کے دیکھنے کے بعد ایمان کے کلمے کہے "اٰمَنْتُ بِرَبِّ ھَارُوْنَ وَمُوْسٰی' اٰمَنْتُ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" مگر ایمان بالغیب کی روح باقی نہیں

تھی...... اس لئے کہ مشاہدہ ہو رہا تھا عذاب کا' وہی بات کہ کافر دیکھ کر مانتا ہے وہ تو کافروں کا بھی باپ تھا...... بہرحال فرعون عذاب دیکھ کر ایمان لایا تھا اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے الفاظ تھے اس کی صرف صورت تھی اس کی روح اور حقیقت نہیں تھی' تو اللہ تعالیٰ نے بھی صورت اور بدن کو تو پانی سے نجات دی مگر روح گرفتار عذاب ہوگئی' قربان جائیے اس کے انصاف پر کہ روح ایمان نہیں ہے تو روح فرعون کو نجات نہیں اور بدن کو نجات بھی تنبیہ کے لئے ہے کہ ساری دنیا دیکھ لے کہ متکبرین کا یہ حشر ہوتا ہے''۔

خدا ایسوں کی بھی سنتا ہے

صاحب روح المعانی نے لکھا ہے کہ فرعون کے پاس کچھ لوگ آئے اور کہا کہ بارش نہیں ہو رہی ہے اور دریائے نیل بند ہے' آپ جاری کرا دیجئے' اس لئے کہ آپ کو ہم نے معبود بنایا ہے......اس نے کہا اچھی بات ہے' دریا کل جاری ہو جائے گا رات کے وقت اٹھا تاج شاہی پہنا' اور پہنچا ''نیل'' میں یا ''قلزم'' میں......دریا خشک تھا' تاج زمین پر رکھا اور مٹی لی' سر پر ڈالی (دیکھئے سننے کے لائق بات ہے' اس نے کہا کہ اے احکم الحاکمین! اے رب العالمین! میں جانتا ہوں کہ آپ ہی مالک ہیں' آپ ہی سب کچھ ہیں' میں نے ایک دعویٰ کیا اور وہ بھی غلط' آج تک آپ نے اس دعوے کو نبھایا اور ظاہر کے اعتبار سے مجھے ویسا ہی رکھا' میں آپ سے دعا کرتا ہوں کہ آج بھی میری بات رہ جائے' خوب گڑگڑا کر دعا کی' وہ خدا ایسوں کی بھی سنتا ہے......

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایسے وقت میں بھی حق تعالیٰ اس دشمن کی بات کو سن رہے ہیں تو اگر مومن گڑگڑا کر یقین کیساتھ ہاتھ اٹھا کر مانگے گا تو کیا حق تعالیٰ محروم فرما دینگے؟

بہرحال فرعون نے رو کر گڑگڑا کر عاجزی اور انکساری کے ساتھ دعا مانگی......دعا کا مانگنا تھا کہ پانی آنا شروع ہوا' سرسراہٹ محسوس ہوئی' فوراً تاج لیا اور چلا آیا اور دریائے نیل جاری ہو گیا......

جبرئیل امین زندگی میں ایک مرتبہ فرعون کے پاس انسانی شکل میں پہنچے ہیں اور کہا کہ ایک سوال کا جواب لینے آیا ہوں......مفتی تو تھا نہیں وہ! وہ تو مفت خور تھا' چار سو سال تک اس کے سر میں درد نہیں ہوا تو خیر فرعون کے پاس جبرئیل امین پہنچے اور کہا کہ فتویٰ ہے وہ یہ کہ ایک مالک و بادشاہ نے اپنے غلام کو پالا پوسا' بڑا کیا' خوب نعمتیں دیں' اب غلام مالک کے آگے

سینہ ٹھوک کر آتا ہے اور اس کی مالکانہ شان میں دخل دیتا ہے تو ایسے مجرم کی کیا سزا ہے؟

تو فرعون نے اپنے نام کے ساتھ لکھا اس کی کنیت ابوالعباس تھی اس نے لکھا کہ میرا فتویٰ یہ ہے ایسا شخص مستحق ہے کہ اسے دریا میں ڈبو دیا جائے بعض ارباب تفسیر لکھتے ہیں کہ جب فرعون غرق ہو رہا تھا تو جبرئیل امین نے وہی فتویٰ نکال کر دکھایا کہ دیکھو! بڑے میاں یہ ہے آپ کا فتویٰ......

یہ گناہ روح کی گندگی اور خرابی میں روح کا میل کچیل ہیں...... شیطان اور نفس کے ورغلانے سے آدمی سے گناہ سرزد ہو جاتے ہیں لہٰذا ہماری یہ کوشش ہونی چاہئے کہ ہم توبہ کے غسل کے ذریعہ روح کی گندگی اور خرابی کو دور کر دیں...... جب شیطان آپ کو پچھاڑنے کی کوشش کرتا ہے تو آپ بھی برابر کوشش کرتے رہئے آپ بھی اس کی خبر لیجئے بالکل اینٹی آف ابلیس بن جایئے ادھر آپ سے گناہ سرزد ہوا بس! آپ جایئے اور دو رکعت صلوٰۃ التوبہ پڑھئے اور اس کے بعد خوب گڑگڑا کر دعا کیجئے لیکن حقوق العباد کا خیال رکھئے نہیں تو کسی کے لاکھ دو لاکھ ہضم کر لئے اور دو رکعت پڑھ لی...... معاملہ نمٹ گیا ایسا نہیں ہے وہاں ادا کرنے پڑیں گے ورنہ تاجر حضرات بڑے چالاک ہوتے ہیں...... (دین و دانش جلد ۳)

قلب پر سکون کی بارش

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ استغفار سے جہاں باہر بارش ہو گی وہیں قلب پر سکون کی بارش ہو گی آپ تجربہ کر لیجئے! کہ خدا کے آگے گڑگڑانے اور استغفار کرنے کا سب سے پہلا فائدہ یہ ہے کہ دل کو سکون ملتا ہے...... (دین و دانش جلد ۳)

گناہ گار کیلئے مغفرت کے بہانے

وھب بن منبہ روایت کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک بدکار نوجوان تھا۔ سرکش تھا جس پر ہر وقت شباب کا نشہ طاری رہتا تھا بدکاری اور خود پر ظلم کرنے میں مصروف رہتا تھا لوگ تنگ آ گئے تو انہوں نے الٹی میٹم دیدیا کہ اب تم نے کوئی حرکت کی تو ہم تمہیں شہر بدر کر دیں گے۔ وہ خود پر قابو نہ پا سکا اور اس نے پھر کوئی گناہ کر لیا۔ شہر کے لوگوں نے اس کی مار

پٹائی بھی کی اور اسے دھکے دیکر شہر سے باہر نکال دیا کہ تم اس شہر میں رہنے کے قابل نہیں ہو۔

فَاَخْرَجُوْهُ مِنْ بَيْنِهِمْ مِنْ سُوْءِ فِعْلِهِ انہوں نے اسکے گناہوں کی وجہ سے اسے بستی سے باہر نکال دیا۔ اب یہ اکیلا بے عزت ہوکر شہر سے نکلا کہیں باہر ویرانے میں چلا گیا اور اس کا اپنا کوئی نہیں رشتہ دار کوئی نہیں کوئی غمخوار و غمگسار نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا مگر کیا کرتا حیران تھا کہ میں اپنے رب سے کیا مانگوں۔ اللہ کی شان کہ اس کو بخار ہوا کوئی دوا دینے والا پرسان حال نہیں تھا اس بیماری کی حالت میں اس کو موت آ گئی۔

فَاَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اللہ رب العزت نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی۔

ان ولياء من اوليائی حضره الموت فاحضره وغسله وصلی عليه وقل لمن كثر عصيانه يحضر جنازته لاغفرلهم۔ میرے دوستوں میں سے ایک دوست کو وفات آچکی ہے آپ تشریف لے جائیں اسے غسل دیں اور اس کی نماز جنازہ پڑھیں اور اعلان فرمادیں کہ جس بندے کے گناہ بہت زیادہ ہوں وہ اس کے جنازہ میں شرکت کرلے تاکہ میں ایسے لوگوں کی بھی بخشش کردوں۔ اللہ اکبر۔

فنادی موسیٰ عليه السلام فی بنی اسرائيل موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل میں اعلان فرمادیا۔

فكثر الناس لوگ کثیر تعداد میں حاضر ہوگئے (کہ ہر بندہ چاہتا تھا کہ میرے گناہ بخشے جائیں کہ ایک ولی کا جنازہ ہے جنازہ پڑھنے کیلئے جم غفیر آ گیا)

فلما حضروه جب سب لوگ وہاں پہنچ گئے۔ عرفوه ...انہوں نے اس بندہ کو پہچان لیا۔ وقالوا هذا هو الفاسق کہ یہ تو وہی فاسق آدمی ہے۔ الذی اخرجناه جس کو ہم نے شہر بدر کردیا تھا۔ فتعجب موسیٰ من ذلک موسیٰ علیہ السلام اس بات پر بڑے حیران ہوئے۔ فاوحی الله اليه. بس اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی

صدقوا وهم شهدائی... یہ لوگ ٹھیک کہتے ہیں مگر اصل معاملہ یہ ہے۔

انه لما حضرته الوفاة فی هذه الخربة جب اس بندہ کو اس ویرانے میں

موت آنے لگی۔ نظر یمنة ویسرة اس نے اپنے دائیں دیکھا بائیں دیکھا۔

فلم یر حمیما ولا قریبا اس کو کوئی اپنا قریبی غمگسار دکھائی نہ دیا۔

ورای نفسه غریبة اس نے خود کو دیکھا کہ پردیسی ہے۔

وحیدة ذلیلة اکیلا اور بے عزت ہے اور ذلت کی حالت میں ہے۔

فاری بصره الی اس وقت اس بندہ نے میری طرف دیکھا۔

وقال الهی عبد من عبادک اللہ میں تیرے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں۔

غریب من بلادک اپنے شہر سے نکالا ہوا پردیسی ہوں۔

لو علمت ان عذابی یزید فی ملکلک اگر مجھے عذاب دینا تیرے ملک میں اضافہ کرتا ہے۔

وعفوک ینقص من ملکلک۔

اور تیرا مجھے معاف کر دینا تیری بادشاہت کو کم کرتا ہے ۔

لما سئلتک المغفرة تو میں تجھ سے بخشش کا سوال نہ کرتا۔

لیس لی ملجاء ولارجاء الا انت میرا کوئی ملجاء و ماوی نہیں سوائے تیرے۔

وقد سمعت فی ما انزلت۔ میں نے سنا ہے کہ آپ نے یہ کلام نازل کیا ہے۔

انی انا الغفور الرحیم کہ میں بڑا غفور الرحیم ہوں۔ پس اے اللہ! میری امیدوں کو مت توڑیئے۔ اے موسیٰ! کیا مجھے یہ بات جچتی تھی کہ میں اس کی دعا کو رد کر دیتا کہ وہ اس حال میں ویرانے میں تھا اور اس نے میرے وسیلے سے مجھ سے دعا مانگی۔ وعزتی لوسئلنی فی المذنبین من اهل الارض جمیعا لغفرتهم

مجھے میری عزت کی قسم! اگر اس وقت وہ پوری دنیا کے گناہ گاروں کی مغفرت کا سوال کر لیتا تو میں ان سب کی بخشش کر دیتا۔ اے اللہ! آپ کتنے کریم اور کتنے رحیم ہیں کہ آپ ایک بندے کی عاجزی کو اتنا قبول کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! میں غریب کی پناہ گاہ ہوں۔ وحبیبه اور اس کا دوست ہوں۔ وطبیبه اور اس کا طبیب ہوں۔ وراحمه اور میں اس پر رحمت کرنیوالا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی عاجزی نصیب فرما کر ہمیں اپنی مغفرت و رحمت نصیب فرمائے آمین

زندگی کا گوشوارہ

مقصد زندگی

نیا سال شروع ہو چکا ہے...... جہاں محرم کا مہینہ شروع ہوا تو سمجھ لیں کہ نیا سال شروع ہو گیا...... اپنی عمر کے قیمتی لمحات کے بارے میں کچھ غور و فکر کریں کہ گزشتہ محرم سے لیکر اس محرم تک پورا ایک سال گزر گیا...... ہمارے پاؤں گزشتہ محرم میں جہاں تھے اب بھی وہیں ہیں یا ایک قدم آگے بھی بڑھے ہیں؟ اگر حالت میں ذرہ برابر انقلاب نہیں تو کتنے بڑے خسارے کی بات ہے...... غور و فکر کریں کیا ہمارے قدم جنت کی طرف اٹھ رہے ہیں یا جہنم کی طرف؟ اپنی زندگی کا کچھ تو حساب و کتاب کیا جائے کہ گزرے ہوئے سال میں کیا کمایا کیا گنوایا؟ ایک سال کی مدت بہت ہوتی ہے...... سارے تغیرات اور موسم سب کچھ ایک سال میں گزر جاتا ہے...... سال میں چاند ستاروں کے علاوہ آفتاب بھی اپنی گردش پوری کر لیتا ہے......

دنیاوی گوشوارے

دنیوی تجارتوں میں جہاں سال ختم ہونے کو آتا ہے نفع و خسارہ کا حساب لگایا جاتا ہے...... گوشوارے تیار کیے جاتے ہیں' ہمیں کچھ تو سوچنا چاہیے کہ یہ زندگی آخرت کے اعتبار سے کیسی گزر رہی ہے؟ پچھلے محرم سے اس محرم تک ایک سال گزر گیا...... ان سب باتوں کو سوچا کریں...... سوچنا تو روزانہ چاہیے مگر کم سے کم ہر سال کی ابتدا میں تو یہ سبق حاصل کر لیں......

سالگرہ کی حقیقت

لوگ کہتے ہیں کہ بچہ ایک سال کا ہو گیا اس کی سالگرہ ہو گی سالگرہ نہیں سال گرا

کہنا چاہئے ...... اس لئے کہ اگر بچہ اپنی عمر ۶۰ سال لے کر آیا ہے تو اس میں سے ایک سال گر گیا...... ۵۹ رہ گئی ...... لوگ کہتے ہیں کہ بچہ کی عمر بڑھ رہی ہے ...... درحقیقت وہ اپنی قبر کی طرف جا رہا ہے۔

طلب رحمت کا طریقہ

یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جیسے جیسے زمانہ دور ہوتا چلا جا رہا ہے برکت اٹھتی چلی جا رہی ہے...... اس لئے یہ دعا کر لینی چاہئے کہ یا اللہ تیری رحمت کمزوری کی طرف زیادہ متوجہ ہوتی ہے...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوری کی وجہ سے ہم تیری رحمت کے زیادہ مستحق ہیں تو ہماری مدد فرما......

اولاد کی اولاد

اولاد کی اولاد ہو جائے تو یہ اشارہ ہے کہ اب پلیٹ فارم خالی کرو...... اب مسافروں کی دوسری کھیپ آ گئی ہے...... اولاد کی اولاد پوتے' نواسے موت کا پیغام ہیں...... خوش ہونا چاہئے کہ وطن پہنچنے کا سامان بن رہا ہے...... یہ تو بوڑھوں کی کیفیت ہے...... ذرا نوجوان سوچیں کہ ہم سے کم عمر والے کتنے قبروں میں پہنچ گئے ...... آپ کو ہزاروں ایسے ملیں گے کہ دادا پوتے کو قبر میں اتار رہا ہے اس لئے نوجوانوں کو بڑھاپے کی موت پر نظر نہیں رکھنی چاہئے وہ یہ سوچیں کہ ہمارے ہم عمر اور کم عمر کتنے قبروں میں جا رہے ہیں......

خلاصہ کلام

خلاصہ یہ ہے کہ ہمیں اپنے اندر فکر آخرت پیدا کرنی چاہئے اور حساب آنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے وطن کی تیاری کی توفیق طلب کرنی چاہئے اور اعمال صالحہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کرنی چاہئے......

غلط فہمی کا ازالہ

اعمال صالحہ کے معنی میں عام لوگوں میں بہت بڑی غلط فہمی پائی جاتی ہے......

اعمال صالحہ سے یہ مراد نہیں کہ نفل عبادت زیادہ کریں بلکہ مطلب یہ ہے کہ (عبادت نافلہ کے ساتھ ساتھ) اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چھوڑ دیں...... ظاہر بات ہے کہ آپ اس مالک کی تمام نافرمانیوں سے توبہ کر کے ہی اسے راضی کر سکتے ہیں...... اللہ ہمیں فکر آخرت نصیب فرمائے آمین......(شمارہ ۵۴)

ایک کفن چور کی سچی توبہ

قشیری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک کفن چور تھا' چنانچہ ایک عورت کا انتقال ہوا' جب اس کو کفنا کر لوگ قبر تک لے گئے' تو کفن چور نے بھی شرکت کی' اس کی شرکت کی وجہ یہ تھی کہ قبر کی شناخت کر کے رات میں قبر کھود کر کفن چرانے میں آسانی ہو' جب لوگ دفن کر کے واپس آ گئے اور رات ہوئی' تو کفن چور نے قبر کو کھودا' جب لاش نظر آئی تو اچانک عورت بول پڑی، ''سبحان اللہ ایک بخشا ہوا شخص بخشی ہوئی عورت کا کفن چرا رہا ہے'' کفن چور چونک پڑا' اور کہنے لگا اے عورت! یہ تسلیم ہے کہ تیری مغفرت ہوئی ہے لیکن میں کیسے مغفور ہو گیا' عورت نے کہا اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمائی اور اُن لوگوں کی بھی مغفرت فرمائی جن لوگوں نے مجھ پر نماز جنازہ ادا کی تھی' تو بھی نماز جنازہ میں شریک تھا' یہ سن کر کفن چور نے ارادہ ترک کر کے مٹی برابر کر دی' اور پھر ایسی توبہ کی کہ صالحین کے گروہ میں اس کا شمار ہونے لگا اور لوگوں کی عبرت کے لئے یہ واقعہ خود اس نے اپنی زبان سے لوگوں کو سنایا......(رسالہ قشیری شمارہ ۱۷)

ولی اللہ بننا مشکل نہیں

ہم آج بھی ولی اللہ بن سکتے ہیں بشرطیکہ ہر کام شریعت کے مطابق ہو حضرت شبلی رحمہ اللہ نے دعا کی کہ یا اللہ وہ راستہ بتلا جو جلد تجھ تک پہنچا دے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دل میں یہ القاء ہوا کہ اپنے نفس کو چھوڑ دو اور ہماری طرف آ جاؤ......

دل کی پاکی

ذکر کرنے سے دل پاک ہوتا ہے اور گناہوں سے دل میں گندگی بھر جاتی ہے اس لئے کہ دل کی مثال اس تالاب کی سی ہے جس میں پانچ نالیاں آتی ہیں اگر ہر نالی سے ناپاک چیز آئے تو تالاب کب پاک ہو سکتا ہے اسی طرح دل بھی تب پاک ہوگا جب اس میں آنیوالی پانچوں نالیاں وہ حواس خمسہ ظاہرہ ہیں جیسے قوت شامہ قوت ذائقہ قوت باصرہ قوت سامعہ قوت لامسہ اگر ان حواس سے گناہوں کی گندگی دل میں نہ جائے تو دل پاک ہو جائے گا اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق بخشے......

زبان کی حفاظت

دین کی حفاظت کیلئے زبان کی حفاظت ضروری ہے حدیث پاک میں آتا ہے جب صبح ہوتی ہے تو تمام اعضاء زبان سے پناہ مانگتے ہیں کہ تو ٹھیک رہنا اگر تم ٹھیک رہی تو ہم بھی ٹھیک رہیں گے امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اے انسان! زبان کی حفاظت کر یہ سانپ کی مانند ڈستی ہے کتنے لوگ ہیں جو قبرستان میں پڑے ہیں ان کو زبان نے قتل کر دیا ہے......

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ ایک دفعہ خلوت میں بیٹھے زبان کو پکڑ کر سزا دے رہے تھے اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے اور فرمایا ابوبکر! یہ کیا کر رہے ہو

آپ نے فرمایا اس نے مجھ سے غلطیاں کروائی ہیں اس لئے سزاء دے رہا ہوں......

ایک دفعہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو ہم کلام کرتے ہیں کیا اسپر بھی مواخذہ ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں بہت سے آدمی قیامت کے دن ایسے ہونگے جنہیں زبان کی حفاظت نہ کرنے کی وجہ سے اوندھے منہ گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائیگا......

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ زبان درندہ ہے درندے کو اگر چھوڑ دو تو نقصان پہنچاتا ہے اسی طرح اگر میں زبان کو چھوڑ دوں تو یہ بھی نقصان دے گی آدمی زبان کی حفاظت کرے گالی گلوچ اور جھگڑے سے باز رہے حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص ناحق ہے اگر وہ جھگڑے سے ہٹ جائے تو اس کو جنت کے کنارے پر محل ملے گا اور جو آدمی جھگڑے میں حق پر ہے اور بولنے کی طاقت بھی ہے پھر بھی جھگڑا چھوڑ دے تو اسے جنت کے وسط میں محل ملے گا......

حضرت مولانا اسماعیل شہید رحمہ اللہ کسی جگہ تقریر کر رہے تھے کہ ایک آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ حرامی ہیں آپ نے فرمایا کہ نہیں تمہیں غلطی ہوئی ہے شریعت کا قاعدہ ہے کہ اگر نکاح کے گواہ موجود ہوں اور مجلس میں ایجاب وقبول بھی ہوا ہو وہ نکاح صحیح ہوتا ہے جاؤ میرے والد کے نکاح کے گواہ موجود ہیں ان سے پوچھ لو یہ جواب دیا اور تقریر شروع کر دی کمال تحمل یہ ہے کہ حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا ترک کرنا......

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ کو ایک مجلس میں دعوت دی گئی اور جب مجلس میں گئے اور ساتھی بھی وہاں موجود تھے وہ اس آدمی کی غیبت کر رہے تھے جو ابھی تک مجلس میں نہ آیا تھا کہ وہ تو بھاری بھرکم ہے کب مجلس میں جلد پہنچ سکتا ہے تو حضرت نے فرمایا کہ بھائی گوشت تو روٹی کے بعد کھاتے ہیں تم نے پہلے ہی کھانا شروع کر دیا اس لئے کہ مسلمان بھائی کی غیبت کرنا مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف ہے حضرت ناراض ہو گئے اور فرمایا کہ میرے لئے ایسی مجلس میں بیٹھنا حرام ہے یہ کہا اور واپس چلے گئے......

ایک عربی شعر کا ترجمہ ہے:...... بولنا بڑی زینت کی چیز ہے اور خاموش رہنا سلامتی ہے جب میں بولتا ہوں تو کثرت سے نہیں بولا کرتا ☆ میں خاموش رہنے پر کبھی نادم نہیں ہوا البتہ بولنے پر کئی بار نادم ہوا ہوں...... (ارشادات مولانا مفتی عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ شمارہ ۷۶)

ولی اللہ بنانے والے چار اعمال

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ ارشاد فرماتے ہیں۔

چار اعمال ایسے ہیں کہ جوان پر عمل کرے گا مرنے سے پہلے ان شاء اللہ تعالیٰ ولی اللہ بن کر دنیا سے جائے گا اور ان کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ دین کے تمام احکام پر عمل کی توفیق ہو جائے گی......

۱- ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا

بخاری شریف کی حدیث ہے کہ مشرکین کی مخالفت کرو ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب حج یا عمرہ کرتے تھے تو اپنی ڈاڑھی کو اپنی مٹھی میں پکڑ لیتے تھے پس جو مٹھی سے زائد ہوتی تھی اس کو کاٹ دیتے تھے اور بخاری شریف کی دوسری حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنهَكُوا الشَّوَارِبَ وَاعفُوا اللُّحٰى

یعنی مونچھوں کو خوب باریک کتراؤ اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ......

پس ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے......اور چاروں اماموں کا اس پر اتفاق ہے، کسی امام کا اس میں اختلاف نہیں......

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بہشتی زیور میں تحریر فرماتے ہیں کہ ڈاڑھی کا منڈانا یا ایک مٹھی سے کم پر کترانا دونوں حرام ہیں اور ڈاڑھی ڈاڑھ سے ہے اس لئے ٹھوڑی کے نیچے سے بھی ایک مٹھی ہونی چاہئے اور چہرہ کے دائیں اور بائیں طرف سے بھی ایک مٹھی ہونا چاہئے یعنی تینوں طرف سے ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے، بعض لوگ سامنے یعنی ٹھوڑی کے نیچے سے تو ایک مٹھی رکھ لیتے ہیں لیکن چہرہ کے دائیں اور بائیں طرف سے کترا دیتے ہیں......خوب سمجھ لیں کہ ڈاڑھی تینوں طرف سے ایک مٹھی رکھنا واجب ہے......اگر ایک طرف سے بھی ایک مٹھی سے چاول برابر کم یعنی ذراسی بھی کم ہوگی تو ایسا کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے......

۲- ٹخنوں کو نہ ڈھانپنا

مردوں کو ٹخنے ڈھانپنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے...... بخاری شریف کی حدیث ہے:

ازار سے (پاجامہ، لنگی، شلوار، کرتہ، عمامہ، چادر وغیرہ سے) ٹخنوں کا جو حصہ

چھپے گا دوزخ میں جائے گا......

معلوم ہوا کہ ٹخنے چھپانا کبیرہ گناہ ہے کیونکہ صغیرہ گناہ پر دوزخ کی وعید نہیں آتی......

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ نے بذل المجہود شرح ابی داؤد میں لکھا ہے کہ ازار سے مراد وہ لباس ہے جو اوپر سے آ رہا ہے تہبند، لنگی، شلوار، پاجامہ، کرتہ وغیرہ اس سے ٹخنے نہیں چھپنے چاہئیں...... جو لباس نیچے سے آئے جیسے موزہ اس سے ٹخنے چھپانا گناہ نہیں لہٰذا اگر ٹخنے چھپانے کو جی چاہتا ہے تو موزہ پہن لیں لیکن موزہ پہننے کی حالت میں بھی شلوار، تہبند، پاجامہ، چادر یا کرتہ وغیرہ ٹخنوں سے نیچے رکھنا جائز نہیں بلکہ اس حالت میں بھی اوپر سے نیچے کی طرف آنے والے لباس کا ٹخنوں سے اوپر رہنا ہی واجب ہے اور ٹخنے دونوں حالتوں میں کھلے رہنا ضروری ہیں:

(۱) جس وقت کھڑے ہوں......(۲) جس وقت چل رہے ہوں......پس اگر بیٹھنے میں یا لیٹے ہوئے ٹخنہ چھپ جائے تو کوئی گناہ نہیں......بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ٹخنے صرف نماز میں کھلے ہونے چاہئیں اس لئے جب مسجد میں آتے ہیں تو ٹخنے کھول لیتے ہیں......یہ سخت غلط فہمی ہے......

۴۳- نگاہوں کی حفاظت کرنا

اس معاملہ میں آج کل عام غفلت ہے، بدنظری کو لوگ گناہ ہی نہیں سمجھتے حالانکہ نگاہوں کی حفاظت کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں دیا ہے:

قُل لِّلمُؤمِنِينَ يَغُضُّوا مِن اَبصَارِهِم

ترجمہ:......اے نبی! آپ ایمان والوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی بعض نگاہوں کی حفاظت کریں۔

یعنی نامحرم لڑکیوں اور عورتوں کو نہ دیکھیں...... اسی طرح بے ڈاڑھی مونچھ والے لڑکوں کو نہ دیکھیں یا اگر ڈاڑھی مونچھ آ بھی گئی ہے لیکن ان کی طرف میلان ہوتا ہے تو ان کی طرف بھی دیکھنا حرام ہے......غرض اس کا معیار یہ ہے کہ جن شکلوں کی طرف دیکھنے سے نفس کو حرام مزہ آئے ایسی شکلوں کی طرف دیکھنا حرام ہے اور حفاظت نظر اتنی اہم چیز ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن پاک میں عورتوں کو الگ حکم دیا يَغضُضنَ مِن اَبصَارِهِنَّ عورتیں بھی اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں......

اور بخاری شریف کی حدیث ہے:......آنکھوں کا زنا ہے نظر بازی

اللہ سے اتنی دوری کسی گناہ میں نہیں ہوتی جتنی اس گناہ سے ہوتی ہے، دل کا قبلہ ہی بدل جاتا ہے......اب اگر نماز بھی پڑھ رہا ہے تو وہ حسین سامنے ہے، تلاوت بھی کر رہا ہے تو وہ حسین سامنے ہے، تنہائی میں ہے تو اسی حسین کا دھیان ہے...... بجائے اللہ کے اب ہر وقت اس حسین کی یاد دل میں ہے......دل کی ایسی تباہی کسی اور گناہ سے نہیں ہوتی......

نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے زہر میں بجھا ہوا جس نے میرے خوف سے اس کو ترک کیا اس کے بدلے میں اس کو ایسا ایمان دوں گا جس کی مٹھاس کو وہ اپنے دل میں پالے گا...... (کنز العمال)

دوستو! عمل کر کے دیکھئے دل ایسی مٹھاس پائے گا جس کے آگے ہفت اقلیم کی سلطنت نگاہوں سے گر جائے گی......علامہ ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ رسالہ قشیریہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ نظر کی حفاظت کا حکم دے کر اللہ تعالیٰ نے آنکھوں کی مٹھاس لے لی لیکن اس کے بدلہ میں دل کی غیر فانی مٹھاس عطا فرمادی......

اور اس میں حسن خاتمہ کی بشارت ہے کیونکہ جب ایمان دل سے نکلے گا ہی نہیں تو خاتمہ ایمان ہی پر ہو گا لہٰذا حفاظت نظر حسن خاتمہ کی بھی ضمانت ہے...... پبلک مقامات پر نگاہوں کو بچاؤ اور دل میں حلاوت ایمانی کا ذخیرہ کر لو اور حسن خاتمہ کی ضمانت لے لو......اسی لئے میں کہتا ہوں کہ آج کل اگر کثرت سے بے پردگی و عریانی ہے تو حلوہ ایمانی کی بھی تو فراوانی ہے......نگاہیں بچاؤ اور حلوۂ ایمانی کھاؤ......

۴۔ قلب کی حفاظت کرنا

نظر کی حفاظت کے ساتھ دل کی بھی حفاظت ضروری ہے......بعض لوگ آنکھوں کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن دل کی نگاہ کی حفاظت نہیں کرتے اور دل میں حسین شکلوں کا خیال لا کر حرام مزہ لیتے ہیں......خوب سمجھ لیں کہ یہ بھی حرام ہے......اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کی چوریوں کو اور تمہارے دلوں کے رازوں کو خوب جانتا ہے......

ماضی کے گناہوں کے خیالات کا آنا بُرا نہیں لانا بُرا ہے......اگر گندا خیال آجائے تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں لیکن خیال آنے کے بعد اس میں مشغول ہو جانا یا پرانے گناہوں کو

یاد کر کے اس سے مزہ لینا یا آئندہ گناہوں کی اسکیمیں بنانا یا حسینوں کا خیال دل میں لانا یہ سب حرام ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے اور دل میں گندے خیالات پکانے کا ایک عظیم نقصان یہ بھی ہے کہ اس سے گناہ کے تقاضے اور شدید ہو جاتے ہیں جس سے اعضاء جسم کے گناہ میں مبتلا ہونے کا قوی اندیشہ ہے……

خواتین کیلئے چار اعمال

وہ چار اعمال جن پر عمل کی برکت سے خواتین بھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکتی ہیں……

۱- زبان کی حفاظت: اس سلسلہ میں خواتین سے جو جو کوتائیاں ہوتی ہیں وہ ہر خاتون اپنے بارہ میں بہتر جانتی ہے اس لئے عام گفتگو میں عموماً اور خوشی غمی کے مواقع میں خصوصاً زبان سے نکلنے والی ہر ہر بات کو سوچ سمجھ کر ادا کیا جائے چند دن کی مشق سے زبان پر بآسانی کنٹرول کیا جا سکتا ہے…… ۲- ٹخنوں کو ڈھانپنا: آج کے فیشن نے عورت کا لباس بھی ایسا بنا دیا ہے جس سے لباس کا مقصد ہی فوت ہو گیا ہے جس شریعت نے عورت کی آواز بھی بلا ضرورت غیر محرم کیلئے جائز نہیں رکھی اسی شریعت کا حکم ہے کہ خواتین اپنے پورے جسم کو غیر محرموں کیلئے نمائش بننے سے بچائیں اس بارہ میں خاص اہتمام کی ضرورت ہے اور نامحرموں کے سامنے ٹخنے ڈھانپنے چاہیں باقی نظر اور دل کی حفاظت کے بارہ میں تفصیل اوپر گزر چکی ہے……خواتین بھی ہمت کر کے ان چار اعمال کی پابندی کر لیں تو رحمت خداوندی سے قوی امید ہے کہ ولایت کی حالت میں زندگی موت اور اللہ سے ملاقات نصیب ہوگی……(شمارہ ۷۷)

توبہ گناہوں کا تریاق

توبہ سے گناہوں کی بخشش

شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ ارشاد فرماتے ہیں۔

حضرت ماعز مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے ارشاد فرمایا: کبھی کبھی میرے دل پر بھی بادل سا آجاتا ہے...... یہاں تک کہ میں اللہ جل جلالہ سے روزانہ سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں...... یہ کون فرما رہے ہیں؟ وہ ذات جن کو اللہ تعالیٰ نے گناہوں سے پاک اور معصوم پیدا فرمایا، آپ سے کسی گناہ کا صادر ہونا ممکن ہی نہیں...... اسکے باوجود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ میں دن میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں......

لیکن جس طرح اللہ تعالیٰ نے نفس اور شیطان دو زہریلی چیزیں پیدا فرمائی ہیں...... جو انسان کو پریشان اور خراب کرتی ہیں، اور جہنم کے عذاب کی طرف انسان کو لے جانا چاہتی ہیں...... اسی طرح ان دونوں کا تریاق بھی بڑا زبردست پیدا فرمایا...... اللہ تعالیٰ کی حکمت سے یہ بات بعید تھی کہ زہر تو پیدا فرمادیتے اور اس کا تریاق پیدا نہ فرماتے، اور وہ تریاق اتنا زبردست پیدا فرمایا کہ فوراً اس زہر کا اثر ختم کر دیتا ہے، وہ تریاق ہے ''استغفار'' ''توبہ'' لہٰذا جب بھی یہ نفس کا سانپ تمہیں ڈسے، یا اس کے ڈسنے کا اندیشہ ہو تو تم فوراً یہ تریاق استعمال کرتے ہوئے کہو:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ

یہ تریاق اس زہر کا سارا اثر ختم کر دے گا...... بہرحال، جو بیماری یا زہر اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا اس کا تریاق بھی پیدا فرمایا......

قدرت کا عجیب کرشمہ

ایک مرتبہ میں جنوبی افریقہ میں کیپ ٹاؤن کے علاقے میں ریل گاڑی پر سفر کر رہا تھا...... راستے میں ایک جگہ پہاڑی علاقے میں گاڑی رک گئی، ہم نماز کے لئے نیچے اترے، وہاں میں نے دیکھا کہ ایک خوبصورت پودا ہے، اس کے پتے بہت خوبصورت تھے اور وہ پودا بہت حسین وجمیل معلوم ہو رہا تھا...... بے اختیار دل چاہا کہ اس کے پتے کو توڑ لیں...... میں نے جیسے ہی اس کے پتے کو توڑنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو میرے جو رہنما تھے...... وہ ایک دم زور سے چیخ پڑے کہ حضرت! اس کو ہاتھ مت لگائیے گا، میں نے پوچھا کیوں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ بہت زہریلی جھاڑی ہے...... اس کے پتے دیکھنے میں تو بہت خوشنما ہیں لیکن یہ اتنا زہریلا ہے کہ اس کے چھوٹے سے انسان کے جسم میں زہر چڑھ جاتا ہے اور جس طرح بچھو کے ڈسنے سے زہر کی لہریں اٹھتی ہیں...... اسی طرح اس کے چھونے سے بھی لہریں اٹھتی ہیں...... میں نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ میں نے ہاتھ نہیں لگایا...... اور پہلے سے معلوم ہو گیا...... یہ تو بڑی خطرناک چیز ہے، دیکھنے میں بڑی خوبصورت ہے...... پھر میں نے ان سے کہا کہ یہ معاملہ تو بڑا خطرناک ہے...... اس لئے کہ آپ نے مجھے تو بتا دیا جس کی وجہ سے میں بچ گیا...... لیکن اگر کوئی انجان آدمی جا کر اس کو ہاتھ لگا دے، وہ تو مصیبت اور تکلیف میں مبتلا ہو جائے گا......

اس پر انہوں نے اس سے بھی زیادہ عجیب بات بتائی...... وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا عجیب کرشمہ ہے کہ جہاں کہیں یہ زہریلی جھاڑی ہوتی ہے...... اسی کی جڑ میں آس پاس لازماً ایک پودا اور ہوتا ہے، لہٰذا اگر کسی شخص کا ہاتھ اس زہریلے پودے پر لگ جائے تو وہ فوراً اس دوسرے پودے کے پتے کو ہاتھ لگا دے...... اسی وقت اس کا زہر ختم ہو جائے گا...... چنانچہ انہوں نے اسی کی جڑ میں وہ دوسرا پودا بھی دکھایا...... یہ اس کا تریاق ہے......

بس یہی مثال ہے ہمارے گناہوں کی اور استغفار وتوبہ کی، لہٰذا جہاں کہیں گناہ کا زہر چڑھ جائے تو فوراً توبہ استغفار کا تریاق استعمال کرو...... اسی وقت اس گناہ کا زہر اتر جائے گا......

''توبہ'' تین چیزوں کا مجموعہ

عام طور پر دو لفظ استعمال ہوتے ہیں...... ایک ''استغفار'' اور ایک ''توبہ'' اصل ان میں سے ''توبہ'' ہے اور ''استغفار'' اس توبہ کی طرف جانے والا راستہ ہے اور یہ ''توبہ'' تین چیزوں کا مجموعہ ہوتی ہے...... جب تک یہ تین چیزیں جمع نہ ہوں، اس وقت تک توبہ کامل نہیں ہوتی، ایک یہ کہ جو غلطی اور گناہ سرزد ہوا ہے اس پر ندامت اور شرمندگی ہو...... پشیمانی اور دلی شکستگی ہو...... دوسرے یہ کہ جو گناہ ہوا اس کو فی الحال فوراً چھوڑ دے، اور تیسرے یہ کہ آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم کامل ہو، جب تین چیزیں جمع ہو جائیں...... تب توبہ مکمل ہوتی ہے...... اور جب توبہ کر لی تو وہ توبہ کرنے والا شخص گناہ سے پاک ہو گیا، حدیث شریف میں ہے کہ:

''جس نے گناہ سے توبہ کر لی...... وہ ایسا ہو گیا جیسے اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں'' (ابن ماجہ)

صرف یہ نہیں کہ اس کی توبہ قبول کر لی...... اور نامہ اعمال کے اندر یہ لکھ دیا کہ اس نے فلاں گناہ کیا تھا وہ گناہ معاف کر دیا گیا...... بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور کرم دیکھئے کہ توبہ کرنے والے کے نامہ اعمال ہی سے وہ گناہ مٹا دیتے ہیں اور آخرت میں اس گناہ کا ذکر فکر بھی نہیں ہوگا کہ اس بندہ نے فلاں وقت میں فلاں گناہ کیا تھا......

توبہ کی تاثیر

ارے ان گناہوں کی کیا حقیقت ہے؟ توبہ کے ذریعے ایک منٹ میں سب اڑ جاتے ہیں...... چاہے بڑے سے بڑے گناہ کیوں نہ ہوں...... حضرت بابا نجم احسن صاحب قدس سرہ بڑے بزرگ ہونے کے علاوہ اچھے شاعر بھی تھے...... ان کے اشعار ہم جیسے لوگوں کے لئے بڑی تسلی کے شعر ہوتے تھے...... ان کا ایک شعر ہے۔

دولتیں مل گئیں ہیں آہوں کی ایسی تیسی میرے گناہوں کی

یعنی جب اللہ تعالیٰ نے آہوں کی دولت عطا فرما دی کہ دل ندامت سے سلگ رہا ہے اور انسان اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہے، اور اپنے گناہوں کی معافی مانگ رہا ہے، اور ندامت کا اظہار کر رہا ہے، تو پھر یہ گناہ ہمارا کیا بگاڑ لیں گے؟ لہٰذا جب توبہ کا راستہ کھلا ہوا ہے تو اب مایوسی کا یہاں گزر نہیں...... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''جو شخص استغفار کرے وہ اصرار کرنے والوں میں شمار نہیں ہوتا'' (ترمذی)

اس لئے استغفار تو ہر حال میں کرتے رہنا چاہئے، اگر کسی گناہ کے چھوڑنے پر قدرت نہیں ہو رہی ہے، تب بھی استغفار نہ چھوڑے...... بعض بزرگوں نے یہاں تک فرمایا کہ جس زمین پر گناہ اور غلطی سرزد ہوئی ہے...... اسی زمین پر استغفار کرلے...... تاکہ جس وقت وہ زمین تمہارے گناہ کی گواہی دے اس کے ساتھ وہ تمہارے استغفار کی بھی گواہی دے کہ اس بندہ نے ہمارے سامنے استغفار بھی کرلیا تھا......

توبہ اور استغفار کی تین قسمیں

پھر توبہ اور استغفار کی تین قسمیں ہیں......(۱) ایک گناہوں سے توبہ واستغفار

(۲) دوسرے طاعات اور عبادات میں ہونے والی کوتاہیوں سے استغفار

(۳) تیسرے خود استغفار سے استغفار، یعنی استغفار کا بھی حق ادا نہیں کرسکے، اس سے بھی ہم استغفار کریت ہیں...... پہلی قسم یعنی گناہوں سے استغفار کرنا ہر انسان پر فرض عین ہے...... کوئی انسان اس سے مستثنیٰ نہیں...... ہر انسان اپنے سابقہ گناہوں سے استغفار کرے......

توبہ اجمالی

حضرات مشائخ فرماتے ہیں کہ تکمیل توبہ کے دو درجے ہیں،، ایک ''توبہ اجمالی'' اور دوسری توبہ تفصیلی...... ''توبہ اجمالی'' یہ ہے کہ انسان ایک مرتبہ اطمینان سے بیٹھ کر اپنی پچھلی زندگی کے تمام گناہوں کو اجمالی طور پر یاد کر کے دھیان میں لاکر ان سب سے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرے...... ''توبہ اجمالی'' کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے صلوٰۃ التوبہ کی نیت سے دو رکعت نماز پڑھے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی، انکساری، ندامت اور شرمندگی اور الحاح و زاری کے ساتھ ایک ایک گناہ کو یاد کر کے یہ دعا کرے کہ یا اللہ، اب تک میری پچھلی زندگی میں مجھ سے جو کچھ گناہ ہوئے ہیں...... چاہے وہ ظاہری گناہ ہوں یا باطنی، حقوق اللہ سے متعلق ہوئے ہوں، یا حقوق العباد سے متعلق ہوئے ہوں، چھوٹے گناہ ہوئے ہوں، یا بڑے گناہ ہوئے ہوں...... یا اللہ، میں ان سب سے توبہ کرتا ہوں...... یہ توبہ اجمالی ہوئی......

توبہ تفصیلی

لیکن توبہ اجمالی کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ اب بالکل پاک صاف ہوگئے، اب کچھ نہیں کرنا...... بلکہ اس کے بعد توبہ تفصیلی ضروری ہے، وہ اس طرح کہ جن گناہوں کی تلافی ممکن ہے، ان کی تلافی کرنا شروع کردے...... جب تک انسان ان کی تلافی نہیں کرے گا، اس وقت تک اس کی توبہ کامل نہیں ہوگی، مثلاً فرض نمازیں چھوٹ گئی تھیں...... اب جب نمازیں چھوٹ جانے کا خیال آیا تو اب توبہ کرلی، لیکن زندگی کے اندر موت سے پہلے ان نمازوں کو قضا کرنا واجب ہے، اور اگر توبہ کرکے اطمینان سے بیٹھ گیا...... اور نمازوں کی قضا نہیں کی، تو اس صورت میں توبہ کامل نہیں ہوئی، اس لئے کہ جن گناہوں کی تلافی ممکن تھی...... ان کی تلافی نہیں کی، لہٰذا اصلاح کے اندر سب سے پہلا قدم یہ ہے کہ توبہ کی تکمیل کرے، جب تک یہ نہیں کرے گا...... اس وقت تک اصلاح ممکن نہیں......

نماز کا حساب لگائے

توبہ تفصیلی کے اندر سب سے پہلا معاملہ نماز کا ہے، بالغ ہونے کے بعد سے اب تک جتنی نمازیں قضا ہوئی ہیں...... ان کا حساب لگائے...... بالغ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ لڑکا اس وقت بالغ ہوتا ہے جب اس کو احتلام ہو...... اور لڑکی اس وقت بالغ ہوتی ہے...... جب اسکو حیض آنا شروع ہوجائے، لیکن اگر کسی کے اندر یہ علامتیں ظاہر نہ ہوں تو اس صورت میں جس دن پندرہ سال عمر ہوجائے اس وقت وہ بالغ ہوجاتا ہے...... چاہے لڑکا ہو یا لڑکی ہو...... اس دن سے اس کو بالغ سمجھا جائے گا...... اس دن سے اس پر نماز بھی فرض ہے...... روزے بھی فرض ہیں...... اور دوسرے فرائض دینیہ بھی اس پر لاگو ہوجائیں گے......

لہٰذا انسان سب سے یہ حساب لگائے کہ جب سے میں بالغ ہوا ہوں اس وقت سے اب تک کتنی نمازیں چھوٹ گئی ہیں...... بہت سے لوگ تو ایسے بھی ہوتے ہیں جو دیندار گھرانے میں پیدا ہوئے...... اور بچپن ہی سے ماں باپ نے نماز پڑھنے کی عادت ڈال دی...... جس کی وجہ سے بالغ ہونے کے بعد سے اب تک کوئی نماز قضا ہی نہیں ہوئی...... اگر ایسی صورت ہے تو

سبحان اللہ...... اور ایک مسلمان گھرانے میں ایسا ہی ہونا چاہئے، اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز کی تلقین کرو...... اور جب بچہ دس سال کا ہو جائے تو اس کو مار کر نماز پڑھواؤ...... لیکن اگر بالفرض بالغ ہونے کے بعد غفلت کی وجہ سے نمازیں چھوٹ گئیں تو ان کی تلافی کرنا فرض ہے، تلافی کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی زندگی کا جائزہ لے کر یاد کرے کہ میرے ذمے کتنی نمازیں باقی ہیں، اگر ٹھیک ٹھیک حساب لگانا ممکن ہو تو ٹھیک ٹھیک حساب لگالے، لیکن اگر ٹھیک ٹھیک حساب لگانا ممکن نہ ہو تو اس صورت میں ایک محتاط اندازہ کر کے اس طرح حساب لگائے کہ اس میں نمازیں کچھ زیادہ تو ہو جائیں، لیکن کم نہ ہوں...... اور پھر اسکو ایک کاپی میں لکھ لے کہ "آج اس تاریخ...... میرے ذمے اتنی نمازیں فرض ہیں اور آج سے میں ان کو ادا کرنا شروع کر رہا ہوں اور اگر میں اپنی زندگی میں ان نمازوں کو ادا نہ کر سکا تو میں وصیت کرتا ہوں کہ میرے ترکے سے ان نمازوں کا فدیہ ادا کر دیا جائے......"

ایک وصیت نامہ لکھ لے

یہ وصیت لکھنا اس لئے ضروری ہے کہ اگر آپ نے یہ وصیت نہیں لکھی، اور قضا نمازوں کو ادا کرنے سے پہلے آپ کا انتقال ہو گیا تو اس صورت میں ورثاء کے ذمے شرعاً یہ ضروری نہیں ہوگا کہ آپکی نمازوں کا فدیہ ادا کریں...... یہ فدایہ ادا کرنا ان کی مرضی پر موقوف ہوگا...... چاہیں تو دیں اور چاہیں تو نہ دیں...... اگر فدیہ ادا کریں گے تو یہ ان کا احسان ہوگا...... شرعاً ان کے ذمے فرض و واجب نہیں...... لیکن اگر آپ نے فدیہ ادا کرنے کی وصیت کر دی تو اس صورت میں ورثاء شرعاً اس بات کے پابند ہوں گے کہ وہ کل مال کے ایک تہائی ترکہ کی حد تک اس وصیت کو نافذ کریں، اور نمازوں کا فدیہ ادا کریں......

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر وہ شخص جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اور اس کے پاس کوئی بات وصیت لکھنے کے لئے موجود ہو تو اس کے لئے دو راتیں بھی وصیت لکھے بغیر گزارنا جائز نہیں......" (جامع ترمذی)

لہٰذا اگر کسی کے ذمے نمازیں قضا ہیں تو اس حدیث کی روشنی میں اس کو وصیت لکھنا ضروری ہے، اب ہم لوگوں کو ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنا چاہئے کہ ہم میں سے کتنے لوگوں نے

اپنا وصیت نامہ لکھ کر رکھا ہوا ہے، حالانکہ وصیت نامہ نہ لکھنا ایک مستقل گناہ ہے...... جب تک وصیت نامہ نہیں لکھے گا...... اس وقت تک یہ گناہ ہوتا رہے گا...... اس لئے فوراً آج ہی ہم لوگوں کو اپنا وصیت نامہ لکھ لینا چاہئے...... (وصیت لکھنے کیلئے ادارہ کا مطبوعہ ''وصیت فارم'' (مولفہ حضرت الحاج عبدالقیوم مہاجر مدنی مدظلہ) نہایت جامع اور سہل انداز میں مرتب کر کے شائع کیا گیا ہے...... آپ بھی اس کی مدد سے بآسانی اس فریضہ سے سبکدوش ہو سکتے ہیں مرتب)

''قضاء عمری'' کی ادائیگی

اس کے بعد ان قضا نمازوں کو ادا کرنا شروع کر دے...... ان کو ''قضاء عمری'' بھی کہتے ہیں، اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہر وقتی نماز کے ساتھ ایک نماز قضا بھی پڑھ لے، اور اگر کسی کے پاس وقت زیادہ ہو تو ایک سے زیادہ بھی پڑھ سکتا ہے، تاکہ جتنی جلدی یہ نمازیں پوری ہو جائیں اتنا ہی بہتر ہے...... بلکہ وقتی نمازوں کے ساتھ جو نوافل ہوتے ہیں، ان کے بجائے قضا نماز پڑھ لے، اور نماز فجر کے بعد اور عصر کی نماز کے بعد نفلی نماز پڑھنا تو جائز نہیں، لیکن قضا نماز پڑھنا جائز ہے...... اس میں اللہ تعالیٰ نے اتنی آسانی فرما دی ہے...... ہمیں چاہئے کہ ہم اس آسانی سے فائدہ اٹھائیں...... اور جتنی نمازیں ادا کرتے جائیں...... اس کاپی میں ساتھ ہی ساتھ لکھتے جائیں کہ اتنی ادا کر لیں...... اتنی باقی ہیں......

سنتوں کے بجائے قضا نماز پڑھنا درست نہیں

بعض لوگ یہ مسئلہ پوچھتے ہیں کہ چونکہ ہمارے ذمے قضاء نمازیں بہت باقی ہیں تو کیا ہم سنتیں پڑھنے کے بجائے قضا پڑھ سکتے ہیں؟ تاکہ قضاء نمازیں جلد پوری ہو جائیں...... اس کا جواب یہ ہے کہ سنت مؤکدہ پڑھنی چاہئے...... ان کو چھوڑنا درست نہیں...... البتہ نوافل کے بجائے قضا نمازیں پڑھنا جائز ہے......

قضا روزں کا حساب اور وصیت

اسی طرح روزوں کا جائزہ لیں، جب سے بالغ ہوئے ہیں، اس وقت سے اب تک روزے چھوٹے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں چھوٹے تو بہت اچھا، اگر چھوٹ گئے ہیں تو ان کا

حساب لگا کر اپنے پاس وصیت نامہ کی کاپی میں لکھ لیں کہ آج فلاں تاریخ کو میرے ذمے اتنے روزے باقی ہیں...... میں ان کی ادائیگی شروع کر رہا ہوں اگر میں اپنی زندگی میں ان کو ادا نہیں کر سکا تو میرے مرنے کے بعد میرے ترکہ میں سے ان روزوں کا فدیہ ادا کر دیا جائے...... اس کے بعد جتنے روزے ادا کرتے جائیں...... اس وصیت نامہ کی کاپی میں لکھتے جائیں...... کہ اتنے روزے ادا کر لئے...... اتنے باقی ہیں...... تا کہ حساب صاف رہے......

واجب زکوٰۃ کا حساب اور وصیت

اسی طرح زکوٰۃ کا جائزہ لیں، بالغ ہونے کے بعد زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہو جاتا ہے...... لہٰذا بالغ ہونے کے بعد اگر اپنی ملکیت میں قابل زکوٰۃ اشیاء تھیں، اور ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تھی...... تو اب تک جتنے سال گزرے ہیں...... ہر سال کی علیحدہ علیحدہ زکوٰۃ نکالیں، اور اس کا باقاعدہ حساب لگائیں...... اور پھر زکوٰۃ ادا کریں...... اور اگر یاد نہ ہو تو پھر احتیاط کر کے اندازہ کریں...... جس میں زیادہ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں، لیکن کم نہ ہو...... اور پھر اس کی ادائیگی کی فکر کریں...... اور اس کو اپنے وصیت نامہ کی کاپی میں لکھ لیں...... اور جتنی زکوٰۃ ادا کر دیں...... اسکو کاپی میں لکھتے چلے جائیں...... اور جلد از جلد ادا کرنے کی فکر کریں...... اسی طرح حج زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہوتا ہے اگر حج فرض ہے اور اب تک ادا نہیں کیا، تو جلد از جلد اس سے بھی سبکدوش ہونے کی فکر کریں...... یہ سب حقوق اللہ ہیں، ان کو ادا کرنا بھی ''توبہ تفصیلی'' کا ایک حصہ ہے......

حقوق العباد ادا کرے یا معاف کرائے

اس کے بعد حقوق العباد کا جائزہ لیں، کہ کسی کا کوئی جانی حق یا کسی کا کوئی مالی حق اپنے ذمے واجب ہو...... اور اب تک ادا نہ کیا ہو...... تو اس کو ادا کریں یا معاف کرائیں...... یا کسی کو کوئی تکلیف پہنچائی ہو، اس سے معاف کرائیں...... حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے باقاعدہ صحابہ کرام کے مجمع میں کھڑے ہو کر یہ اعلان فرمایا کہ:

''اگر میں نے کسی کو کوئی تکلیف پہنچائی ہو...... یا کسی کو کوئی صدمہ پہنچایا ہو...... یا کسی کا کوئی حق میرے ذمے ہو تو آج میں آپ سب کے سامنے کھڑا ہو، وہ شخص آ کر مجھ سے بدلہ لے لے، یا معاف کر دے......''

لہٰذا جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم معافی مانگ رہے ہیں تو ہم اور آپ کس شمار میں ہیں، لہٰذا زندگی میں اب تک جن جن لوگوں سے تعلقات رہے، یا لین دین کے معاملات رہے...... یا اٹھنا بیٹھنا رہا، یا عزیز واقارب ہیں، ان سب سے رابطہ کر کے زبانی یا خط لکھ کر ان سے معلوم کریں اور اگر ان کا تمہارے ذمے کوئی مالی حق نکلے تو اس کو ادا کریں، اور اگر مالی حق نہیں ہے، بلکہ جانی ہے، مثلاً کسی کی غیبت کی تھی...... کسی کو برا بھلا کہہ دیا تھا...... یا کسی کو صدمہ پہنچایا تھا...... ان سب سے معافی مانگنا ضروری ہے...... ایک دوسری حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اگر کسی شخص نے دوسرے شخص پر ظلم کر رکھا ہے چاہے وہ جانی ظلم ہو یا مالی ظلم ہو، آج وہ اس سے معافی مانگ لے، یا سونا چاندی دے کر اس دن کے آنے سے پہلے حساب صاف کر لے جس دن نہ درہم ہوگا، اور نہ دینار ہوگا، کوئی سونا چاندی کام نہیں آئے گا"

حقوق العباد باقی رہ جائیں تو؟

یہ بات تو اپنی جگہ درست ہے کہ "حقوق اللہ" توبہ سے معاف ہو جاتے ہیں...... لیکن حقوق العباد اس وقت تک معاف نہیں ہوتے، جب تک صاحب حق معاف نہ کرے، یا اس کو ادا نہ کرے...... لیکن حضرت تھانوی قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی سے زندگی میں حقوق العباد ضائع ہوئے...... اور بعد میں اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں ان حقوق کی ادائیگی کی فکر عطا فرمائی...... اور توبہ کی توفیق عطا فرمائی، جس کے نتیجے میں اس نے ان حقوق کی ادائیگی کی فکر شروع کر دی، اور اب لوگوں سے معلوم کر رہا ہے کہ میرے ذمے کس شخص کے کیا حقوق باقی رہ گئے ہیں...... تاکہ میں ان کو ادا کر دوں، لیکن ابھی ان حقوق کی ادائیگی کی تکمیل نہیں کر پایا تھا کہ اس سے پہلے ہی اس کا انتقال ہو گیا، اب سوال یہ ہے کہ چونکہ اس نے حقوق کی ادائیگی مکمل نہیں کی تھی، اور معاف بھی نہیں کرائے تھے...... کیا آخرت کے عذاب سے اس کی نجات اور بچاؤ کی کوئی صورت نہیں ہے؟ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس شخص کو بھی مایوس نہیں ہونا چاہئے، اس لئے کہ جب یہ شخص حقوق کی ادائیگی اور توبہ کے راستے پر چل پڑا تھا، اور کوشش بھی شروع کر دی تھی...... تو ان شاء اللہ اس کوشش کی برکت سے آخرت میں اللہ تعالیٰ اس کے اصحاب حقوق کو راضی فرمادیں گے، اور وہ اصحاب حقوق اپنا حق معاف فرمادیں گے...... (اصلاحی خطبات ج ٦)

گناہوں کا کفارہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: دوخوشیاں دوغم کبھی اکٹھے نہیں کروں گا...... یہ نہیں کہ دنیا میں بھی غم ملیں اور آخرت میں بھی غم ملیں...... دنیا کی بھی خوشیاں ملیں اور آخرت کی بھی خوشیاں ملیں...... نہیں ایک جگہ اگر غم ملیں گے تو دوسری جگہ اللہ تعالیٰ خوشیاں عطا فرمائیں گے...... اس لئے دنیا میں غم مل جائیں تو کیا یہ بہتر نہیں کہ تھوڑے وقت کے لئے آئیں گے اور دنیا میں غم بہت زیادہ بھی نہیں آسکتے...... آخرت کے غم بہت بڑے ہوں گے اور بہت دراز وقت کے لئے ہوں گے...... اس لئے دنیا ہی میں غم کے حالات پیش آجائیں تو انسان ان کو اپنے گناہوں کا کفارہ سمجھے...... سمجھ لیا کریں کہ میری جو بھی غلطیاں کوتاہیاں تھیں مجھے دنیا میں ہی ان کا بدلہ دے دیا گیا...... آخرت میں اللہ تعالیٰ میرے ساتھ رحمت کا معاملہ کریں گے...... (سکون قلب)

میدان محشر کے آٹھ گواہ

ایک بات ذراسن لیجئے، قیامت کے دن ہر انسان کے گناہوں پر آٹھ گواہ پیش ہوں گے......

پہلا گواہ...... **المکان**: جس جگہ بندے نے گناہ کیا ہوگا، وہ جگہ وہ زمین کا ٹکڑا قیامت کے دن اس کے خلاف گواہی دے گا:

یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا......

اللہ تعالیٰ زمین کو آرڈر جاری کریں گے، اور زمین خبریں نشر کریگی......

اور آج اس کا سمجھنا آسان ہے دیکھو! ویڈیو کیمرے ہیں اور اب تو سیل فون میں بھی کیمرے آگئے، ہر ذرہ زمین کا اللہ کے حکم سے کیمرہ بنتا ہے، جہاں ہم گناہ کرتے ہیں اسی جگہ زمین اس کا فوٹو اتار لیتی ہے، محفوظ کر لیتی ہے، قیامت کے دن زمین کے ٹکڑے گواہی دیں گے، اور جنہوں نے گناہ کئے ہوں گے تو وہ زمین کے ٹکڑے ان کے گناہوں پر گواہ بن جائیں گے۔

دوسرا گواہ نو الزمان: وہ دن بھی گواہی دے گا جس دن گناہ ہم کریں گے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

وشاهد ومشهود...... وہ گواہی دے گا، حدیث پاک میں آتا ہے:

ینادی کل یوم ہر دن ندا دیتا ہے اور پکارتا اور کہتا ہے اے انسان!

انا یوم جدید...... میں نیا دن ہوں

وانا فیما تعمل فی شهید میرے اس دن میں جو تو عمل کرے گا میں قیامت کے دن تیرا گواہ بنوں گا، تو دن بھی گواہی دے گا......

تیسرا گواہ...... **واللسان**: انسان کی زبان، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

یوم تشهد علیهم السنتهم...... (پ۱۸......ر۹......آیت۲۴)

قیامت کے دن ان کی زبان گواہی دیگی......

آج گھنٹوں گپیں مارتے ہیں، ہنسانے کی خاطر فحش لطیفے سناتے ہیں، جھوٹے لطیفے سناتے ہیں اور بھول جاتے ہیں اس بات کو کہ کل قیامت کے دن اس کا جواب دینا پڑے گا......

آج کسی کو زبان سے کمینہ کہنا آسان، ذلیل کہنا آسان، بے ایمان کہنا آسان، کل قیامت کے دن اس کو ثابت کرنا یہ انتہائی مشکل کام، اللہ پوچھیں گے بتا! تو نے کمینہ کیوں کہا تھا؟ تو نے فلاں کو ذلیل کیوں کہا تھا؟ اللہ تعالیٰ کا پوچھ لینا کوئی چھوٹی سی بات نہیں ہے، کیا ہوگا اس وقت ہمارا حال!

کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی امت پیش ہوگی، تو اللہ تعالیٰ عیسائیوں سے پوچھیں گے کہ تم نے میرے ساتھ کسی کو شریک کیوں کیا، تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کریں گے کہ انہوں نے ہمیں کہا تھا کہ مجھے اللہ کے ساتھ معبود بنالو، اللہ رب العزت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھیں گے:

أنت قلت...... (سورۂ مائدہ:۱۱۵) کیا آپ نے کہا تھا؟

شاہ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ أأنت قلتَ اس فرمان شاہی پر اتنی ہیبت ہوگی کہ جس طرح بندے کو پسینہ آجاتا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہر بال کی جڑ سے خون کا قطرہ نکل آئے گا (تفسیر مظہری میں یہ قول ابوروق کی طرف منسوب ہے ص:۴۶، ج:۴ مترجم) تو جس دن انبیاء تھرّاتے ہوں گے، اس دن اگر ہم سے پوچھا گیا بتا اس کو کمینہ کیوں کہا؟ بے ایمان کیوں کہا؟ تو ہم کیا جواب دیں گے؟

چوتھا گواہ...... **والارکان**: انسان کے جسم کے باقی اعضاء ہاتھ، پاؤں یہ بھی گواہی دیں گے:

وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (پ۲۳ یٰسین آیت ۶۵)

ہاتھ بھی گواہی دے گا، ران بھی گواہی دے گی، کہ کیا گناہ کئے تھے؟ ان کی گواہی سن کر انسان پریشان ہو کر کہے گا:

لم شهدتم علينا...... تم میرے خلاف کیوں گواہی دیتے ہو......

تمہاری لذت کی خاطر تو میں نے کام کیا تھا، وہ جواب دیں گے:

انطقنا الله الذی انطق کل شیٔ...... اسی اللہ نے آج ہمیں قوت گویائی عطا کی جس اللہ نے سب کو گویائی عطا فرمائی...... اللہ فرماتے ہیں:

وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ...... (پ۲۴-ر۱۷-آیت ۲۲)

تم تو گناہ کرتے ہوئے اپنے کانوں سے، آنکھوں سے، جسم کے اعضاء سے پردہ کرتے ہی نہیں تھے کہ تمہارے خلاف تمہارے کان گواہی دیں گے، اعضاء سے گناہ کرتے ہیں وہی اعضاء قیامت کے دن سلطانی گواہ بن جائیں گے، تو یہ اعضاء اللہ رب العزت کی خفیہ پولیس ہیں جو دربار میں رپورٹ پیش کر دے گی کہ ہم گواہ ہیں کہ اس نے یہ کیا تھا......

پانچواں گواہ...... والملکان: اور دو فرشتے

اِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ (پ۳۰ ر۷ آیت ۱۲)

بیشک تم پر نگران مقرر ہیں جو معزز ہیں، لکھنے والے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو وہ جانتے ہیں دو فرشتے متعین ہیں، ایک نیکی لکھنے والا ایک گناہ لکھنے والا، جو ہم کر رہے ہیں اس کی باقاعدہ شیٹ رول (SHEET ROLL) تیار ہو رہی ہے......

چھٹا گواہ...... والدیوان: وہ نامۂ اعمال جو فرشتے لکھ رہے ہیں...... تو زبان بھی گواہی دے گی اور نامہ اعمال بھی دکھائے جائیں گے، چنانچہ جب محروم آدمی پیش کیا جائے گا اور نامہ اعمال دیکھے گا تو کہے گا:

یٰویلتنا مالهذا الکتاب...... ہائے میری بدبختی! یہ کیسا نامہ اعمال ہے؟

لایغادر صغیرة ولا کبیرة الا احصها......

کوئی چھوٹا بڑا گناہ ایسا نہیں جو اس میں لکھا نہ گیا ہو...... اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

ووجدوا ما عملوا حاضرا...... جو کیا ہوگا، سامنے حاضر پائیں گے......

ولا یظلم ربک احدا...... (پ۱۵/ر۱۸/آیت ۴۹)

''تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا'' تب ہی تو جہنم میں جاتے ہوئے فرشتے پوچھیں گے، کیا ڈرانے والا اور سمجھانے والا کوئی نہیں تھا، کہیں گے سمجھانے والا تو آیا تھا: **لو کنا نسمع** اے کاش! ہم اگر سنتے **او نعقل** اور اگر ہمارے دماغ میں عقل کی رتی ہوتی **ما کنا فی اصحاب السعیر**...... ہم جہنم والے نہ بنتے تو یہ نامہ اعمال قیامت کے دن پیش کیا جائے گا

ساتواں گواہ......(بات کرتے ہوئے گھبراہٹ ہو رہی ہے) **نبی الانس والجان**: اللہ رب العزت کے محبوب گواہ ہوں گے، چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے جو اعمال بندہ کرتا ہے فرشتہ وہ اعمال نبی علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا دیتے ہیں اور قیامت کے دن اللہ رب العزت نبی علیہ السلام سے گواہی مانگیں گے، فرمایا:

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ م بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَابِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَاءِ شَهِيْدًا
(پ۵-ر۳-آیت ۴۱)

جو خود ہماری شفاعت کریں گے اور جن کی شفاعت سے مغفرت ہوگی، اگر ان سے گواہی مانگ لی گئی تو ہمارا کیا ہوگا؟ اور اگر ہمارا چہرہ بھی نبی کے چہرے کے مطابق نہ ہو تو پھر کیا منہ دکھائیں گے؟ آٹھواں گواہ...... اس سے بھی اونچا اللہ اکبر کبیرا! وہ کونسا؟ **الرحمٰن**: اللہ رب العزت، سنیئے! قرآن عظیم الشان میں اللہ فرماتے ہیں:

ولا تعملون من عمل الا کنا علیکم شهودا...... (پ۱۱-ر۱۲-آیت ۶۱)

جو تم عمل کرتے ہو، قیامت کے دن ہم اس کے اوپر گواہ......

جس پروردگار سے ہمیں مغفرت مانگنی ہے، معافی مانگنی ہے، وہ پروردگار قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ جو عمل تم کر رہے ہو میں گواہ ہوں گا قیامت کے دن، اس دن ہمارا کیا ہوگا؟ اس لئے آج اس محفل میں سچے دل سے پچھلے گناہوں سے توبہ کریں اور آئندہ نیکوکاری کی زندگی گزارنے کا پکا ارادہ کریں، وقت ہے اس سے فائدہ اٹھا لیجئے، آج اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نظر پڑ گئی، تو سب گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں میں بدل دے گا...... (گناہوں سے کیسے بچیں)

توبہ کا فائدہ

انسان کبھی کبھی سوچتا ہے کہ اگر میں توبہ کروں تو کیا فائدہ؟ کیونکہ پھر گناہ کر بیٹھوں گا، میں توبہ پر جم نہیں سکتا، اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کہے اگر میں نہاؤں گا پھر بھی پسینہ تو آئے گا، لہٰذا نہانے سے کیا فائدہ؟ تو ہر بندہ اس کو کہے گا کہ بیوقوف! ابھی جو پسینہ ہے، بدبو ہے، ابھی تو نہا کے صاف ہو جا، اگر پھر پسینہ آ گیا تو پھر نہا لینا، اسی طرح اس وقت جو گناہوں کا پسینہ ہمارے قلب و دماغ اور جسم پر آیا ہوا ہے، ہم توبہ کا غسل کر کے اس کو ختم کروالیں، اگر توبہ کے بعد بھی گناہ سرزد ہو گیا، تو ہم پھر توبہ کرلیں گے، بار بار توبہ کرتے رہیں گے...... (گناہوں سے کیسے بچیں)

گناہ پر ندامت

ارشاد:۔ مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ

صغیرہ گناہ...... اللہ پاک نیک کام کرنے سے خود بخود معاف کر دیتے ہیں اور کبیرہ...... گناہ بغیر توبہ و ندامت اور بغیر چھوڑنے کے عہد کے معاف نہیں ہوتے...... پہلے کیے پر ندامت ہو...... آگے کے لیے عزم کریں...... اور عملاً اس کے پاس آئندہ نہ جائیں۔ (یادگار باتیں)

صغائر پر اصرار

ارشاد:۔ مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ

صغیرہ گناہ پر اصرار کرنا بھی کبیرہ گناہ ہے...... پہلے دائیں کروٹ نہ لیٹا...... اور معلوم ہونے کے باوجود ضد...... یا اصرار سے ایسا کیا...... تو یہ کبیرہ گناہ ہے۔ (یادگار باتیں)

توبہ کی حقیقت

ارشاد:۔ مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ

عام طور سے لوگوں کے ذہن میں...... "توبہ" کا مفہوم یہ ہے...... کہ صرف زبان سے ...... "اَستَغفِرُ اللّٰہَ رَبِّی مِن کُلِّ ذَنبٍ وَّ اَتُوبُ اِلَیہِ" کا ورد کرلیں...... حالانکہ یہ سخت غلط فہمی ہے...... توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ انسان کو اپنے پچھلے گناہوں پر حسرت و ندامت ہو...... اور بالفعل ان کو چھوڑ دیا جائے...... اور آئندہ کے لیے ان سے بچنے کا مکمل عزم ہو۔ (یادگار باتیں)

فضیلت توبہ

ارشاد:۔ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب رحمہ اللہ

توبہ کرنے والا ایسا ہو جاتا ہے..... جیسے کہ اس نے گناہ کیا ہی نہ تھا..... "اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لاَ ذَنْبَ لَهُ" ..... پس قیامت کے دن اگر کاملین میں نہ ہوگے..... تو تائبین میں ہونا بھی بڑی دولت ہے۔ لہٰذا توبہ کا اہتمام بہت ضروری ہے..... اور توبہ کے وقت گناہ کے ترک کا قوی ارادہ کرلے اور خدائے تعالیٰ سے استقامت کی دعا بھی کرے۔ (یادگار باتیں)

کٹا ہوا ہاتھ جڑ گیا

صاحب قلیوبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک غلام حبشی کو جس نے چوری کی تھی لوگوں نے پیش کیا..... حضرت علیؓ نے اس سے فرمایا کہ کیا تو نے چوری کی ہے اس نے کہا کہ ہاں چنانچہ آپ نے اس کلمہ کو اس پر تین مرتبہ دہرایا اور وہ کہتا رہا کہ ہاں میں نے چوری کی ہے..... اس کے بعد آپ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور وہ کاٹ لیا گیا پھر اس نے وہ کٹا ہوا ہاتھ لیا اور باہر نکلا..... حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اس کو ملے اور اس سے فرمایا کہ تیرا ہاتھ کس نے کاٹا ہے اس نے جواب دیا کہ دین کے بازو رسول اللہ کے داماد فاطمہ بتولؓ کے شوہر اور رسول اللہ کے چچازاد بھائی امیر المومنین علی ابن ابی طالبؓ نے اس کو کاٹا ہے۔

حضرت سلمانؓ نے اس سے کہا کہ انہوں نے تو تیرا ہاتھ کاٹا اور تو ان کی تعریف کرتا ہے اس نے کہا کہ ہاں انہوں نے ایک ہاتھ کے بدلے مجھے دردناک عذاب سے نجات دی اس کے بعد حضرت سلمانؓ نے حضرت علیؓ کو اس کی اطلاع دی پس آپ نے اس غلام حبشی کو بلایا چنانچہ وہ حاضر کیا گیا پھر حضرت علیؓ نے اپنا ہاتھ کٹے ہوئے ہاتھ کی جگہ میں رکھا اور رومال سے اس کو چھپایا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی چنانچہ اللہ کے حکم سے وہ ہاتھ اچھا ہوگیا..... (انمول موتی جلد ۱)

توبہ ایریز کمانڈ کی طرح

توبہ کی حقیقت ایسی ہے جیسے کپڑا میلا ہو، اس کو صابن سے دھوئیں، دھونے سے کپڑے کا میل کچیل دور ہو جاتا ہے، اور کپڑا ابھی صاف ہو جاتا ہے، اسی طرح توبہ کرنے سے انسان کا دل پاکیزہ، منور، اور دل بالکل صاف ہو جاتا ہے......

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لاَ ذَنْبَ لَہ‘......

گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں، کمپیوٹر میں جیسے ایریز کمانڈ ہوتی ہے، آپ اگر کسی فائل کو ختم کرنا چاہیں، ایریز کمانڈ دیں فائل ختم...... اسی طرح توبہ کی ایریز (ERASE) کمانڈ دیں سارے گناہ ختم......

ایک مرتبہ نبی علیہ السلام نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے عجیب اور پیارا سوال پوچھا، کیا ایسی (POSSIBILITY) ہے کہ بندہ گناہ کرے اور گناہوں کی وجہ سے جنت میں جائے، صحابہ نے کہا اللہ کے نبی! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ گناہوں کی وجہ سے جنت میں جائے؟ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہاں ایسا ممکن ہے، کہ گناہ تو اس نے بڑے بڑے کئے لیکن آخری وقت میں اس نے سچی توبہ کر لی...... اللہ نے اس کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیا لہٰذا جنت میں گیا اور اونچا درجہ پا گیا، واہ میرے مولیٰ! کیا ہی تیری شان کریمی ہے......(گناہوں سے کیسے بچیں)

ہلاکت کا خطرہ کب؟

”ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا ’یا رسول اللہ! کیا ہم ایسی حالت میں بھی ہلاک ہو سکتے ہیں جبکہ ہمارے درمیان نیک لوگ موجود ہوں گے؟ فرمایا ہاں! جب (گناہوں کی) گندگی زیادہ ہو جائے گی“......(صحیح بخاری ص۱۰۴۶ ج۲، صحیح مسلم ص۳۸۸ ج۲)

دلوں کا زنگ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دلوں میں ایک قسم کا زنگ لگ جاتا ہے (یعنی گناہوں سے) اور اس کی صفائی استغفار ہے...... (بیہقی)

گناہوں کو جلانے والا کلمہ

مسلمہ بن عبداللہ الجھنی اپنے چچا ابو مشجعہ سے نقل کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت میں ایک مریض کی عیادت کی تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا کہو لا الٰہ الا اللہ مریض نے یہ کہہ دیا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس نے اس کلمہ سے اپنے گناہوں کو پھینک دیا اور انہیں جلا دیا...... میں نے پوچھا کیا کچھ اور کہتے ہو یا اس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات سنی ہے...... تو فرمایا بلکہ میں نے یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ مریض کیلئے ہے تو صحیح آدمی کے لئے کیا ہوگا؟ فرمایا یہ کلمہ کہنا صحیح کے لئے زیادہ گناہوں کو جلانے والا ہے...... (حلیۃ الاولیاء)

گناہوں کا جھڑنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مسلمان بندہ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جیسے اس درخت سے یہ پتے جھڑ رہے ہیں......'' (احمد، مشکوٰۃ)

گناہوں سے پاکی کا ذریعہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص نے اس طرح حج کیا کہ نہ اس کے دوران کوئی فحش کام کیا اور نہ کسی اور گناہ میں مبتلا ہوا تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح (پاک وصاف ہوکر) لوٹتا ہے جیسے کہ آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو......'' (بخاری ومسلم)

خوفِ خدا ہو تو ایسا

آج ہم گناہ کرنا چاہتے ہیں لیکن ہمیں گناہ کا موقع نہیں ملتا' اس لئے گناہ نہیں کر پاتے...... جبکہ ہمارے اسلاف ایسے متقی اور پرہیزگار ہوتے تھے کہ ان کو اگر گناہ کا موقع بھی ملتا تھا تو وہ خوفِ خدا کی وجہ سے اس موقع سے فائدہ نہیں اٹھاتے تھے...... مثال کے طور پر......

ایک تابعی کے بارے میں آتا ہے کہ ان کو عیسائی بادشاہ نے قید کروادیا...... وہ چاہتا تھا کہ ان کو قتل کروادے مگر اس کے وزیر نے کہا کہ نہیں' اس کے اندر بہادری اتنی ہے کہ اگر یہ کسی طرح ہمارے مذہب پر آ جائے تو یہ ہماری فوج کا کمانڈر انچیف بنے گا...... ایسا بندہ آپ کو کہاں سے مل سکے گا...... اس نے کہا اچھا میں اس کو اپنے مذہب پر لانے کی کوشش کرتا ہوں...... اس کا خیال تھا کہ میں اس کو لالچ دوں گا...... چنانچہ اس نے ان کو لالچ دیا کہ ہم تجھے سلطنت دیں گے تم ہمارا مذہب قبول کرلو...... مگر انہوں نے کوئی توجہ نہ دی...... جب انہوں نے کوئی توجہ ہی نہ دی تو وہ پریشانی کے عالم میں بیٹھا سوچ رہا تھا...... اس دوران اس کی نوجوان بیٹی نے پوچھا' ابا جان! آپ پریشان کیوں بیٹھے ہیں؟ اس نے کہا' بیٹی! یہ معاملہ ہے وہ کہنے لگی' ابا جان! آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس کو Track (راستہ) پر لاتی ہوں......

چنانچہ بادشاہ نے انہیں ایک کمرے میں بند کروادیا اور اس لڑکی سے کہا تم اسے Track (راستہ) پر لے آؤ...... اب وہ لڑکی اس کے لئے کھانا لاتی اور بن سنور کر سامنے آتے...... اس کا یہ سب کچھ کرنے کا مقصد انہیں اپنی طرف مائل کرنا تھا...... وہ لڑکی اس طرح چالیس دن تک کوشش کرتی رہی مگر انہوں نے اسے آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا...... چالیس دن گزرنے کے بعد وہ ان سے کہنے لگی کہ آپ کیسے انسان ہیں' دنیا کا ہر مرد عورت کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور میں اس قدر خوبصورت ہوں کہ ہزاروں میں سے کوئی ایک بھی ایسی نہیں...... اور میں تمہارے لئے روزانہ بن سنور کر آتی رہی' مگر تم نے کبھی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا' اس کی کیا وجہ ہے؟ تو مرد نہیں ہے یا کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میرے پروردگار نے غیر عورت کی طرف دیکھنے سے منع فرمایا ہے اس لئے میں نے آپ کی طرف توجہ نہیں کی......

اس لڑکی نے کہا کہ جب تمہیں پروردگار کے ساتھ اتنی محبت ہے تو پھر ہمیں بھی کچھ تعلیمات دو...... چنانچہ انہوں نے اس لڑکی کو دین کی باتیں سکھانی شروع کر دیں...... شکار کرنے کو آئے شکار ہو کر چلے...... بالآخر وہ لڑکی کلمہ اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہو گئی...... لہٰذا انہوں نے اس کو کلمہ پڑھا کر مسلمان بنا دیا...... وہ کلمہ پڑھ کر کہنے لگی کہ اب میں مسلمان ہوں لہٰذا اب میں یہاں نہیں رہوں گی...... بعد میں اس نے خود ہی ایک ترکیب بتائی جس کی وجہ سے ان تابعی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی قید سے نجات مل گئی اور وہ لڑکی خود بھی محلات چھوڑ کر مسلمانوں کے ساتھ چلی گئی...... اللہ اکبر......

حیرت کی بات ہے کہ ایک جوان لڑکی ان کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے چالیس دن تک تنہائی میں کوشش کرتی رہی مگر انہوں نے اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا...... یا اللہ! ہمیں تو حیرانی ہوتی ہے...... فرشتوں کو بھی تعجب ہوتا ہوگا...... یہ کس لئے تھا؟ اس لئے کہ ان کا تزکیہ ہو چکا تھا اور نفس کے اندر سے گندگی نکل چکی تھی...... مگر آج نوجوانوں کی حالت ایسی ہے کہ وہ گناہ اس لئے نہیں کر پاتے کہ کوئی گناہ کے لئے تیار نہیں ہوتا ورنہ اگر کوئی گناہ کا اشارہ کر دے تو گناہ کے لئے ابھی تیار ہیں...... (انمول موتی جلد ۱)

ذوالنون مصری کی زندگی کا نقشہ بدل گیا

حضرت ذوالنون مصری مشہور بزرگان دین میں سے ہیں جوانی کے دنوں میں ایک عیش پرست عرب کے ہاں ملازم تھے...... جہاں دور جام چلتا رہتا...... ایک دن انہوں نے کسی شخص سے قرآن پاک کی یہ آیت سنی اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُهُمۡ لِذِکۡرِ اللّٰهِ ترجمہ: کیا ابھی تک ایمان لانے والوں کے لیے وہ گھڑی نہیں آئی کہ ان کے دل ذکر الٰہی کے لیے گداز ہو کر جھک جائیں...... اور اسے سنتے ہی نہ صرف تمام مناہی (گناہوں) سے توبہ کر لی، بلکہ زندگی کا رخ ہی بدل دیا...... اور خدا کے پسندیدہ بندوں میں درجہ پایا...... حضرت ذوالنون مصریؒ کا اثر دربار بغداد پر بہت تھا...... خلیفہ متوکل آپ کی تشریف آوری پر تعظیم کے لیے خود اٹھ کھڑا ہوتا اور وزراء اور درباری سبھی حد درجہ احترام کرتے...... ایسی صورت حال میں بالعموم حاسد بھی

ابھر آتے ہیں...... چنانچہ کچھ لوگوں نے حضرت ذوالنون ؒ کے حق میں بدگوئی کی اور خلیفہ کے کان بھرے...... باتیں ایسی تھیں کہ خلیفہ نے حضرت کو مصر سے بلوایا...... آپ دربار میں داخل ہوئے تو سر مجلس اس مختصر سی آیت کی تفسیر نہایت ہی پرسوز انداز میں بیان کی...... اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ ترجمہ: ''بعض بدگمانیاں گناہ ہوتی ہیں''...... انداز کلام ایسا پرسوز تھا کہ جس کے اثر سے خلیفہ کا دل پگھل گیا اور وہ بے اختیار سر دربار رونے لگا...... ظاہر بات ہے کہ اس سیل گریہ میں وہ تمام چغلیاں بہہ گئیں جو بعض لوگوں نے کان میں ڈالی تھیں...... (تحفۂ حفاظ)

گناہوں کا خاتمہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب خدا کے خوف سے انسان کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح درختوں کے پتے موسم خزاں میں جھڑ جایا کرتے ہیں...... (المعجم الکبیر للطبرانی ؒ)

اہل اللہ کی نظر کیمیا

حاجی ترنگ زیب صاحب رحمہ اللہ کے ایک مشہور خلیفہ حاجی محمد امین رحمہ اللہ تھے......

وہ اکثر طوائف (رنڈیوں) کی محفلوں میں وعظ و نصیحت کیلئے جایا کرتے تھے...... ایک دفعہ ایک متشدد اور سخت قسم کے آدمی کے ہاں رنگا رنگ محفل ہو رہی تھی...... اس نے ساتھیوں سے کہا تھا کہ اگر حاجی محمد امین میرے گھر آیا' پھر خیر سے واپس نہیں جائے گا...... حاجی صاحب ؒ اپنی دھن کے پکے تھے...... انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے بھائی کو نیک مشورہ دینا ہے' قبول کر لے تو بہتر نہ کرے تو نہ سہی' میرا فرض ادا ہو جائے گا...... آپ اسی محفل میں چلے لیکن سب دروازوں کو بند پا کر اپنے مریدوں سے کہا کہ باہر تم کلمہ طیبہ کا ذکر کرو...... آخر صاحب خانہ نے دروازہ کھولا...... اندر پہنچے تو کسی سے بات نہیں کی' اپنی وہ مبارک چادر جس میں ذکر اذکار اور مراقبے کرتے تھے اتاری اور رنڈی کے سر پر دوپٹے کی جگہ ڈال کر کہا ''لو یہ میری بیٹی ہے' تجھے میں اپنے پردے میں لیتا ہوں'' رنڈی کے دل کو یہ بات لگ گئی اس نے کہا حاجی صاحب! اب اس چادر کی میں بھی عزت قائم کروں گی...... آج سے اس گناہ کے پیشے سے میری توبہ ہے...... یہ نورانی اور مبارک چادر ہمیشہ سے میرے لیے ستر اور پردہ ہی رہے گی...... (درس القرآن)

دلوں کی موت

علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سب سے بڑی سزا یہ ہے کہ سزا پانے والے کو اس سزا کا احساس نہ ہو اور اس سے سخت یہ ہے کہ ایسے امور پر مسرور ہو جو در حقیقت سزا ہوں جیسے مال حرام کما کر خوش ہو اور گناہوں پر قابو پا کر اتراوے اور جس کی یہ حالت ہو جائے وہ کبھی طاعت میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتا.... میں نے اکثر علماء اور زاہدوں کے حالات میں غور کیا تو انہیں ایسی سزاؤں میں گرفتار پایا جن کا انہیں احساس نہ تھا اور ان کو بیشتر سزائیں طلب جاہ کی راہ سے پہنچی ہیں.... چنانچہ ان میں کا عالم.... اگر اس کی خطا پر گرفت کر لی جاوے تو غضب ناک ہو جاتا ہے اور ان کا واعظ اپنے وعظ میں فنکاری اور ریاکاری کرتا ہے اور زہد کے نمائشی یا تو منافق نظر آئے یا ریا کار....

ان کی سب سے پہلی سزا یہ ہے کہ مخلوق میں مشغولیت کے سبب حق تعالیٰ سے کٹے ہوئے ہیں اور ایک مخفی سزا یہ ہے کہ مناجات کی شیرینی اور بندگی کی لذت سے محروم ہیں.... ہاں! کچھ مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں ہیں جن کے طفیل اللہ تعالیٰ روئے زمین کی حفاظت فرماتے ہیں ان کے باطن ظاہر جیسے ہیں بلکہ اور روشن! ان کے راز علانیہ جیسے ہیں بلکہ اور پاکیزہ! ان کی ہمتیں ثریا تک ہیں بلکہ اس سے بھی بلند! اگر ان کو پہچان لیا جائے تو بھیس بدل دیتے ہیں اور اگر ان کی کرامت دیکھ لیجائے تو انکار کر دیتے ہیں.... لوگ تو اپنی غفلتوں میں پڑے ہیں اور یہ میدان سر کیے جاتے ہیں.... زمین کا گوشہ گوشہ ان سے محبت کرتا ہے اور آسمان کا چپہ چپہ ان سے مسرور ہوتا ہے....

ہم اللہ عزوجل سے ان کے اتباع کی توفیق مانگتے ہیں اور اس بات کی دُعا کرتے ہیں کہ ہمیں ان کی پیروی کرنے والا بنا دیں.... (صید الخاطر)

سجدے میں اخلاص

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب کوئی بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کے سجدہ سے اٹھنے سے قبل ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے اور ایک خطاء (گناہ) مٹا دی جاتی ہے.... (رواہ مسلم)

خوف خداوندی کے اسباب

۱-انسان اپنے گزشتہ گناہ کو یاد کرے جو اس نے کیا....

۲-واجبات کو ادا کرنے میں کمی کوتاہی نہ کرے.... جیسے نماز.... روزہ.... حج وغیرہ....

۳-اللہ تعالیٰ کی تعظیم دل میں ہو یہ بھی خوف کا ذریعہ ہے....

اس کے ساتھ خوف کی دو صورتیں ہیں پہلی صورت یہ ہے کہ فقط اللہ سے ڈرا جائے دوسرا یہ کہ اللہ کے عذاب سے ڈرا جائے.... اللہ کے عذاب سے ڈرا جانے کے اسباب کو بھی دل میں رکھے.... مثلاً دوزخیوں کو پیپ والا کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا ان کو طوقوں سے باندھا جائے گا وغیرہ یہ ایسی اشیاء ہیں جن کو یاد کرنے سے دل میں خوف پیدا ہوتا ہے....

اولاً فقط اللہ سے ڈرنا یہ علماء اور عارفین کے ساتھ خاص ہے....

ثانیاً اللہ کے عذاب سے ڈرنا یہ عام مسلمانوں کے ساتھ خاص ہے....

۴-اپنے گناہوں کی بار بار بخشش کا طلبگار رہو.... گناہوں کی بخشش کیلئے چار شرائط ہیں....(توبہ معلق ہے چار اشیاء کے ساتھ)

پہلی شرط سچے دل سے توبہ.... دوسری شرط ایمان ہے.... پھر عمل صالح.... پھر ہدایت.... توبہ کی قبولیت کی شرائط اور ہیں.... وہ یہ ہے کہ ا.... سچے دل سے توبہ....۲.... آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم....۳....ندامت.... یہ توبہ کی قبولیت کی شرائط ہیں....

۵-ان امور کو بجالاتے وقت کلام اللہ میں تدبر و غور و فکر کرے اور سیرت رسول پر نظر رکھے.... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید المتقین امام الخائفین اور لوگوں سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے ہیں تو اس کے دل میں خوف پیدا ہوگا....(اعمال القلوب)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا خوف

فرماتے ہیں کہ مرنے سے پہلے مجھے پیدا ہی نہ کیا ہوتا.... یہ خلیفہ ثالث فرمارہے ہیں جن کی رات تسبیحات اور تلاوت میں گزرتی تھی اور قرآن کو پڑھ کر بوسیدہ کردیا اور جب فوت ہوئے تو آپ کا خون قرآن پر لگا جو آپ رضی اللہ عنہ کا گواہ ہے....(اعمال القلوب)

نیکیوں سے میزان عمل بھرلو

یہ وقت کے لمحات بڑے قیمتی ہیں....اس واسطے کہا گیا کہ موت کی تمنا نہ کرو....اس لیے کہ کیا معلوم کہ موت کے بعد کیا ہونے والا ہے....

جو کچھ فرصت اور مہلت اللہ تعالیٰ نے عطا فرما رکھی ہے سب کچھ اس میں ہونا ہے....آگے جا کے کچھ نہیں ہوگا....اس لیے اس دنیا میں جو لمحات اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے ہیں....اس کو غنیمت سمجھو اور اس کو کام میں لے لو....مثلاً ایک لمحہ میں اگر ایک مرتبہ سبحان اللہ کہہ دو....حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ سبحان اللہ پڑھنے سے میزان عمل میں آدھا پلڑا ابھر جاتا ہے اور ایک مرتبہ "الحمدللہ" کہہ دیا تو اب میزان عمل کا پورا پلڑا ابھر گیا....دیکھئے یہ لمحات کتنے قیمتی ہیں لیکن تم اس کو گنواتے پھر رہے ہو....خدا کے لیے اس کو اس کام میں استعمال کرلو....(کنزالعمال)

دعائے آہ وزاری

اللہ رب العزت آپ کی عظمتِ شان کا تقاضا تھا کہ اگر کوئی بندہ آپ کے دروازے سے پیٹھ پھیر کر واپس جاتا تو اس کی پشت پر لات ماری جاتی، دروازے کو بند کر دیا جاتا، او مبغوض، بد بخت! آج کے بعد یہ دروازہ تیرے لئے بند ہے، مگر اللہ پاک ایسا نہیں کرتے دروازہ کھلا رکھتے ہیں، میرا بندہ شاید دن میں پریشان ہو کر رات کی تاریکیوں میں اٹھ کر آجائے، اے رب کریم! آپ کو تو اونگھ بھی نہیں آتی، اس لئے کہ مانگنے والا کہیں مانگے اور اپنے پروردگار کو سوتا نہ پائے، اس لئے آپ نیند سے پاک ہیں، ہر وقت اپنے بندوں کی دعا قبول کرنے کیلئے تیار ہیں، رب کریم! ہم پر رحمت فرمایئے، آج اس رات میں ہماری مشکلات کو آسان کر دیجئے، ہم نے بہت دھکے کھالئے، مولیٰ! اَب دھکے کھانے کی گنجائش ہمارے پاس نہیں رہی، ہمیں آج بات سمجھ میں آگئی، غلطی ہماری تھی ہم اپنا قصور مانتے ہیں، اور آپ کو مناتے ہیں، اے اللہ! سب گناہوں کو معاف کر دیجئے، آئندہ نیکوکاری کی زندگی عطا فرما دیجئے، اور اللہ سچی بات بھی یہی ہے کہ ہمیں غیر کے در پر جاتے ہوئے شرم بھی آتی ہے......(گناہوں سے کیسے بچیں)

دعاء کا دامن کبھی نہ چھوڑو

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سمجھ دار شخص کو ہر حال میں اپنے مولیٰ کا دامن تھامے رہنا چاہیے اور اس کے فضل کے دامن سے لپٹا رہنا چاہیے خواہ کسی نافرمانی کا صدور ہو جائے خواہ کوئی طاعت ہو.... خلوت میں اس سے انس حاصل کرنے کی کوشش کرے اور اگر وحشت معلوم ہو تو اس کے سبب کو ختم کرنے کی کوشش کرے.... جیسا کہ شاعر نے کہا ہے:

اَمُسْتَوْحِشٌ اَنْتَ مِمَّا جَنَيْتَ   فَاَحْسِنْ اِذَا شِئْتَ وَاسْتَأْنِسِ

''اگر تمہیں اپنی خطاؤں کی وجہ سے وحشت ہو رہی ہو تو اگر چاہو تو اچھے اعمال کر کے اس کی انسیت حاصل کرلو''....

اگر اپنے نفس کو دنیا کی طرف مائل پاتا ہو تو خدا ہی سے دنیا بھی طلب کرے اور اگر آخرت کی طرف مائل دیکھتا ہو تو اسی سے اعمال آخرت کی توفیق کا سوال کرے اور اگر اس دنیا سے جس کی خواہش ہے کسی ضرر کا اندیشہ محسوس کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ سے اپنے دل کی اصلاح اور اپنے مرض کے علاج کی دعاء کرے کیونکہ جب دل ٹھیک ہو جائے گا تو کوئی ایسی چیز نہ طلب کرے گا جو مضر ہو....

اور جس کی یہ حالت ہو جائے گی وہ ہمیشہ آرام کی زندگی میں رہے گا مگر اس کے حصول کے لیے ہمیشہ تقویٰ کا اہتمام ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر خدا تعالیٰ سے صحیح انس نہیں حاصل ہو سکتا....

یہی وجہ ہے کہ ارباب تقویٰ ہر چیز سے بے رُخی کر سکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے گریہ و زاری نہیں ترک کرتے.... تاریخ میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ قتیبہ بن مسلم نے جب ترک کے خلاف صف بندی کی اور ترکوں سے جنگ کرتے ہوئے کچھ دہشت محسوس کی تو پوچھا کہ محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ کہاں ہیں؟ بتلایا گیا کہ میمنہ کے آخر میں اپنی کمان کے سرے پر بازو ٹیکے ہوئے انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کر رہے ہیں.... (یعنی دعاء کر رہے ہیں) قتیبہ نے کہا:

''تنہا وہ ایک انگلی مجھے ایک لاکھ مشہور تلواروں اور تیز نیزوں سے زیادہ محبوب ہے''

پھر جب ترکوں پر فتح پالی تو محمد بن واسع سے پوچھا کہ آپ کیا کر رہے تھے؟

فرمایا: ''تمہاری کامیابی کیلئے سب سے بہتر ذریعہ اختیار کر رہا تھا''.... (صید الخاطر)

اے مسلسل لغزشیں کھانیوالے

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے ہر اس شخص کو دیکھا جو کسی چیز سے لغزش کھاتا ہے یا بارش میں پھسل جاتا ہے کہ جس چیز سے پھسلا ہے اسے مڑ کر دیکھتا ہے اور یہ فطری اور طبعی جذبہ ہے تاکہ اگر دوبارہ اس پر سے گزر ہو تو اس سے بچ کر چلے اور اگر احتیاط کے ساتھ چلا ہو تو یہ دیکھتا ہے کہ اس سے احتیاط اور حزم کیونکر فوت ہوا.... (اس پر غور کر کے) میں نے اس سے ایک اشارہ نکالا اور کہا: ''اے وہ شخص! جو بار بار لغزشیں کر رہا ہے کیوں نہیں دیکھتا کہ وہ کیا بات ہے جو تیرے پھسلنے کا سبب بن رہی ہے کہ اس سے بچنے کی کوشش کرے یا اگر احتیاط کے باوجود پھسل گیا ہو تو نفس کے سامنے اس واقعہ کی قباحت کیوں نہیں بیان کرتا؟

کیونکہ عام طور پر مڑ کر دیکھنے والے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مجھ جیسا شخص باوجود اتنی احتیاط کے کیسے پھسل گیا.... پس تعجب ہے تجھ پر کہ کیسے تو فلاں فلاں گناہ کے سلسلے میں لغزش کھا گیا؟ اس چمکدار سنگریزے نے تجھے کیسے دھوکہ دے دیا جس کا باطن تو اپنی عقل سے سمجھ چکا ہے اور جس کا مال تو فکر کی نگاہ سے دیکھ چکا ہے؟ فانی کو باقی پر کیسے ترجیح دے دی؟ کم قیمت کے بدلے تو نے کیسے بیع کر لی؟ اور عبادت کی بیداری کے مقابلے میں نیند کی لذت کو کیونکر اختیار کر لیا؟

افسوس! تو نے جو کچھ بیچا اس کے عوض ندامت کے ایسے بوجھ خرید لیے جسے کوئی مددگار کم نہ کر سکے گا.... شام کے وقت (ندامت سے) سر جھکنے کا ایسا سامان کر لیا جس کا ختم ہونا بعید ہے.... اپنے فعل کی برائی پر غم کے ایسے آنسو خریدے جو کبھی تھم نہیں سکتے.... اس وقت کیا حال ہو گا جب تجھ سے بطور سرزنش کہا جائے گا کہ ایسا کیوں کیا؟ کس وجہ سے کیا؟ کس بھروسہ پہ کیا؟''

افسوس اس شخص پر ہے جس کے صحیفہ کو غرور اور دھوکہ نے پلٹ دیا اور جس کے اعمال تولے جا رہے ہیں اور ترازو چڑھی ہوئی ہے.... (صید الخاطر)

حقیقت خوف

جو بندہ دنیا میں...... خدا تعالیٰ کا خوف رکھے گا...... وہ آخرت میں بے خوف ہوگا......
اور جو دنیا میں نڈر رہا...... اس کو آخرت میں امن واطمینان نصیب نہ ہوگا...... جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ...... نے فرمایا کہ قیامت کے دن ہر...... آنکھ روتی ہوگی بجز اس آنکھ کے...... جو اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیز کے...... دیکھنے سے روکی گئی ......اور وہ آنکھ جس نے اللہ کے راستے میں...... پہرہ دیا اور وہ آنکھ...... جس میں خوف الٰہی کی وجہ سے...... مکھی کے سر کے برابر آنسو نکل آیا...... نیز مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث ہے...... کہ اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ...... حرام کر دیتا ہے...... ایک دوسری روایت میں ہے...... کہ خداوند تعالیٰ قیامت کے دن ...... فرشتوں سے فرمائے گا کہ آگ میں سے ...... اس شخص کو نکال دو ...... جو کسی مقام پر مجھ سے ڈرا ہے.... (خطبات مسیح الامت)

دعا کیسے کریں اور کیا مانگیں؟

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اپنے نفس کی میں نے ایک عجیب حالت دیکھی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجتوں کا سوال کرتا ہے اور اپنی نافرمانیاں بھولا رہتا ہے تو میں نے کہا! اے گندے نفس! کہیں تیرے جیسے لوگ بھی سوال کرنے کے لائق ہیں؟ اور اگر کچھ سوال کرنا بھی ہو تو صرف عفو و درگزر کا سوال کرنا چاہیے....

اس نے پوچھا! پھر میں اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کا سوال کس سے کروں؟ میں نے کہا میں تجھے اپنی حاجتوں کے مانگنے سے نہیں منع کرتا بلکہ میرے کہنے کا یہ مطلب ہے کہ پہلے اچھی طرح توبہ کر لے پھر کچھ مانگ.... جیسے ہم (شوافع وحنابلہ) سفر معصیت کرنے والے مسافر کے بارے میں کہتے ہیں کہ اگر مردار کھانے پر مجبور ہو جائے تو بھی اس کے لیے کھانا جائز نہیں ہے....
اگر ہم سے پوچھا جائے گا کہ کیا پھر وہ مر جائے؟ ہم کہیں گے نہیں بلکہ توبہ کرے اور کھائے....
پس اپنے ان گزشتہ گناہوں کو بھلا کر جن کا نتیجہ ندامت وشرمندگی ہے.... اپنی

حاجتوں کو مانگنے کی جرأت کے متعلق اللہ تعالیٰ کا کچھ لحاظ کرو....

اور اگر تم سچی ندامت کے ساتھ اپنے گزشتہ گناہوں کی اصلاح میں لگ گئے تو تمہاری حاجات وضروریات خود بخود پوری ہونے لگیں گی کیونکہ حدیث قدسی میں ہے:

مَنْ شَغَلَهُ ذِكْرِىْ عَنْ مَسْأَلَتِىْ اَعْطَيْتُهُ اَفْضَلَ مَا اُعْطِى السَّائِلِيْنَ

''جسے میرے ذکر نے مجھ سے مانگنے سے روک دیا اسے میں اس سے بہتر نعمتیں عطا کروں گا جو مانگنے والوں کو دیتا ہوں''....

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ دعا کے لیے اپنے ہاتھ پھیلاتے پھر سمیٹ لیتے اور فرماتے کہ مجھ جیسے شخص کو کچھ مانگنے کا حق نہیں ہے لیکن یہ حال حضرت بشر رحمۃ اللہ علیہ ہی کے ساتھ ان کے قوی المعرفت ہونے کی وجہ سے.... خاص ہے وہ دعاء کے وقت اس حال میں ہوتے تھے جیسے آمنے سامنے مخاطب ہوں اسی لیے اپنی غلطیوں اور لغزشوں کے خیال سے شرم کرتے تھے جبکہ اہل غفلت کا سوال اور ان کی دعائیں خدا تعالیٰ سے بُعد اور دوری کے ساتھ ہوتی ہیں....

لہٰذا جو کچھ میں نے ذکر کیا ہے اسے سمجھو اور لغزشوں سے توبہ کرنے میں لگو اور اے نفس! مجھے تیری دعاؤں پر بھی تعجب ہوتا ہے کیونکہ تو دنیا کی بھی کسی اہم چیز کا سوال نہیں کرتا بلکہ ضرورت سے زائد فضول چیزیں مانگتا ہے اور کبھی دل اور دین کی درستگی کے لیے ویسی دعا نہیں کرتا جیسی دنیا کی درستگی اور اصلاح کے لیے کرتا ہے....

اپنے حال کو سمجھو! کیونکہ تم غفلت اور خوش عیشی کی وجہ سے ہلاکت کے قریب ہو....

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اپنی غلطیوں اور لغزشوں کی ندامت تمہیں اپنی ضرورتوں کے سوال سے روک لیتی.... چنانچہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بہت ڈرنے والے تھے.... جب ان سے اس خوف کی شدت کے متعلق پوچھا جاتا تو فرماتے ''مجھے یہ خیال اطمینان نہیں ہونے دیتا کہ کہیں میرے بعض گناہوں کی بناء پر مجھ سے یہ کہہ دیا جائے کہ جاؤ میں نے تمہاری مغفرت نہیں کی''....(صید الخاطر)

فضیلت توبہ

توبہ کرنے والا ایسا ہوجاتا ہے...... جیسے کہ اس نے گناہ کیا ہی نہ تھا...... ''التائب من الذنب کمن لا ذنب له''...... پس قیامت کے دن اگر کاملین میں نہ ہو گے...... تو تائبین میں ہونا بھی بڑی دولت ہے.... لہٰذا توبہ کا اہتمام بہت ضروری ہے...... اور توبہ کے وقت گناہ کے ترک کا قوی ارادہ کرلے اور خدائے تعالیٰ سے استقامت کی دعا بھی کرے.... (مجالس ابرار)

قلب کے اصلی گناہ

قلب کے اصل تین گناہ ہیں......: غضب...... حقد (کینہ وبغض) اور حسد...... یہ ایک دوسرے کے متقارب ہیں...... اور ان کی بنیاد غضب ہے...... باقی وہ دونوں اسی سے پیدا ہوتے ہیں.... (ارشادات مفتی اعظم)

ندامت بڑی چیز ہے

یہ ندامت بڑی چیز ہے...... یہ روح کی چیز ہے...... نفس نے شرارت کی لذت گناہ حاصل کی...... مگر نماز پڑھنے سے روح غالب آ گئی...... نفس شرمندہ ہوا...... اور اس کو توبہ کی توفیق ہوگئی...... تو روحانی اور نفسانی لذات کی کیفیات میں یہ فرق ہے......

مختصر بات یہ ہے کہ ہم اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے...... چاہے سمجھ میں آئے ...... یا نہ آئے...... نماز کی جماعت کے ساتھ پابندی کریں...... اس میں روحانی اور ایمانی قوت ہے...... اس قوت کو بیدار کرتے رہو...... کچھ تھوڑے سے وظائف استغفار...... سوم کلمہ...... دُرود شریف کی تسبیحات بھی پڑھتے رہو...... یہ وظائف روح کے لیے مقویات ہیں...... ایمان ان سے قوی ہوتا ہے...... یہ خوراک نفس کو دیتے رہو...... دیتے رہو.... اس طرح نفس اثر قبول کرتا رہے گا...... پھر ایک دن ایسا آئے گا کہ نفس میں گناہوں سے نفرت اور عناد پیدا ہوجائے گا...... جنہوں نے کچھ حاصل کیا ہے انہیں چیزوں سے حاصل کیا ہے...... (ارشادات عارفی)

تائب کے آنسو

سمجھ دار آدمی کے لیے ضروری ہے کہ گناہوں کے نتائج و آثار سے بچنے کی کوشش کرے کیونکہ اس کی آگ راکھ کے نیچے ہوتی ہے اور سزا میں کبھی تاخیر ہوتی ہے.... پھر اچانک ہی آ جاتی ہے اور کبھی (تاخیر نہیں ہوتی) فوراً مل جاتی ہے اس لیے گناہوں کی جو آگ اس نے روشن کر لی ہے اس کو جلد بجھانے کی فکر کرے "اور آنکھ سے جاری ہونے والے چشمہ کے سوا اور کوئی چیز اس کو نہیں بجھا سکتی...."

امید کہ حاکم (اللہ تعالیٰ) کے فیصلہ سے پہلے بدلہ لینے والا فریق (اللہ تعالیٰ) معاف کر دینے پر راضی ہو جائے.... (مجالس جوزیہ)

اے پریشان حال! سچی توبہ کر

بچو! گناہوں سے بچو! کیونکہ اس کے نتائج برے ہیں....

کتنے گناہ ایسے ہیں جن کے کرنے والے مسلسل پستی میں گرتے رہے.... اسی طرح کہ ان کے قدم پھسلتے رہے.... ان کا فقر بڑھتا رہا.... جو کچھ دنیا فوت ہوئی اس پر حسرت بڑھتی رہی جنہوں نے دنیا پالی تھی ان پر رشک ہوتا رہا اور اگر اپنے کیے گناہ کا بدلہ ملنے لگا یعنی اغراض سے محرومی ہونے لگی تو تقدیر پر اس کا اعتراض نئے نئے عذاب لاتا رہا....

"کس قدر افسوس ہے اس مبتلاء سزا پر! جسے سزا کا احساس نہ ہو اور ہائے وہ سزا! جو اتنی تاخیر سے ملے کہ اس کا سبب بھلا دیا جائے...."

کیا حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نہیں فرماتے تھے کہ میں نے ایک آدمی کو اس کے فقر پر عار دلایا تو چالیس سال کے بعد خود میں فقر میں مبتلا ہو گیا؟ اور کیا حضرت ابن الخلال نہیں فرماتے تھے کہ میں نے ایک خوبصورت لڑکے کی طرف دیکھ لیا تو چالیس سال کے بعد قرآن شریف بھول گیا... پس اس گرفتار سزا پر سخت افسوس ہے جسے یہ خبر نہیں ہے کہ سب سے بڑی سزا... سزا کا احساس نہ ہونا ہے....

سچی توبہ کرو! ممکن ہے سزا کا ہاتھ رُک جائے اور گناہوں سے خصوصاً خلوت کے گناہوں

سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سامنے گناہ کرنا بندے کو اس کی نگاہ سے گرادیتا ہے....اپنے اور اس کے راز کے تعلقات کو سنوارے رکھو جبکہ اس نے تمہارے ظاہری احوال کو سنوارا ہے....

اے گنہگار! اس کی ستاری سے دھوکہ میں نہ پڑ کیونکہ کبھی وہ تیری ستر تک کھول کر رکھ دیتا ہے اور اس کے حلم و بردباری سے دھوکہ مت کھا کیونکہ کبھی سزا اچانک آپڑتی ہے....

گناہوں پر قلق اور خدا سے التجا کا اہتمام کر کیونکہ تیرے حق میں یہی نافع ہو سکتا ہے ''حزن وغم کی غذا کھا اور آنسوؤں کا پیالہ پی''

''غم کی کدال سے خواہشات کے دل کا کنواں کھود تا کہ اس سے ایسا پانی نکلے جو تیرے جرم کی نجاست کو دھودے....'' (مجالس جوزیہ)

نیکی رہ جانے کی حسرت بھی بڑی قیمتی ہے

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصہ لکھا ہے کہ آپ روزانہ تہجد کی نماز کے لیے بیدار ہوا کرتے تھے....ایک دن آپ کی آنکھ لگ گئی اور تہجد قضا ہوگئی' سارا دن روتے روتے گزار دیا اور توبہ واستغفار کی کہ یا اللہ! آج میری تہجد کا ناغہ ہوگیا....اگلی رات جب سوئے تو تہجد کے وقت ایک شخص آیا اور آپ کو تہجد کے لیے بیدار کیا....آپ نے بیدار ہو کر دیکھا کہ یہ بیدار کرنے والا شخص کوئی اجنبی معلوم ہوتا ہے آپ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں ابلیس ہوں....آپ نے فرمایا کہ اگر تو ابلیس ہے تو تہجد کی نماز کے لیے اُٹھانے سے تجھے کیا غرض؟ وہ شیطان کہنے لگا بس آپ اُٹھ جائیے....اور تہجد پڑھ لیجئے....حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم تو تہجد سے روکنے والے ہو....تم اُٹھانے والے کیسے بن گئے؟ شیطان نے جواب دیا کہ بات دراصل یہ ہے کہ گزشتہ رات میں نے آپ کو تہجد کے وقت سلا دیا اور آپ کی تہجد کا ناغہ کرادیا ....لیکن سارا دن آپ تہجد چھوٹنے پر روتے رہے....اور استغفار کرتے رہے....جس کے نتیجے میں آپ کا درجہ اتنا بلند ہو گیا کہ تہجد پڑھنے سے بھی اتنا بلند نہ ہوتا....اس سے اچھا تو یہ تھا کہ آپ تہجد ہی پڑھ لیتے....اس لیے آج میں خود آپ کو تہجد کے لیے اُٹھانے آیا ہوں تا کہ آپ کا درجہ مزید بلند نہ ہو جائے......(ارشادات اکابر)

اللہ تعالیٰ کی مغفرت کا عجیب واقعہ

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مشہور واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے ننانوے آدمیوں کو قتل کر دیا تھا... اس کے بعد اس کو توبہ کی فکر لاحق ہوئی... اب سوچا کہ میں کیا کروں.... چنانچہ وہ عیسائی راہب کے پاس گیا... اور اس کو جا کر بتایا کہ میں نے اس طرح ننانوے آدمیوں کو قتل کر دیا ہے تو کیا میرے لیے توبہ کا اور نجات کا کوئی راستہ ہے؟ اس راہب نے جواب دیا کہ تو تباہ ہو گیا اور اب تیری تباہی اور ہلاکت میں کوئی شک نہیں.... تیرے لیے نجات کا اور توبہ کا کوئی راستہ نہیں ہے.... یہ جواب سن کر وہ شخص مایوس ہو گیا... اس نے سوچا کہ ننانوے قتل کر دیئے ہیں ایک اور سہی.... چنانچہ اس راہب کو بھی قتل کر دیا اور سو کا عدد پورا کر دیا لیکن دل میں چونکہ توبہ کی فکر لگی ہوئی تھی اس لیے دوبارہ کسی اللہ والے کی تلاش میں نکل گیا... تلاش کرتے کرتے ایک اللہ والا اس کو مل گیا اور اس نے جا کر اپنا سارا قصہ بتایا اس نے کہا کہ اس میں مایوس ہونے کی ضرورت نہیں... اب تم پہلے توبہ کرو اور پھر اس بستی کو چھوڑ کر فلاں بستی میں چلے جاؤ... اور وہ نیک لوگوں کی بستی ہے ان کی صحبت اختیار کرو چونکہ وہ توبہ کرنے میں مخلص تھا اس لیے وہ اس بستی کی طرف چل پڑا... ابھی وہ راستے ہی میں تھا کہ اس کی موت کا وقت آ گیا......

روایات میں آتا ہے کہ جب وہ مرنے لگا تو مرتے مرتے بھی اپنے آپ کو سینے کے بل گھسیٹ کر اس بستی کے قریب کرنے لگا جس بستی کی طرف وہ جا رہا تھا تاکہ میں اس بستی سے زیادہ سے زیادہ قریب ہو جاؤں.... آخر کار جان نکل گئی... اب اس کی روح لے جانے کے لیے ملائکہ رحمت اور ملائکہ عذاب دونوں پہنچ گئے اور دونوں میں اختلاف شروع ہو گیا... ملائکہ رحمت کہنے لگے کہ چونکہ یہ شخص توبہ کر کے نیک لوگوں کی بستی کی طرف جا رہا تھا اس لیے اس کی روح ہم لے جائیں گے.... ملائکہ عذاب کہنے لگے کہ اس نے سو آدمیوں کو قتل کیا ہے اور ابھی اس کی معافی نہیں ہوئی.... لہٰذا اس کی روح ہم لے جائیں گے.... آخر میں اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ یہ دیکھا جائے کہ یہ شخص کون سی بستی سے زیادہ قریب ہے جس بستی سے چلا تھا اس سے زیادہ قریب ہے یا جس بستی کی طرف جا رہا تھا اس سے تھوڑا قریب ہے.... چنانچہ ملائکہ رحمت اس کی روح لے گئے.... اللہ تعالیٰ نے اس کی کوشش کی

برکت سے اس کو معاف فرمادیا...... (صحیح مسلم، کتاب التوبہ، باب توبۃ القاتل، حدیث نمبر ۲۷۶۶)

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ اس کے ذمے حقوق العباد تھے.... لیکن چونکہ اپنی طرف سے کوشش شروع کردی تھی.... اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمادی.... اسی طرح جب کسی انسان کے ذمے حقوق العباد ہوں اور وہ ان کی ادائیگی کی کوشش شروع کردے اور اس فکر میں لگ جائے اور پھر درمیان میں موت آجائے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ وہ اصحاب حقوق کو قیامت کے دن راضی فرمادیں گے......

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے...... (آمین) (جلد ۶ ص ۶۱)

اللہ تعالیٰ کا مسلمان کے ساتھ معاملہ

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مواعظ میں ایک قصہ لکھا ہے کہ ایک شہر میں دو آدمی بستر مرگ پر تھے، مرنے کے قریب تھے، ایک مسلمان تھا اور ایک یہودی تھا.... اس یہودی کے دل میں مچھلی کھانے کی خواہش پیدا ہوئی اور مچھلی قریب میں کہیں ملتی نہیں تھی اور اس مسلمان کے دل میں روغن زیتون کھانے کی خواہش پیدا ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے دو فرشتوں کو بلایا.... ایک فرشتے سے فرمایا کہ فلاں شہر میں ایک یہودی مرنے کے قریب ہے اور اس کا دل مچھلی کھانے کو چاہ رہا ہے.... تم ایسا کرو کہ ایک مچھلی لے کر اس کے گھر کے تالاب میں ڈال دو تاکہ وہ مچھلی کھا کر اپنی خواہش پوری کرلے.... دوسرے فرشتے سے فرمایا کہ فلاں شہر میں ایک مسلمان مرنے کے قریب ہے اور اس کا روغن زیتون کھانے کو دل چاہ رہا ہے اور روغن زیتون اس کی الماری کے اندر موجود ہے تو جاؤ اور اس کا روغن نکال کر ضائع کردو تاکہ وہ اپنی خواہش پوری نہ کرسکے.... چنانچہ دونوں فرشتے اپنے اپنے مشن پر چلے.... راستے میں ان دونوں کی ملاقات ہوگئی.... دونوں نے ایک دوسرے سے پوچھا کہ تم کس کام پر جارہے ہو؟ ایک فرشتے نے بتایا کہ میں فلاں یہودی کو مچھلی کھلانے جارہا ہوں، دوسرے فرشتے نے کہا کہ میں فلاں مسلمان کا روغن زیتون ضائع کرنے جارہا ہوں.... دونوں کو تعجب ہوا کہ ہم دونوں کو دو متضاد کاموں کا حکم کیوں دیا گیا؟ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا اس لیے دونوں نے جاکر اپنا اپنا کام پورا کرلیا.... جب واپس آئے تو دونوں نے عرض کیا کہ یا اللہ! ہم نے آپ کے حکم کی تعمیل تو

کر لی لیکن یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آئی کہ ایک مسلمان جو آپ کے حکم کو ماننے والا تھا اور اس کے پاس روغن زیتون موجود تھا' اس کے باوجود آپ نے اس کا روغن زیتون ضائع کرا دیا اور دوسری طرف ایک یہودی تھا اور اس کے پاس مچھلی موجود نہیں تھی لیکن اس کے باوجود آپ نے اس کو مچھلی کھلا دی؟ اس لیے ہماری سمجھ میں نہیں آئی کہ کیا قصہ ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا کہ تم کو ہمارے کاموں کی حکمتوں کا پتہ نہیں ہے.... بات دراصل یہ ہے کہ ہمارا معاملہ کافروں کے ساتھ اور ہے اور مسلمانوں کے ساتھ کچھ اور ہے....کافروں کے ساتھ ہمارا معاملہ یہ ہے کہ چونکہ کافر بھی دنیا میں نیک اعمال کرتے رہتے ہیں....مثلاً کبھی صدقہ خیرات کر دیا' کبھی کسی فقیر کی مدد کر دی' اس کے یہ نیک اعمال اگرچہ آخرت میں ہمارے ہاں مقبول نہیں ہیں....لیکن ہم ان کے نیک اعمال کا حساب دنیا میں چکا دیتے ہیں تاکہ جب یہ آخرت میں ہمارے پاس آئیں تو ان کے نیک اعمال کا حساب چکا ہوا ہو اور ہمارے ذمے ان کی کسی نیکی کا بدلہ باقی نہ ہو اور مسلمانوں کے ساتھ ہمارا معاملہ جدا ہے وہ یہ کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے گناہوں کا حساب دنیا کے اندر چکا دیں تاکہ جب یہ ہمارے پاس آئیں تو گناہوں سے پاک وصاف ہو کر آئیں......

لہٰذا اس یہودی نے جتنے نیک اعمال کیے تھے ان سب کا بدلہ ہم نے دے دیا تھا...صرف ایک نیکی کا بدلہ دینا باقی تھا اور اب یہ ہمارے پاس آ رہا تھا....جب اس کے دل میں مچھلی کھانے کی خواہش پیدا ہوئی تو ہم نے اس کی اس خواہش کو پورا کرتے ہوئے اس کو مچھلی کھلا دی تاکہ جب یہ ہمارے پاس آئے تو اس کی نیکیوں کا حساب چکا ہوا ہو اور اس مسلمان کی بیماری کے دوران باقی سارے گناہ تو معاف ہو چکے تھے البتہ ایک گناہ اس کے سر پر باقی تھا اور اب یہ ہمارے پاس آنے والا تھا اگر اسی حالت میں ہمارے پاس آ جاتا تو اس کا یہ گناہ اس کے نامہ اعمال میں ہوتا....اس لیے ہم نے یہ چاہا کہ اس کا روغن زیتون ضائع کر کے اور اس کی خواہش کو توڑ کر اس کے دل پر ایک چوٹ اور لگائیں اور اس کے ذریعہ اس کے گناہ کو بھی صاف کر دیں تاکہ جب یہ ہمارے پاس آئے تو بالکل پاک وصاف ہو کر آئے....بہر حال! اللہ تعالیٰ کی حکمتوں کا کون ادراک کر سکتا ہے' کیا ہماری یہ چھوٹی سی عقل ان حکمتوں کا احاطہ کر سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ کی حکمتوں کے تحت کائنات کا یہ نظام چل رہا ہے....ان کی حکمتیں اس کائنات میں متصرف ہیں......(جلد ۷ ص ۱۱۷)

موت اور آخرت کا تصور کرنے کا طریقہ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ ....دن میں کوئی وقت تنہائی کا نکالو.... پھر اس وقت میں ذرا سا اس بات کا تصور کیا کرو کہ میرا آخری وقت آگیا ہے.... فرشتہ روح قبض کرنے کیلئے پہنچ گیا اس نے میری روح قبض کر لی میرے عزیز و اقارب نے میرے غسل اور کفن دفن کا انتظام شروع کر دیا.... بالآخر مجھے غسل دے کر کفن پہنا کر اٹھا کر قبرستان لے گئے.... نماز جنازہ پڑھ کر مجھے ایک قبر میں رکھا' پھر اس قبر کو بند کر دیا اور اوپر سے منوں مٹی ڈال کر وہاں سے رخصت ہو گئے.... اب میں اندھیری قبر میں تنہا ہوں.... اتنے میں سوال و جواب کیلئے فرشتے آگئے وہ مجھ سے سوال و جواب کر رہے ہیں....

اس کے بعد آخرت کا تصور کرو کہ مجھے دوبارہ قبر سے اٹھایا گیا.... اب میدان حشر قائم ہے تمام انسان میدان حشر کے اندر جمع ہیں وہاں شدید گرمی لگ رہی ہے.... پسینہ بہہ رہا ہے' سورج بالکل قریب ہے.... ہر شخص پریشانی کے عالم میں ہے اور لوگ جا کر انبیاء علیہم السلام سے سفارش کرا رہے ہیں کہ.... اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں کہ حساب و کتاب شروع کیا جائے.... پھر اسی طرح حساب و کتاب .... پل صراط اور جنت اور جہنم کا تصور کرے روزانہ فجر کی نماز کے بعد تلاوت' مناجات مقبول.... اور اپنے ذکر و اذکار سے فارغ ہونے کے بعد تھوڑا سا تصور کر لیا کرو کہ یہ وقت آنے والا ہے.... اور کچھ پتہ نہیں کب آجائے کیا پتہ آج ہی آجائے.... یہ تصور کرنے کے بعد یہ دعا کرو کہ یا اللہ! میں دنیا کے کاروبار اور کام کاج کیلئے نکل رہا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ ایسا کام کر گزروں .... جو میری آخرت کے اعتبار سے میرے لئے ہلاکت کا باعث ہو.... روزانہ یہ تصور کر لیا کرو.... جب ایک مرتبہ موت کا دھیان اور تصور دل میں بیٹھ جائے گا.... تو ان شاء اللہ اپنی اصلاح کرنے کی طرف توجہ اور فکر ہو جائے گی...... (جلد ۷ ص ۲۷۶)

توبہ سے دل کا غسل

اگر آپ نے اپنے دل میں پکا ارادہ کرلیا کہ رب کریم! آج میں نے اپنے سب گناہوں سے توبہ کرلی تو سمجھ لیجئے کہ ہم نے اپنے دل کو دھولیا اور ہم نے اپنے آپ کو اللہ رب العزت کے قریب کردیا...... جب تک گناہوں کو نہیں چھوڑیں گے اس وقت تک اللہ رب العزت کا وصل نصیب نہیں ہوگا...... یہی وجہ ہے کہ ہمارے مشائخ کے پاس جب بھی کوئی آتا ہے تو وہ سب سے پہلا کام ہی یہ کرواتے ہیں کہ بھئی! اپنے گناہوں سے توبہ کرو...... اچھا' بعض اوقات شیطان دل میں یہ بات ڈالتا ہے کہ تو فلاں گناہ نہیں چھوڑ سکتا' تو بھئی! اپنے آپ کو سمجھائیں کہ اگر ہم گناہ نہیں چھوڑ سکتے تو اللہ تعالیٰ تو ہم سے گناہ چھڑوا سکتے ہیں کیونکہ ہمارے دل ان کی انگلیوں کے درمیان میں ہیں......

یقلبها کیف یشاء (اللہ تعالیٰ جیسے چاہتے ہیں دلوں کو پھیر دیتے ہیں)

اگر اللہ تعالیٰ نے دلوں کو پھیر دیا تو پھر گناہوں کو چھوڑنا آسان ہو جائے گا...... اس لئے توبہ کرنے کی سچی پکی نیت کر لیجئے اور گناہ کو چھوڑنے کا ارادہ کر لیجئے...... بھلے کوئی بندہ روز گناہ کرتا ہے' پھر بھی وہ توبہ کی نیت کر لے...... اس کے دو فائدے ہوں گے...... ایک فائدہ تو یہ کہ اس توبہ کی وجہ سے آج تک جتنے گناہ کئے وہ تو معاف ہو جائیں گے اور پچھلا حساب بے باک ہو جائے گا...... یہ تو فائدہ ہے ہی سہی اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت مدد فرما کر آئندہ بھی حفاظت فرما دیں گے...... اول تو دو فائدے ملیں گے ورنہ ایک فائدہ تو لازمی ملے گا...... لہٰذا توبہ ایک ایسا عمل ہے جو ہر وقت کرتے رہنا چاہئے تاکہ اس توبہ سے ہمارے سابقہ سب گناہ معاف ہو جائیں...... ورنہ شیطان کئی دفعہ ورغلاتا ہے اور کہتا ہے کہ...... ''نو سو چوہے کھا کر بلی حج کو چلی''...... شیطان ذہن میں ایسی بات ڈال دیتا ہے کہ میں تو روزانہ گناہ کرتا ہوں...... میں کیسے توبہ کر سکتا ہوں...... بھئی! سچی بات یہ ہے کہ مشائخ نے فرمایا ہے کہ

صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

میرے بندے! سو دفعہ توبہ کی سو دفعہ توڑ بیٹھا تو اب بھی میرے در پہ آ جا میرا در کھلا ہے، تو توبہ کرے گا تو میں تیری توبہ قبول کر لوں گا......

ہم تو ایسے سوچنا شروع کر دیتے ہیں کہ جیسے ہم نے بخشنا ہوتا ہے...... اگر ہم نے کسی کو بخشنا ہوتا تو پھر واقعی ہم تو اتنی سی غلطی بھی معاف نہ کرتے...... او خدا کے بندے! اللہ تعالیٰ نے بخشنا ہے اور اللہ رب العزت کی ذات بڑی رحیم و کریم ہے...... بندے سے معافی مانگنی ہوتی تو یہ بڑا مشکل کام تھا...... شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی ہوتی ہے...... البتہ جو حقوق بندوں کے تلف کئے ہیں وہ تو بندوں سے ہی بخشوانے ہیں...... لہٰذا اگر آپ محسوس کرتے ہیں کہ آپ نے کسی کا دل دکھایا ہے اور کسی کا حق مارا ہے تو اس بندے سے معافی مانگ لیجئے کیونکہ دنیا کی شرمندگی تھوڑی ہے اور آخرت کی شرمندگی بڑی اور بری ہے......

دل مغموم کو مسرور کر دے دل بے نور کو پر نور کر دے
مرا ظاہر سنور جائے الٰہی مرے باطن کی ظلمت دور کر دے

جب رات ہوتی ہے تو میں خوش ہوتا ہوں کہ خلوت نصیب ہوتی ہے...... جب صبح ہوتی ہے تو میں غمگین ہوتا ہوں کہ اب لوگ آئیں گے اور مخل عبادت ہو کر مبتلائے تشویش کریں گے...... (حضرت فضیلؒ) (شمارہ ۸۰)

حصہ دوم

ازافادات: عارف باللہ

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ

کے تمام خطبات' مواعظ اور ملفوظات سے منتخب

ارشادات کا مجموعہ کتاب ''اللہ کی تلاش'' سے انتخاب

تمناؤں کا خون کرو

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! اللہ تعالیٰ کے نام پر کہتا ہوں ...... اللہ تعالیٰ پر مرنا سیکھ لو...... اپنی خواہشات کا خون کرنا سیکھ لو...... جس طرح سورج کی سرخی سے آسمان سرخ ہوتا ہے...... اسی طرح دل کا آسمان خواہشات کا خون کرنے سے سرخ ہوتا ہے...... اور وہ دل مولیٰ کو پالیتا ہے......

دوستو! ایک دن آئے گا کہ آپ نہ بھی چاہو گے پھر بھی تمناؤں کا خون کرنا پڑے گا ...... موت آتے ہی خون تمنا ہو جائے گا...... مگر اس وقت کوئی انعام نہیں ملے گا...... اسی لئے دوستو! جیتے جی مالک پر مر جاؤ...... ایک شخص نے مجھ سے پوچھا: ''آپ کا مزاج کیسا ہے؟''

میں نے کہا: ''مر مر کر جی رہا ہوں اور جی جی کر مر رہا ہوں ...... اللہ کے لئے بُری خواہشات کو مارتا ہوں اور پھر اللہ کے لئے مر مر کر جیتا ہوں......''

مرتا ہوں اس کیلئے کہ جی جاؤں　　　اور جیتا ہوں اس لئے کہ مر جاؤں

جو اللہ تعالیٰ کے لئے بُری خواہشات کا گلا گھونٹتا ہے...... اللہ تعالیٰ اس کو حیات طیبہ عطاء فرماتے ہیں...... چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں...... ہم اس کو بالطف زندگی دیتے ہیں

مذکورہ آیت میں اہل تقویٰ کے لئے اعلان فرمایا گیا:

''کہ تم اپنی بُری خواہش کو توڑ دو...... اللہ والے بن جاؤ......''

تو ہم تم کو...... بالطف...... مزیدار...... پرسکون ......زندگی دیں گے...... جولذت اورلطف خالق لذت خود تحفہ میں دے اس میں کیسی لذت ہوگی......اس لذت کی اس ظالم سے بے وفا کو کیا خبر جواللہ تعالیٰ پر مرمٹنا......خون تمنا پینا جانتا ہو......

اور جو شخص حرام لذت کو نہیں چھوڑتا......خون تمنا نہیں پیتا......نفس کی ہر حرام خواہش کو جانور کی طرح پورا کر لیتا ہے...... ہر وقت گناہوں سے چمٹا رہتا ہے......تو کیا ہوگا؟......

اس نافرمان کی ساری زندگی تڑپ تڑپ کر ختم ہو جائے گی......

اللہ تعالیٰ کو پانے کے لئے جان کی بازی لگادو

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! جان دے دو پر مالک کو ناراض نہ کرو......آج جان کی بازی لگا کر...... اعلان کردو......کہ اے نفس! ہم تجھ کو تو ناراض کردیں گے......مگر اللہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کریں گے

کیونکہ اے نفس! تو نے مجھے پیدا نہیں کیا......کیونکہ اے نفس! تو نے مجھے آنکھیں نہیں دیں...... کیونکہ اے نفس! تو میرا خالق حیاۃ نہیں ہے......جس نے حیات دی میں اس کا غلام ہوں......تیرا غلام نہیں ہوں......میرا شعر ہے۔

خوشی پر ان کی جینا اور مرنا ہی محبت ہے یہی مقصود حقیقی ہے' یہی منشاء عالم ہے

دوستو! ہر سال نفلی حج سے افضل بدنظری سے بچنا ہے...... ہزاروں عبادتوں سے افضل عمل گناہ چھوڑ دینا ہے......عبادت زیادہ ہو اور گناہ بھی ہوں تو پکڑ ہوگی......نفلی عبادات کم ہوں مگر گناہ نہ ہوں یہ اللہ تعالیٰ کا دوست ہے...... ہر سال کعبہ کی طرف جانے والو! کعبہ والے کو خوش رکھو......پھر کعبہ والا آپ کے دل ہی میں آجائے گا......

اللہ سے دوستی کی لذت

دوستو! اس راستہ میں اتنا مزہ ہے...... کہ وہ مزہ سلاطین کے تخت وتاج کو بھی حاصل نہیں ...... جو سورج اور چاند کو حاصل نہیں ...... جو بریانی اور شامی کباب کھانے والوں کو حاصل نہیں......اور جو دنیا بھر کی حرام خوشیاں لینے والوں کو حاصل نہیں ......اللہ تعالیٰ خالق لذات کائنات ہے......وہ شخص بے وقوف اور احمق ہے اور انٹرنیشنل گدھا ہے جو اپنے قلب

کوغیر اللہ پر فدا اور برباد کر رہا ہے..... مرنے کے بعد تم نے اگر اختر کی قدر کی تو کیا قدر کی۔

ناممکن ہے کہ کوئی شخص اللہ والوں کے ساتھ سچے دل سے رہے اور اسے اللہ نہ ملے یہ ناممکن ہے..... جو شخص گناہوں سے بچنے کیلئے جان کی بازی لگا دیتا ہے وہ کامیاب ہو گیا ..... جو اللہ کو حاصل کرنے کیلئے جان لگا دیتا ہے..... وہ غیر اللہ سے جان چھڑا لیتا ہے.....

دوستو! جو شخص جان کی بازی لگانے سے بچتا ہے اور حرام خواہشات کو نہیں پیتا..... اور کچھ نماز روزہ بھی کر لیتا ہے..... مگر مرنے والوں پر بھی مرتا ہے..... یہ ظالم اللہ کے خزانہ محبت سے محروم ہونے کے راستہ پر چل رہا ہے.....

مولانا رومی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''اے اللہ! بغیر آپ کی مدد کے ہم آپ کو نہیں پا سکتے جب تک اللہ کا فضل..... اللہ کی رحمت..... اللہ کی مشیت نہ ہو تم پاک نہیں ہو سکتے''

یہ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے..... لہٰذا وتر سے پہلے دو رکعت صلوٰۃ الحاجات و صلوٰۃ التوبہ پڑھا کرو..... اس میں دن بھر کی خطاؤں سے معافی مانگو.....

اور اپنی حاجات بھی مانگو..... مگر تمام حاجتوں میں سب سے اول یہ مانگو۔

اے اللہ آپ ہمارے ہو جائیں اور ہم آپ کے بن جائیں

''من کان للہ کان اللہ لہ'' جو اللہ کا بن جاتا ہے اللہ بھی اس کے بن جاتے ہیں

اور جس کو اللہ مل گیا دوستو! اس کو ساری دنیا مل گئی..... اور جس کو اللہ اپنا بنالیں پھر کس کی طاقت ہے اسے اللہ سے دور کر دے..... پھر سارے عالم کو گمراہ کرنے والے بھی مل کر اسے گمراہ نہیں کر سکتے..... دوستو! افسوس آج ہم اللہ سے ساری دنیا مانگتے ہیں..... پر اللہ کو نہیں مانگتے..... ارے مانگنے میں کیا جاتا ہے..... اس میں بھی کنجوسی کرتے ہیں..... جو ظالم کینسر کے مرض میں ہے وہ تو کینسر سے شفا مانگتا ہے.....

مگر یاد رکھو! اللہ کی نافرمانی سے بڑھ کر کوئی کینسر نہیں ہے..... اللہ کے غضب کے اعمال میں ایک سانس جینا بھی خسارہ ہے اور جو سانس پالنے والے..... مہربان..... مالک ..... پر فدا ہوا اس سے بہتر کوئی سانس نہیں.....

اللہ کو چھوڑ کر کٹی پتنگ مت بنو

ارشاد فرمایا کہ: جو شخص اپنے پالنے والے اللہ کو گناہ کر کے راضی کرتا ہے...... وہ بے چین اور بے سکون زندگی گزارتا ہے...... دوستو پری (یعنی حسینہ) کو دیکھنے کے بعد جو پریشانی آتی ہے...... وہ بے انتہا شدید ہوتی ہے...... اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے کے بعد گناہگار کٹی ہوئی پتنگ ہو جاتا ہے......کٹی ہوئی پتنگ کی طرح اس کی کوئی منزل نہیں ہوتی

جب اللہ سے کٹ گیا تو لڑکیوں کے چکر میں آگیا......سینما کے چکر میں آگیا...... دولت کے نشہ میں نماز روزہ بھول گیا...... جس چیز کو چھوڑنا ہے اس سے کثرت محبت نادانی ہے...... فیکٹری کو جسم کے ساتھ رکھو......دل کے ساتھ فیکٹری کو مت رکھو......

حکیم الامت رحمہ اللہ نے ایک صاحب سے فرمایا: دنیا کی محبت پر اللہ تعالیٰ کی محبت غالب آنے سے پہلے...... جیسے فیکٹری والے کا جسم نماز کے وقت مسجد ہوتا ہے مگر دل فیکٹری میں ہوتا ہے...... مگر اب اللہ تعالیٰ کی محبت آنے کے بعد جسم فیکٹری میں ہے مگر دل مسجد کی طرف اٹکا ہوا...... کہ کب نماز کا وقت ہو اور محبوب سے ملاقات کے لئے جاؤں......

ایک جگہ میں نے یہ جملہ یوں بیان کیا تو ایک پروفیسر میرے پاس آیا کہ میرا حال بالکل یہ ہے کہ میں کٹی ہوئی پتنگ کی طرح پریشان رہتا ہوں...... پتنگ کٹنے کے بعد اس کی رفتار بتا دیتی ہے کہ اس کا تعلق ختم ہو چکا ہے...... جو بندہ اللہ سے غافل ہو جاتا ہے وہ بھی کٹی ہوئی پتنگ کی طرح ہو جاتا ہے......ارشاد فرمایا کہ جو دل کو اللہ پر فدا کرتا ہے وہ بے مثال سکون پاتا ہے اور ایسا ہو جاتا ہے جیسے ماں کی گود میں بچہ بے فکر ہو کر...... سکون سے سو جاتا ہے......اسی طرح جو بندہ اللہ کی محبت کو پیتا رہتا ہے وہ ایسا ہی سکون پاتا ہے جیسے بچہ ماں کی گود میں سکون پاتا ہے......

گناہوں سے بچنے کی طاقت اور اللہ کی مدد

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! کوئی بھی انسان اپنی طاقت سے اللہ کا راستہ طے نہیں کر سکتا...... جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی مدد نہ آجائے...... کیونکہ خدا کا راستہ غیر محدود ہے اور تمہاری طاقت محدود ہے......تو اپنی محدود طاقت میں حق تعالیٰ کی غیر محدود یاری اور مدد حاصل کر لو...... اللہ تعالیٰ

فرماتے ہیں: ''کہ میرے بندو! تم اپنی طاقت اختیاریہ پر ناز مت کرو...... کیونکہ تم اپنی طاقت اختیاریہ کو استعمال کرنے اور اختیار کرنے میں ہمارے کرم کے محتاج ہو......'' مثال کے طور پر جنگل میں ایک طرف ایک حسینہ کھڑی ہے......اور اس کے برابر میں جنگل کا شیر کھڑا ہے...... شیر نے ایک دھاڑ ماری اور کہا: ''ہاؤ آریو؟'' ...... یہ سمجھا کہ مجھے کہہ رہا ہے: کھاؤں تجھے......

اب اس شخص میں حسینہ کو دیکھنے کی طاقت ہے...... گناہ کی طاقت ہے......مگر شیر کے خوف اور عظمت کی وجہ سے طاقت کو استعمال نہیں کر رہا......

اللہ کا ارادہ ولایت

ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں: ''مَنْ یُرِدِ اللّٰهُ اَنْ یَهْدِیَه''

اے دنیا والو! تم اپنے ارادہ کی طرح میرے ارادہ کو کمزور مت سمجھو! کہ تمہارا ارادہ روزانہ ٹوٹتا ہے...... کہ گناہ نہیں کریں گے...... پھر گناہ کر کے ارادہ کو توڑ لیتے ہو......

میرا ارادہ تمہارے ارادہ کی طرح نہیں ہے جس کی ہدایت کا میں ارادہ کرتا ہوں...... وہ ضرور ہدایت پا جاتا ہے...... ہے کوئی طاقت جو اللہ کے ارادہ کو بامراد نہ ہونے دے......

اللہ تعالیٰ نے آگے فرمایا: ''یَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ''

کہ جس کو میں اپنا بنانے کا ارادہ کرتا ہوں ...... اس کو اپنی مکمل فرمانبرداری کے لئے حوصلہ اور ہمت بھی عطاء کرتا ہوں ...... پھر اس میں سے......لومڑیت ...... ہیجڑا پن ختم ہو کر شیرانہ مزاج ہو جاتا ہے...... یہاں ''اسلام'' سے مراد فرمانبرداری ہے یعنی میرا کوئی فرمان ایسا نہیں ہوتا جس میں وہ دم دبا کر لومڑی کی طرح بے غیرت بن کر بھاگ جاتا ہے......

اللہ کا ارادہ ولایت کیسے ملتا ہے؟

ارشاد فرمایا کہ: اللہ کا ارادہ ولایت ...... رونے سے ملتا ہے...... مانگنے سے ملتا ہے ...... جو جتنا رو رو کر اللہ کو مانگے گا......سمجھ لو کہ اس کو اللہ مل گیا......

کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ مانگتا ہے ‏ ‏ ‏ اے خدا میں تجھ سے ہوں طلبگار تیرا

اور پھر میرے شعر پر عمل کرو۔

کیا ہے رابطہ آہ فغاں سے　　زمین کو کام ہے کچھ آسماں سے

اگر اللہ کو پانا چاہتے ہو تو رویا کرو...... مگر سجدہ میں...... رات کی تنہائی میں...... شاعر کہتا ہے۔

رو رو کہ میں ان کو مناؤں گا　　اپنی بگڑی یوں بناؤں گا

اپنے رب سے کہو: اے اللہ! آپ نے اپنے ارادہ ہدایت کو اس آیت میں تو نازل فرما دیا...... مگر ہم کیسے آپ کا ارادہ پائیں گے...... آپ کا ارادہ تو ہم آپ کے دینے سے ہی پائیں گے...... آپ کو پانے کا ارادہ ہمارے اختیار میں نہیں ہے...... جب آپ نافرمانی کے باوجود ہمیں روٹی کھلا رہے ہیں تو پھر اپنی صفت رحمت کے صدقہ میں ہم کو اپنا بھی بنالیں۔

اللہ کے سچے عاشق کی شان

ارشاد فرمایا کہ: اللہ کے عاشقوں کی شان ہے کہ عین شباب کے عالم میں ان حسینوں پر نظر نہیں ڈالتے...... جانتے ہیں کہ یہ سب دھوکہ ہے...... ایک دن بڑھاپا آجائے گا تو ان کی شکل بگڑ جائے گی...... اور ہر وقت ان کا دھیان اللہ کی طرف لگا رہتا ہے...... مولانا رومیؒ فرماتے ہیں:

جو جانور ہیں وہ ہمیشہ نیچے دیکھتے ہیں گائے بیل ہمیشہ نیچے دیکھتے ہیں...... اور کبوتر اور باز ہمیشہ اوپر دیکھتا ہے...... کبوتر کا بچہ جو آج پیدا ہوا لیکن آپ اس کو دیکھئے پر نہیں ہیں...... بازو نہیں ہیں...... طاقت پرواز نہیں ہے...... مگر دید پرواز اس کو حاصل ہے...... اس کی آنکھیں آسمان کی طرف لگی رہتی ہیں...... کیونکہ وہ انتظار کر رہا ہے کہ اے اللہ! آپ مجھے کب پر عطاء کریں گے کہ آپ کی طرف پرواز کروں...... یہ مثال دے کر مولانا رومیؒ فرماتے ہیں:

وہ لوگ خوش قسمت ہیں جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف انابت اور توجہ رکھتے ہیں اور اپنی قوت پرواز کو گناہوں پر ضائع نہیں کرتے...... اور اپنے برے ارادہ اور بری خوشیوں کو توڑ کر وہ اسٹیم اور پٹرول بناتے رہے اور طاقت پرواز بناتے رہتے ہیں...... جب وہ حرام خوشیوں کو توڑتے ہیں تو اسی وقت اللہ تعالیٰ ان کی روح میں نور پیدا کرتا ہے...... اور طاقت پرواز دیتا ہے...... جس کی برکت سے...... ہر وقت ان کے دل میں اللہ رہتا ہے......

عشق مجازی کے گناہ کا عبرتناک انجام

نظر کی حفاظت فرض ہے

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے پیار کرتے ہیں...... محبت کرتے ہیں اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں نظر بازی سے منع کر دیا ہے...... اللہ تعالیٰ کے سامنے رومانٹک دنیا کی مکمل تاریخ ہے...... آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک آنے والے مجنوں اور عاشق اللہ کے سامنے ہیں...... اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ عشق مجازی تباہی کا راستہ ہے......

کتنے لوگ اس میں تباہ ہو گئے...... کتنے لوگ خودکشی کر چکے...... کتنے لوگوں کا سکون خراب ہو گیا...... کتنے لوگوں کی نیند حرام ہو گئی...... کتنے لوگ اپنے ماں باپ سے دور ہو گئے...... کتنے لوگ بال بچوں اور بیوی سے دور ہو گئے...... تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اس عذاب اور لعنت سے بچانے کے لئے نظر کو بچانا فرض کر دیا ہے......

نظر کی حفاظت پر بالطف زندگی کا انعام

ارشاد فرمایا کہ دوستو! جو نظر کی حفاظت کر لے گا...... گناہ چھوڑ دے گا...... اعمال صالحہ کرے گا...... تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ میں اپنے ان سچے عاشقوں کو بالطف زندگی دوں گا...... اور جس کو اللہ تعالیٰ بالطف اور مزیدار زندگی دے گا اس کا کیا کہنا...... تم لوگ حرام خوشیوں سے منہ کالا کرتے رہے...... مگر جس کو اللہ تعالیٰ بالطف زندگی دیتا ہے...... اس کی زندگی کے عالم کا کیا کہنا......

دیدار خداوندی کا لطف

ارشاد فرمایا کہ دوستو! جو لوگ اپنی حرام خواہشات کا خون کر لیتے ہیں...... خون تمنا کو پی لیتے ہیں...... ان کو: "بلقاء مولیٰ......"

ان سچے عاشقوں کو آخرت میں اللہ تعالیٰ اپنا دیدار کرائیں گے...... جب جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو گا تو کسی جنتی کو کوئی حور یاد نہ آئے گی...... شہد اور دودھ کی نہریں ان کو یاد نہیں آئیں گی...... جنت کی کسی نعمت کا ان کو اس وقت خیال ہی نہ آئے گا...... حتیٰ کہ جنتی

خوبصورت حوروں تک کو بھول جائیں گے......

وجہ کیا ہے؟......وہ اللہ خالق حسن ہے......حسن اور نعمتوں کو بنانے والا ہے......

گناہوں سے بچنے کے انعامات

گناہ سے بچنے کا پہلا انعام! بالطف زندگی......

دوسرا انعام: سایہ عرش ملے گا......تیسرا انعام: جنت میں داخلہ مل جائے گا......

اور یاد رکھو! جو لوگ گناہوں بھری زندگی گزارتے ہیں......پھر توبہ کر کے تقویٰ اختیار کر لیتے ہیں......وہ بھی اہل تقویٰ میں سے ہیں......بشرطیکہ توبہ ندامت قلب سے ہو......

کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: "اَلنَّدَمَةُ اَلتَّوْبَةُ"

توبہ دل کی ندامت کا نام ہے......ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں: "جو گناہوں سے توبہ کر لے......استغفار کر لے......حق تعالیٰ متقیوں ہی کے درجہ میں اس کو رکھیں گے......"

قربانی کے ساتھ نفس کی قربانی بھی کرو

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! جس طرح صاحب نصاب پر قربانی واجب ہے......اسی طرح صاحب نصاب قوت نفس......یعنی جن کے نفس میں گناہ کرنے کی طاقت ہے......یہ بھی صاحب نصاب ہیں......یہ اپنی بُری خواہشات کی قربانی کر دیں......ان شاء اللہ تعالیٰ یہ اللہ تعالیٰ کے دوست بن جائیں گے......یہ نصاب آپ ہر جگہ نہیں سنیں گے......

قربانی کیلئے پیسوں کی ضرورت ہے......مگر اللہ تعالیٰ کے لئے نفس کی قربانی بغیر پیسہ کے واجب ہے......لہٰذا نفس کی حرام خواہشات کو ذبح کرنے کی بھی مشق کرو۔

جب گناہ نہیں چھوڑتے تو استغفار بھی نہ چھوڑو

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! استغفار کثرت سے کرو! جب بُرائی نہیں چھوڑتے تو بھلائی کیوں چھوڑ دیتے ہو؟ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ میں سہارنپور میں ایک جگہ گیا تو باہر دو آدمی گفتگو کر رہے تھے......ایک نے دوسرے سے کہا: میں نے فلاں کو 100 مرتبہ کہا کہ نماز پڑھا کر

......مگر ظالم نے نماز ہی نہیں پڑھی......تو میں نے کہنا ہی چھوڑ دیا......دوسرے نے جواب دیا: اس بے نمازی نے تو بُرا کام نہ چھوڑا......تم نے بھلا کام کیوں چھوڑ دیا؟

باوضو رہنے کی عادت بناؤ!

ارشاد فرمایا کہ میرے شیخ شاہ عبدالغنیؒ پھولپور سے پانچ میل باوضو جاتے تھے اپنے تانگہ پر......اس وقت کوئی ساتھ نہیں ہوتا تھا......حضرت آٹا......نمک وغیرہ ساتھ لے لیتے تھے ......حضرت مدرسہ کا نمک بھی نہیں چکھتے تھے......حتیٰ کہ لکڑی بھی استعمال نہیں کرتے تھے......

جب مدرسہ کی لکڑی جل جاتی تھی......کوئلہ رہ جاتا تھا......اس پر اپنا کھانا پکوا لیتے تھے ......پانچ میل تلاوت کرتے ہوئے گزرتے تھے......راستہ میں جہاں گندگی آتی تھی...... بھینس اور گائے کا گوبر آتا تھا تو حضرت وہاں خاموش ہو جاتے تھے......اور فرماتے تھے:

''امام محمدؒ نے فرمایا کہ جہاں بدبو ہو......غلاظت ہو......وہاں اللہ کا نام لینے میں اندیشہ کفر ہے......لہٰذا جہاں بدبو آ رہی ہو وہاں اللہ کا نام مت لو......تلاوت اور ذکر بند کر دو ......بلکہ خوشبو لگا کر ذکر کیا کرو......

گناہ چھوڑنے کا آسان نسخہ

ارشاد فرمایا کہ: میرے شیخ دامت برکاتہم نے فرمایا: ایک راستہ ایسا بھی ہے کہ گناہ چھوڑنا نہیں پڑے گا...... بلکہ خود چھوٹ جائے گا......وہ کیا راستہ ہے؟

اللہ والوں کے ساتھ رہو......اہل تقویٰ کے ساتھ رہو......اہل یقین کے ساتھ رہو ......اہل محبت وعشق کے ساتھ رہو......اللہ کے عاشقوں کے ساتھ رہو......تو پھر لیلیٰ کے عاشقوں سے نجات مل جائے گی......بھنگی پاڑے میں رہ کر بدبو سے نجات نہیں ملے گی...... بلکہ بھنگی پاڑے کو چھوڑنا پڑے گا......جب خوشبو کا (صحبت اہل اللہ) ماحول ملے گا تو بدبو سونگھنے کی عادت خود بخود چھوٹ جائے گی......

بشرطیکہ اس پھولوں کے ماحول میں خفیہ خفیہ جیب سے گناہوں کی ڈبیہ کو سونگھتا نہ ہو......

گناہوں کے تصورات نہ لیتا ہو...... مثلاً ایک مرید اللہ والے کے ساتھ جا رہا تھا...... بازار سے جاتے ہوئے نمکین چیز کو دیکھ رہا ہے...... تو یہ شخص پھولوں میں رہتے ہوئے بھی ناکام ہے......

مولیٰ کو پانے والا لیلیٰ کو نہیں دیکھتا

ارشاد فرمایا کہ: اپنے شیخ شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ کو اختر نے دس سال تک دیکھا کہ کبھی بھی حضرت نے بازار سے گزرتے ہوئے دائیں بائیں نہیں دیکھا...... کہ یہ مٹھائی کی دکان ہے...... یا کپڑے کی...... جو شخص مولیٰ کو دل میں رکھتا ہے وہ ادھر ادھر آنکھوں کے تالے نہیں کھولتا...... بلکہ خود اپنے دل کے حال پہ مست رہتا ہے...... آپ بتاؤ بریانی اور شامی کباب کھانے والا...... باسی روٹی اور سڑا ہوا کھانا دیکھے گا......

تو جو شخص مولیٰ کو دل میں رکھتا ہے وہ سڑنے والی لاشوں کو نہیں دیکھتا......

جو بدنظری کرتا ہے...... ادھر ادھر جھانکتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا دل مولیٰ کی محبت سے خالی ہے جب اعلیٰ نعمت حاصل ہوتی ہے تو ادنیٰ نعمتوں سے بے توجہی ہو جاتی ہے...... جب سورج نکلتا ہے تو کوئی ستاروں کو نہیں دیکھتا......

جب مہر نمایاں ہوا سب چھپ گئے تارے   وہ ہم کو بھری محفل میں بھی تنہا نظر آئے

دوستو! یہ نہ سمجھنا کہ شیخ سمجھتا نہیں...... واللہ! قسم کھا کر کہتا ہوں: ''جس کو اللہ تعالیٰ دین کی خدمت کی سعادت دیتا ہے...... اس کو فراست بھی دیتا ہے...... جس دن مرید کو نسبت عطا ہوتی ہے...... شیخ کو خبر لگ جاتی ہے...... شیخ اس کے چہرہ سے سمجھ جاتا ہے...... آج اس کو اللہ تعالیٰ مل گیا ہے''

بتاؤ بھئی دریا پانی لبالب ہو اور دریا کو پتہ نہ چلے...... اللہ والوں کی شان یہ ہے کہ کئی میلوں سے ان کا نور اور ان کی ٹھنڈک محسوس ہو جاتی ہے......

اللہ والے ہر وقت باخدا رہتے ہیں

ارشاد فرمایا کہ: خواجہ صاحب نے حکیم الامت سے پوچھا کہ ہر وقت باخدا رہنا تو بہت مشکل ہے...... حکیم الامت نے جواب میں فرمایا: ''خواجہ صاحب ایک بوڑھی عورت جا رہی ہے اور اس کے سر پر گھڑا ہے...... اور گھڑے پر ایک اور گھڑا ہے...... ایک گھڑا پانی کا ہے...... اس پر ہاتھ رکھا ہوا ہے مگر اوپر والے کا رابطہ ہاتھ سے نہیں...... دل سے رکھا ہوا ہے...... اگر اس

کا دل دوسرے گھڑے سے غافل ہو جائے تو وہ گھڑا گر جائے گا..... اس کا دل اس کے توازن کو قائم کیے ہوئے ہے..... ''ایسے ہی اللہ والے اپنے سے اللہ تعالیٰ کا رابطہ ہر وقت رکھتے ہیں......

مصیبتوں کے ہجوم سے نکلنے کا نبوی راستہ

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے..... جو شخص استغفار کو لازم کر لیتا ہے..... تو کیا انعام ملے گا؟ ''جَعَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِكُلِّ ضِيْقٍ مَخْرَجًا ......''

کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہر تنگی سے نکال دیں گے ...... جو شخص مصیبتوں سے نہ نکل رہا ہو..... وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بتایا ہوا وظیفہ پڑھے..... تو ان شاء اللہ ہر ہر پریشانی..... راحت میں بدل جائے گی..... کیونکہ شفاء کا اور راحت کا نسخہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے ذریعہ بتایا ہے......

میرے شیخ شاہ ابرار الحق صاحبؒ نے فرمایا کہ: ''بعض لوگ گناہ نہیں چھوڑتے ...... مگر وظیفہ بہت پڑھتے ہیں..... داڑھی بھی منڈا رہے ہیں..... ٹی وی بھی دیکھ رہے ہیں...... شلوار بھی ٹخنوں سے نیچے رکھتے ہیں..... نامحرم عورتوں سے پردہ بھی نہیں کرتے ..... تصویر بھی کھنچواتے ہیں..... گانا بھی سنتے ہیں..... سود کی کمائی بھی کھا رہے ہیں اور پریشان بھی ہیں..... تو ایسے وقت میں وظیفہ کیا کرے گا؟......''

میرے شیخ نے فرمایا: ''وظیفہ سے رحمت کا ٹرک آئے گا..... لیکن..... گناہ سے اللہ کے غصے کا ٹرک بھی کھڑا ہو جائے گا..... دونوں ٹرک آمنے سامنے..... ایک دوسرے کو سائیڈ نہیں دیں گے'' ..... کیا پیاری بات فرمائی..... یاد رکھو! جب تک ہم گناہ نہیں چھوڑیں گے..... اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ٹرک ہمارے پاس نہیں آ سکتا..... دوستو! ہر تنگی پریشانی کا علاج استغفار کی کثرت میں ہے اور استغفار کیلئے توبہ لازم ہے......

استغفار اور توبہ یہ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ:

''اگر استغفار اور توبہ یہ دونوں الگ نہیں ہوتے ..... تو اللہ تعالیٰ حرف عطف ان دونوں کے درمیان نازل نہ فرماتے.....'' چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ '' استغفار کے معنی معاصی یعنی گناہوں سے معافی مانگ لو توبہ کے معنی آئندہ آپ کو ناراض نہیں کریں گے..... اور یاد رکھو! توبہ کے وقت توبہ توڑنے کا ارادہ نہ ہو..... گناہ کے اسباب نہ ہوں تو توبہ قبول ہے......

اگر گناہ کے اسباب رکھے ہوئے ہیں...... تو گویا کہ ابھی پکی توبہ نہیں کی...... صرف زبانی توبہ کی...... اگر پکی توبہ ہوتی تو یہ ظالم گناہوں کے جتنے اسباب ہیں ان سب کو ختم کر دیتا......

توبہ کے وقت شیطانی وسوسہ کا جواب

ارشاد فرمایا کہ: اگر توبہ کے وقت شیطان کہے کہ کیا فائدہ اس توبہ کا یہ تو ٹوٹ جائے گی...... تو تم شیطان سے کہو میرا ارادہ توبہ توڑنے کا نہیں ہے...... اگر یہ ٹوٹ گئی تو پھر میں رو رو کر دوبارہ اپنے رب کو منالوں گا......

یہ رشتہ محبت کا قائم ہی رکھے　　　جو سو بار ٹوٹے تو سو بار جوڑے

دوستو! گناہ گار کہاں جائے گا؟ کیا گناہ گاروں کا کوئی اور خدا ہے؟...... اللہ کے سوا کوئی ہے جو ہماری خطاؤں کو معاف کرنے والا ہے؟...... "ومن یغفر الذنوب الا الله"

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے علاوہ بھی کوئی ہے جو تمہاری خطاؤں کو معاف کر دے...... اگر میں نے معاف نہ کیا تو کیا تمہاری مغفرت ہو جائے گی۔ گویا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ اعلان فرما رہے ہیں کہ:

"میں ہی ہوں جو تمہاری خطاؤں کو معاف کر سکتا ہوں......"

لہٰذا میرا دروازہ کبھی نہ چھوڑنا...... تم مجھ کو چھوڑ کر کہاں جا سکتے ہو؟...... اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے سے ناامید ہونے کو کفر قرار دیا......

مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید کو گناہ کبیرہ کی فہرست میں لکھا ہے

میرے شیخ فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ میری رحمت سے جو ناامید ہو گیا وہ دوزخ میں ڈال دیا جائے گا...... گویا کہ اللہ تعالیٰ نے زبردستی اپنے سے امید رکھنے کا حکم دے دیا ہے...... جیسے ڈنڈے مار کر کوئی ابا کہہ رہا ہو...... خبردار! میری رحمت سے ناامید مت ہونا ورنہ ڈنڈے لگاؤں گا...... تو بیٹا کہے گا کہ واہ رے واہ...... میرے ابا کی جب یہ شان ہے تو...... رب کی کیا شان ہوگی......"

بدنظری کا گناہ اور ویران دل

ارشاد فرمایا کہ: بدنظری سے دل میں اندھیرا آ جاتا ہے...... عبادات کی مٹھاس ختم ہو جاتی ہے...... دل بے چین پریشان ہو جاتا ہے...... کیونکہ بدنظری کرنے والے پر اللہ اور فرشتوں کی

لعنت کا اعلان کیا گیا ہے...... حکیم الامتؒ کے خلیفہ مولانا اسعد اللہ صاحب کا شعر ہے۔

عشق بتاں میں اسعد! ڈھونڈتے ہو فکر راحت

بتوں کو دیکھ کر اللہ کی نافرمانی کر کے تم خوشی تلاش کرتے ہو...... یہ انٹرنیشنل بے وقوف ہے...... جب اپنے نفس کو جانتے ہو کہ یہ بے قابو ہے...... اس کا بریک فیل ہے...... تو پھر احتیاط کیوں نہیں کرتے؟ جس کار کا بریک خراب ہو...... کمزور ہو...... وہ دور ہی سے بریک لگاتا ہے......

دو گز زمیں کا ٹکڑا چھوٹا سا تیرا گھر ہے

ارشاد فرمایا کہ: میرے ایک دوست تھے نعمانی صاحب یہ علامہ شبلی نعمانی صاحب کے بھتیجے تھے...... میں نے ان سے کہا کہ آپ بھی کوئی پلاٹ لے لیجئے...... کہنے لگے میرا دو گز کا پلاٹ موجود ہے...... اس کی بھی فکر نہیں کرنی...... کیونکہ وہ بھی امت کے ذمہ ہے کہ وہ مجھے پلاٹ دلا دے......

دنیا کے اے مسافر! منزل تیری قبر ہے — دو گز زمین کا ٹکڑا! چھوٹا سا تیرا گھر ہے

یہ عالیشان بنگلے وہاں کام کے نہیں ہیں — مخمل میں سونے والا مٹی میں سو رہا ہے

خواجہ صاحب ایک شاندار محل والے دوست کے پاس گئے...... تو اس گھر کو دیکھ کر فرمایا:

(۱) یہ تیرا خانہ رنگیں...... (۲) تیرا یہ بستر زریں (زرد معنی سونا)...... (۳) یہ فرش خاک سونا ہے تجھے (یعنی قبر میں تجھے زمین پر سونا پڑے گا) لہٰذا اس رنگین دنیا سے دل مت لگانا...... ہر شخص یہ سوچے کہ اس مکان سے ہم نکالے جائیں گے...... زبردستی نکالے جائیں گے...... اور کوئی بینک بیلنس کوئی چیز نہیں لے جاسکیں گے...... سوائے کفن کے...... اس گھڑی کا جو خیال رکھے گا...... ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی ہر گھڑی...... بہت اچھی گزرے گی......

جو پردیسی وطن کو یاد رکھتا ہے...... وہ تیاری میں لگا رہتا ہے...... اور جو بے وقوف پردیسی پردیس کی رنگ رنگینیوں میں لگ جاتا ہے...... وہ اپنی آخرت کو برباد کر دیتا ہے...... جو چڑیا پنجرہ کے رنگ و روغن میں پھنس جائے...... وہ نکلنے کی کوشش بھی چھوڑ دے گی...... اور اگر اسے احساس ہے کہ چمن سے ہم دور ہیں تو کم از کم پھڑ پھڑائے گی ضرور...... خواجہ صاحب کا شعر ہے۔

گو نہ نکل سکے مگر پنجرہ میں پھڑ پھڑائے جا — بیٹھے گا چین سے اگر کام کے کیا رہیں گے پر

دوستو! اللہ کو پانے کی کچھ تو کوشش کرو...... ایک دن ضرور منزل پالو گے......

دنیا کو مزیدار و خوشگوار بنانے کا نسخہ

ارشاد فرمایا کہ حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ: ''بعض لوگ لذت اور خوشی کیلئے دن رات دنیا کی دوڑ لگاتے ہیں اور حرام وحلال کو نہیں دیکھتے...... اس وجہ سے بے سکون زندگی گزارتے ہیں......''

دوستو! اگر دنیا میں دنیا کا مزہ لینا چاہتے ہو...... تو اللہ سے تعلق مضبوط کرو......

اللہ کے تعلق کی برکت سے ہر چیز مزیدار ہو جاتی ہے...... جس شخص کا جتنا زیادہ اللہ سے تعلق ہوگا اتنی ہی اس کی دنیا مزیدار ہو جائے گی...... یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا...... قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ: ''اے دنیا والو! تم وی سی آر میں...... عورتوں میں...... سینماؤں میں ...... کہاں مزہ تلاش کر رہے ہو؟...... اگر تم اعمال صالحہ اختیار کرلو...... گناہوں سے بچ جاؤ تو......

''فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً'' ہم تم کو ضرور بالضرور مزیدار اور بالطف زندگی دیں گے...... ہائے!!!

کاش! دنیا والوں کو عقل آجائے...... تم لطف حرام لذتوں میں سمجھتے ہو...... تم لطف ایئر کنڈیشنوں میں سمجھتے ہو...... اللہ والوں کو دھوپ میں بھی مزہ آتا ہے...... شاعر کہتا ہے۔

وہ گرمی ہجراں اور تیری یاد کی خنکی — جیسے کہ کہیں دھوپ میں سایہ نظر آئے

جس کو اللہ کی رحمت کا سایہ ڈھانپ لے...... کائنات کی کوئی چیز اس کو بے سکون نہیں کر سکتی...... اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے جو مجھے یاد کرتا ہے...... میرا بن جاتا ہے...... ہم اس کو اطمینان کی ایسی دولت دیتے ہیں...... ایسا غم پروف کر دیتے ہیں...... کہ کسی واسطہ سے اس کے قلب میں پریشانی نہیں گھس سکتی...... خوشی میں تو وہ مسکراتا ہے...... مگر! غموں میں بھی وہ مسکراتا ہے......

وہ تو کہتا ہے ''یہ کانٹا مجھے محبوب کے حکم سے لگا ہے اس لئے میں اس کو سلام کرتا ہوں

اہل اللہ کے قلب پر عرش الٰہی سے خاص ہواؤں کا نزول ہوتا ہے...... اس وجہ سے ان کی عبادت کی لذت بڑھ جاتی ہے......

گناہوں کے اسباب سے دور بھاگ جاؤ

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! گناہ کے اسباب سے بھی فرار اختیار کرو......

یوسف علیہ السلام ساری رات سجدہ میں روتے نہیں رہے: کہ اے اللہ! مجھے اس

عورت کے شر سے بچا! بلکہ یوسف علیہ السلام نے اس جگہ سے فرار اختیار کیا...... یوسف علیہ السلام نے دیکھا کہ دروازوں پر تالے لگے ہوئے ہیں...... اس کے باوجود یوسف علیہ السلام وہاں سے دوڑے...... اللہ نے ان کی اس محنت کی برکت سے تالے کھول دیئے......

ایک شخص بے پردہ عورت سے بات کر رہا ہے...... اور کہتا ہے کہ: اے اللہ! اس کی محبت سے مجھے بچانا...... یہ کیسے ہوگا؟ کہ زہر بھی کھاؤ اور کہو کہ اس سے نقصان بھی نہ ہو......

دوستو! ان نادانیوں سے آج ہی توبہ کرو...... اور ان گناہ کے اسباب سے دور بھاگ جاؤ...... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰهِ''

کہ نامناسب ماحول سے فرار واجب ہے...... دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''لَا تَقْرَبُوْا'' ''کہ گناہ کے قریب بھی نہ جانا......'' قریب جاؤ گے تو دو میگنٹ کا دھماکہ ہو جائے گا...... لہٰذا جہاں حسینوں میں کشش ہے وہاں سے بھاگو......

ایک صاحب نے کہا: میں اپنی سیکرٹری سے نگاہ نیچی کر کے بات کر سکتا ہوں؟ میں نے کہا: نگاہ تو نیچی ہو گئی مگر دل گرم ہوتا رہے گا...... جب اللہ تعالیٰ...... لاتقربو...... فرمارہے ہیں...... پھر یہ پوچھنا...... سوال کرنا بالکل فضول ہے......

دوستو! کبھی نفس پر بھروسہ نہ کرو...... خواجہ عزیز الحسن مجذوب فرماتے ہیں:

بھروسہ نہیں اس نفس امارہ کا اے زاہد فرشتہ بھی یہ ہو جائے تو اس سے بدگماں رہنا

دوستو! اپنے نفس پر بھروسہ مت کرو...... عافیت سے رہو گے......

یاد رکھو! حسینوں سے دور رہنے میں آپ کا قلب سکون سے رہے گا...... عبادت میں حلاوت ہوگی...... قریب ہوگے تو پریشان رہو گے......

میگنٹ کے قریب اٹھنی رکھی ہوئی ہے...... تو اٹھنی ہلے گی کہ نہیں...... میگنٹ کی وجہ سے اٹھنی کے دل میں زلزلہ آتا رہے گا...... اور جب اٹھنی میگنٹوں سے دور چلی جائے گی تو سکون سے رہے گی...... ان میگنٹوں سے مینڈک کی طرح کود کر بھاگ جاؤ...... اگر پوری طاقت نہ ہو تو جتنا بھاگ سکتے ہو بھاگ جاؤ......

گناہوں میں سکون ناممکن ہے

جو بھی گنہگار دنیا میں ہیں ان کو کسی بھی...... گناہ کی عادت پڑی ہوئی ہے...... اور اس گناہ کو چھوڑنا نہیں چاہتے...... نفس اس گندے گناہ کا عادی ہو چکا ہے...... تو یہ شخص واللہ! قسم کھا کر کہتا ہوں...... سکون نہیں پا سکتا...... کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا

جو میرا نافرمان بن جاتا ہے...... میں اس کی زندگی کو حواس باختہ...... بے سکون...... پریشان ...... کر دیتا ہوں...... اس کے چہرہ پر بھی پھٹکار برستی ہے...... اس کی آنکھوں پر بھی لعنت برستی ہے

جتنے بھی گناہگار ہیں وہ سکون نہیں پاتے...... دوستو! گناہوں کی نحوست...... اللہ کا غضب...... اس کی نافرمانی کا عذاب ایسا ہے...... کہ میں کہتا ہوں کہ موت نہیں آتی بقیہ سب کچھ اس پر ہو جاتا ہے...... موت تو اس کو اپنے وقت پر آئے گی...... مگر موت کے منہ میں گویا کہ وہ بیٹھ جاتا ہے...... دوستو! اگر دنیا میں سکون چاہتے ہو تو گناہوں کو چھوڑ دو آخرت تو بڑی چیز ہے...... جنت تو بڑی چیز ہے...... اکثر گناہگار پاگل ہو گئے...... خود کشیاں کر لیں...... خصوصاً شہوت کے گناہ بہت ہی زیادہ قابل عبرت ہیں...... علامہ ابن قیم جوزیؒ نے اپنی کتاب میں گناہوں کے نقصانات لکھے ہیں:

1) گناہ کرنے سے نیک عمل کی توفیق کم ہو جاتی ہے......

2) اس کی رائے بھی فاسد ہو جاتی ہے...... وہ صحیح رائے پیش نہیں کر سکتا...... کیونکہ گناہ کے اندھیرے عقل کو چھپا لیتے ہیں...... 3) حق بات اس سے پوشیدہ ہو جاتی ہے......

4) اس کے دل میں فساد پیدا ہو جاتا ہے...... ہر وقت گندے خیالات کا ہجوم رہتا ہے۔

5) اور وہ وقت کو ضائع کرنے کا بھی عادی ہو جاتا ہے......

6) اس کی دعا بھی قبول نہیں ہوتی...... کبھی گناہ کرنا اور چیز ہے...... مسلسل گناہ کرنا یہ قبولیت دعا کو روک دیتا ہے...... لیکن جو اس عادت کو چھڑانا چاہتا ہے...... وہ ہمت سے کام لے...... بزرگوں کی مجلس میں جائے...... پھر ان شاء اللہ گناہ بھی چھوٹ جائیں گے......

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں دنیا کی حقیقت

ارشاد فرمایا کہ: اگر کوئی شخص ساری دنیا جمع کرلے...... تو حق تعالیٰ کی نظر میں یہ دنیا:
" جناح بعوذ " مچھر کے پر سے زیادہ نہیں ہے......
حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ: "اگر حق تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی حقیقت مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو اللہ تعالیٰ کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی نہ دیتا......"
مگر افسوس! کہ دنیا کی فکر میں ہم اپنی زندگی کی پونجی کو ضائع کر رہے ہیں...... ہماری زندگی کی پونجی...... ایک حقیر پونجی پر ضائع ہو رہی ہے...... دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
"الدنیا دار الغرور " کہ یہ دنیا دھوکہ کا گھر ہے...... ویران ہونے والا گھر ہے......

تقویٰ اللہ نے فرض کیوں کیا؟

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حکم دیا ہے: " یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰہَ" اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو......" اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہم نالائقوں سے دوستی کا ہاتھ بڑھایا ہے...... کہ ہم تم کو اپنا دوست بنانا چاہتے ہیں...... اس لئے تقویٰ کو فرض کر رہے ہیں ...... تم ہمارے دوست بننے کے خواہش مند نہیں تھے...... ہم تم سے دوستی کے خواہش مند ہیں......
ہماری طرف سے یہ آیت نازل ہو رہی ہے...... ہم تمہارے مشتاق ہیں...... تم پر تقویٰ فرض کر کے تمہاری غلامی پر اپنی دوستی کا تاج رکھنا چاہتے ہیں......

نفس کی پوجا کر کے اللہ کی نظر سے مت گرو

ارشاد فرمایا کہ:

جو تو میرا' فلک میرا' زمین میری ۔۔۔ اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری

جو اللہ سے کٹا اور اپنے نفس کی پوجا کی...... بُری لذتوں کے چکر میں پڑ گیا وہ آسمان سے زمین پر گر گیا......

اٹھا کے سر تمہاری آستاں سے ۔۔۔ زمین پر گر پڑا میں آسماں سے

جو شخص گناہ کر کے اللہ تعالیٰ سے تعلق توڑ لیتا ہے...... وہ مثل کٹی پتنگ بن جاتا ہے......
خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ فرماتے ہیں: ''جو چڑیا اپنا آشیانہ بھول جاتی ہے اس کے اڑنے کا طریقہ بتا دیتا ہے کہ یہ اپنی منزل سے غافل ہو گئی ہے......''

جو مولیٰ کو بھول کر حرام لذت درآمد کرتا ہے اس کی زندگی کی ہر حرکت اور اس کا چہرہ بتا دیتا ہے کہ یہ گدھ کی طرح جگہ جگہ حرام کھانے کا شوقین ہے......

مردوں پر مردہ وہی ہوتا ہے جو مردوں ہوتا ہے
زندہ وہی ہے جو زندگی دینے والے پر فدا ہوتا ہے

اللہ کے نام پر مر مٹو

دوران وعظ حضرت والا نے اچانک والہانہ انداز میں یہ اشعار سنائے ؎

میری زندگی کا حاصل میری زیست کا سہارا — تیرے عاشقوں میں جینا تیرے عاشقوں میں مرنا
مجھے کچھ خبر نہیں تھی تیرا درد کیا ہے یارب — تیرے عاشقوں سے سیکھا تیرے سنگِ در پہ مرنا
کسی اہل دل کی صحبت جو ملی کسی کو اختر — اسے آگیا ہے جینا' اسے آگیا ہے مرنا

کیا مطلب؟ جس بات سے مولیٰ خوش ہو...... اس سے عمل کی ہمت پیدا ہو جائے ......اور جس عمل سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو...... اس کے ترک کی ہمت پیدا ہو جائے......

گناہوں کو کرنا یہ موت ہے — نیک عمل یہ زندگی ہے

ان کے نام پر جیتے رہو...... اور ان کی ناراضی سے بچنے کے لئے خواہشات کا خون کر کے اللہ تعالیٰ پر مر مٹو...... مبارک ہے وہ موت جو اللہ تعالیٰ کیلئے ہو...... اور منحوس اور لعنتی ہے وہ موت جو حسینوں کے لئے آئے ...... وہ لمحہ جو اللہ کی نافرمانی میں گزرتے وہ منحوس اور بدترین لمحہ ہے ایسا شخص اس وقت جانور سے بھی بدتر ہو جاتا ہے......

مولیٰ کے لئے نکلنے والے آنسوؤں کی قیمت

ارشاد فرمایا کہ: جو آنسو اللہ کی محبت میں مولیٰ کے لئے نکلتے ہیں...... جو آنسو اللہ پر فدا ہو جاتا ہے وہ شہیدوں کے خون سے زیادہ اللہ کو پسند ہے اور شہیدوں کے خون سے زیادہ روز قیامت (نامہ اعمال) میں بھاری ہوگا......

بغیر ہمت کے ولی بننا ناممکن ہے

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! ہمت کروگے تو منزل پا جاؤ گے......اولیاء کے حالات پڑھو تو معلوم ہوتا ہے...... کہ بڑے بڑے ڈاکو...... بڑے بڑے شرابی ولی بن گئے...... کیا وجہ تھی؟ ہمت کی ......صحبت شیخ اٹھائی......دوستو! اگر گناہ چھوڑنے کی خدا ہمت نہ دیتا تو تقویٰ فرض ہی نہ ہوتا......

اگر کوئی کہتا ہے کہ میں بدنظری چھوڑ ہی نہیں سکتا تو اس کے ساتھ ایک بدمعاش کو پستول کے ساتھ کر دو...... پھر یہ ظالم جان بچانے کے لئے ذرا برابر بھی بدنظری نہیں کرے گا......

آج ہم گناہ اس لئے نہیں چھوڑتے کہ نفس کہتا ہے کہ میں مر جاؤں گا......

دوستو! جان زیادہ پیاری ہے یا جان دینے والا زیادہ پیارا ہے؟ لہٰذا آج یہ اعلان کر دو!

جان دے دی ان کے نام پر　　　عشق نے سوچا نہ کچھ انجام پر

جان تم پر نثار کرتا ہوں　　　میں نہیں جانتا کہ وفا کیا ہے

لیلیٰ پر مرنے والا کیا جانے کہ اللہ پر مرمٹنا کتنا مزیدار ہے......اس کو اس مزہ کی خبر نہیں ......اسی لئے وہ اپنے مولیٰ کو ناراض کرتا رہتا ہے......دوستو! خوب غور سے سنو! آج قدر کر لو میری باتوں کی......ایک دن اختر قبرستان میں ہوگا...... میرے درد دل کی قدر کر لو......

اگر ولی اللہ بننا چاہتے ہو تو جان کی بازی لگا کر......نفس کے شیطانی چکر سے جان بچا لو ......اگر بغیر ولی اللہ بنے دنیا سے گئے تو سخت محرومی ہوگی...... یاد رکھو! گناہ کرنا مشکل ہے...... گناہ سے بچنا لذیذ اور آسان ہے......ارشاد فرمایا کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ گناہ چھوڑنے کی...... ڈاڑھی رکھنے کی ہمت نہیں ہے...... ہم مجبور ہیں...... اگر ڈاڑھی رکھ لی تو نوکری سے نکال دیا جاؤں گا...... اگر مگر کرنا...... یہ عشق و محبت کی کمزوری ہے......اگر میں بدنظری نہیں کروں گا تو زندگی پھیکی ہو جائے گی...... یہ الو......نالائق......اور ہمت چور ہے...... یہ شیر نہیں ہے...... لومڑی کی طرح نفس کے سامنے بزدل ہے......اللہ کا باوفا بندہ بنو اور بے وفا بندہ مت بنو......

اللہ تعالیٰ نے ہر مؤمن کو طاقت......تقویٰ...... ہمت تقویٰ......ارادہ تقویٰ......عطا فرما کر گناہ سے بچنے کا حکم دیا...... یہ نالائق طاقت کو استعمال نہیں کرتا......اس وجہ سے قرب مولیٰ سے دور ہے......اس ظالم کو اپنے خسارہ کا علم نہیں......

حسینوں کو دیکھنے والا مردہ خور گدھ ہے

ارشاد فرمایا کہ: جو لوگ حسینوں کو دیکھتے ہیں وہ گدھ کی طرح ہیں...... یہ مرنے والوں کو دیکھتے ہیں گدھ کی طرح یہ بھی مردہ خور ہیں...... یہ اللہ کے حقیقی تعلق کو نقصان پہنچا کر غیر اللہ پر مر کر محروم ہو رہے ہیں...... یہ اللہ کی محبت کے موتی سے محروم ہو رہے ہیں...... ارشاد فرمایا کہ:

جو شخص اللہ تعالیٰ کا دوست بن جاتا ہے وہ ہر وقت اپنے نفس سے چوکنا رہتا ہے...... وہ گناہوں کے اسباب سے بھی دور بھاگتا ہے...... وہ اپنی دولت ولایت کی ہر وقت حفاظت کرتا ہے کہ کہیں شیطان اس دولت کو گناہ کر کے چھنوا نہ لے...... جس کے گھر میں دولت ہوتی ہے...... اس کا تالا مضبوط ہوتا ہے...... وہ دھاگہ نہیں باندھتا...... وہ تالا کھول کر نہیں سوتا...... جس ہرن کے ناف میں مشک پیدا ہو جاتا ہے پھر وہ سوتا نہیں ہے...... رات کو چوکنا رہتا ہے...... کہ کہیں کوئی شکار مجھے ذبح کر کے مجھ سے دولت مشک نہ چھین لے......

اسی طرح اللہ والے بھی ہر وقت گناہوں سے چوکنا رہتے ہیں...... کہ کہیں کانوں میں گانے کی آواز نہ آجائے...... کہ کہیں کسی حسین چہرہ پر نظر نہ پڑ جائے......

اللہ تعالیٰ کب ملتا ہے؟

ارشاد فرمایا کہ: جو شخص جتنا زیادہ خون تمنا کرتا ہے...... اتنا ہی زیادہ اس پر اللہ تعالیٰ کی خاص تجلیات اور رحمتوں کا نزول ہوتا ہے...... اللہ تعالیٰ ملتا ہے خون کا دریا عبور کرنے سے ...... جس نے خواہشات کے دریا کو عبور کر لیا اور حرام مزہ نہ لیا سمجھ لو کامیاب با مراد ہو گیا......

بعض لوگ اہل اللہ کی صحبت میں رہتے ہیں اور ولی بنانے والی ہوائیں جب وہاں آتی ہیں تو کبھی کبھی جو لوگ تنہائی میں حرام مزہ لینے کے عادی ہوتے ہیں...... تو ان کے گناہوں میں ملوث ہونے کی وجہ سے یہ ہوائیں ان سے ٹکرا کر زہر آلود ہو جاتی ہیں...... مثال کے طور پر:

''آپ سفاری پارک گئے...... وہاں نہایت صاف ستھری ہوا آرہی ہے...... مگر وہاں کوئی کینسر کا مریض ہے...... وہ وہاں دھواں پھینک رہا ہے...... تو وہ ہوائیں جو اپنی ذات کے اعتبار سے مفید تھیں مریض کی وجہ سے زہر آلود ہو گئیں......''

اسی طرح جو مرید بد پرہیزی یعنی عبادت کے ساتھ گناہ بھی کرتا ہے......اس کو سعادت کی ہوا سے اعلیٰ فیضان حاصل نہیں ہوتا...... کیونکہ اس نے ہوا کو اپنی طرف سے غبار آلود کر دیا ہے......

جیسا کہ دریا سے صاف پانی آرہا ہے......اور ظالم نے ٹونٹی میں گندگی لگا دی......

جیسے ایک عورت کی انگلی میں گندگی لگی ہوئی تھی......اس نے ناک کے قریب انگلی رکھ کر چاند دیکھا تو کہا: بس آج تو چاند بڑا بدبودار ہے......

گناہوں کے کوڑھ سے مایوس مت ہو

ارشاد فرمایا کہ: میرے حضرت فرماتے تھے کہ بعض لوگ گناہ چھوڑنا چاہتے ہیں مگر چھوڑتے نہیں تو مایوس مت ہوں...... حضرت نے فرمایا:

بعض مریضوں کو کوڑھ ہو جاتا ہے......تو کیا وہ خودکشی کر لیتے ہیں؟...... ہرگز نہیں ...... بلکہ وہ علاج کراتے ہیں ...... اسی طرح اگر تم کو گناہوں کا کوڑھ ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس مت ہوں ...... اہل اللہ کے پاس جاتے رہو...... مرتے وقت اللہ تعالیٰ تمہارے تعلق پر اپنا تعلق غالب کر دیں گے......

رزق حلال میں حد سے زیادہ مشغولی بھی حرام ہے

ارشاد فرمایا کہ: جو چیز اللہ کے راستے میں رکاوٹ ہو اس سے بچو......

اسی لئے حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جس شخص کی روزی شریعت کی روشنی میں حلال ہے......لیکن اتنی مشغولی ہے کہ اس کو کبھی کسی بزرگ کے پاس جا کر اللہ کی محبت اور آخرت کی تیاری اور دین داری سیکھنے کا موقع نہیں ملتا......میں ایسی روزی کے حرام ہونے کا فتویٰ دیتا ہوں......

اگرچہ شریعت کی رو سے روزی حلال ہے مگر کثرت مشغولی کی وجہ سے اس کی آخرت برباد ہو جائے گی ...... کیونکہ صحبت صالح نہ ہونے کی وجہ سے چراغ کمزور ہو جائے گا...... پھر دین کا معاملہ بالکل چالو قسم کا ہو جائے گا...... پھر نہ نماز میں دل لگے گا...... نہ تلاوت میں دل لگے گا......''

دل کو اللہ سے چپکا لو

ارشاد فرمایا کہ: زندگی میں زندگی چاہتے ہو......تو اپنے قلب مرجان کو......اس طرح اللہ سے چپکاؤ کہ......ساری دنیا تمہیں گمراہ کرنا چاہے تو گمراہ نہ کر سکے......اور قلب اللہ سے کیسے چپکتا ہے؟......(1) اللہ کے نام (2) محبت اہل اللہ......

مولانا گنگوہیؒ نابینا ہو گئے تھے تو اس وقت ان کے قریب میں کوئی ہے تو دو شخص قریب تھے (1) مولانا یحییٰ صاحبؒ (مولانا زکریا صاحبؒ کے والد) (2) ایک تبلیغی جماعت کے بانی مولانا الیاسؒ تھے......یہ دونوں سگے بھائی تھے......کہا حضرت! ہم موجود ہیں......سنو! ایک بات! جس نے غفلت سے بھی اللہ تعالیٰ کا نام لیا ہے......وہ نفع سے خالی نہیں ہوگا......کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نام بہت بڑا ہے......ان کے نام کو غفلت سے لینے والا بھی محروم نہیں کیا جاتا......

ارشاد فرمایا کہ ہر وقت اپنے کو اللہ کی یاد سے مشغول رکھو......ایک لمحہ کیلئے بھی دل کا تار اللہ سے نہ ٹوٹنے پائے......شیخ سعدیؒ نے ایک دوست کو رخصت کیا تو اس سے کہا: ''جا تو رہے ہو مگر میری آنکھیں اور دل تمہارے ساتھ ہے......''

تو جب مخلوق کیلئے یہ کہا جا سکتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کا مستحق نہیں ہے......جس نے ماں کے پیٹ میں دل عطاء فرمایا اس سے بڑھ کر اس دل کا کون مستحق ہو سکتا ہے

نعمت و مصیبت میں فرق

ارشاد فرمایا کہ: جس نعمت سے بندہ اللہ سے دور ہو جائے......وہ نعمت نہیں مصیبت ہے اور جس مصیبت سے بندہ اللہ کے قریب ہو جاتا ہے......وہ مصیبت نہیں رحمت ہے......

تصوف کا حاصل

ارشاد فرمایا کہ: تصوف کا حاصل یہ ہے کہ اپنا دل توڑ دو مگر اللہ کا قانون مت توڑو......اللہ کا قانون قیمتی ہے......یا تیرا دل قیمتی ہے؟......تجھے غیرت کیوں نہیں آتی......

دل کو توڑ دو! اللہ کے قانون کو نہ توڑو

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! جو اللہ تعالیٰ کے قانون کو توڑ دیتا ہے مگر نفس کو خوش کرتا ہے..... ایسا شخص بے حیاء ہے..... بے غیرت ہے..... کمینہ ہے..... بے شرم ہے..... بے عزت ہے..... بے وفا ہے

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کیلئے دل کو توڑ دیتا ہے مگر اللہ کے حکم کو نہیں توڑتا......
ایسا شخص باحیاء ہے..... شرم والا ہے..... غیرت والا ہے..... حیاء والا ہے..... اللہ کا وفادار ہے ......اللہ والا ہے..... اللہ پر جان دینے والا ہے..... ارشاد فرمایا کہ: ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:

کہ اللہ تعالیٰ کا باوفا بندہ وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ اس حالت میں نہ دیکھے جس حالت کو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے..... جب بندہ نافرمانی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو دیکھتا ہے کہ نہیں؟ دوستو! اللہ تعالیٰ سے شرم کرو! پالنے والے سے حیاء کرو......

دوستو! اللہ تعالیٰ کی ہم پر کرم نوازی ہے وہ چاہتا تو دس دن رزق بند کر دیتا..... تو بھی کہتا کہ اللہ! روٹی دے دو..... میں حسینوں کے منہ پر جھاڑو مار دیتا ہوں..... دمشق میں قحط آیا تو سکھوں کی عاشقی ناک سے نکل گئی..... لوگوں نے کہا معشوق لاؤں یا روٹی؟

سب نے کہا: اے بھائی! جان جا رہی ہے جلدی سے روٹی لاؤ..... مجھے ایسے بے غیرت کو دیکھ کر بڑا دکھ ہوتا ہے..... جو اللہ کی نعمتیں کھا کر اللہ کو پہلوانی دکھاتا ہے......

حرام آرزو کا خون کر دو

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! جب تک خون آرزو نہیں کرو گے..... دریائے خون کو جاری نہیں کرو گے اللہ کی دوستی نہیں پا سکتے..... قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پوچھے میرے لئے کیا لایا؟ تو ہم یہ کہہ سکیں: ''اے میرے ربا! میں آپ کیلئے بے شمار خون آرزو کا پیالہ نہیں...... صراحی نہیں..... نہر نہیں..... دریا نہیں..... خون کا سمندر لایا ہوں......

ارشاد فرمایا کہ جب خدا ناراض ہوتا ہے تو سارے عالم کی کوئی دوا آپ کے دل کو سکون نہیں دے سکتی..... جس سے خدا ناراض ہوتا ہے تو سارے عالم کو بغاوت کا حکم دے دیتا ہے..... اے دنیا! یہ میرا باغی ہے تو اس کے کام نہ آ......

نگاہ اقرباء بدلی مزاج دوستاں بدلا   نظر اک انکی کیا بدلی کہ کل سارا جہاں بدلا

جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے..... کائنات کا ذرہ ذرہ اس کا نافرمان بن جاتا ہے.....

جتنا زیادہ مجاہدہ! اتنا زیادہ مشاہدہ

ارشاد فرمایا کہ: میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ نے فرمایا: ''ایک روزہ دار ہے..... اس کا ۱۰۰ مرتبہ دل چاہتا ہے کہ پانی پی لوں..... مگر وہ عمل نہیں کرتا..... غم اٹھاتا ہے.....'' اس کے روزہ میں بتاؤ کوئی کمی آئی؟..... نہیں..... بلکہ اس کو غم اٹھانے کا زیادہ اجر ملے گا.....

اسی طرح ایک شخص کے دفتر میں حسین لڑکیاں ہیں..... ۱۰۰ مرتبہ وہ اس کے سامنے سے گزرتی ہیں..... مگر یہ باوفا بندہ اس کو نہیں دیکھتا غم اٹھاتا ہے..... تو بقدر مجاہدہ اللہ کا قرب اس کو زیادہ ملے گا..... جتنا زیادہ مجاہدہ اتنا زیادہ مشاہدہ..... جو جتنا دل کو جلائے گا اتنی ہی اس کی خوشبو بڑھے گی..... میرا شعر ہے۔

ہائے جس دل نے پیا خون تمنا برسوں   اسکی خوشبو سے یہ کافر بھی مسلماں ہو نگے

اللہ کی راہ میں جو جتنا زیادہ غم اٹھاتا ہے..... خدا تعالیٰ اس کو اپنی محبت کا درد عطاء کرتے ہیں.....

مجاہدہ سے مت گھبراؤ..... یہ مجاہدہ دل کے کباب میں اللہ کے عشق کی آگ لگا دیتا ہے..... پھر کیا ہوتا ہے؟ جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں.....

اللہ کا عاشق کون؟

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! اللہ کا سچا عاشق دین کے معاملہ میں صرف اللہ کے حکم کو سامنے رکھتا ہے..... وہ دنیا بھر کے ملامت کرنے والوں کی ملامت اور طعنوں کو کچرے کے ڈھیر میں پھینک دیتا ہے..... ساری دنیا کہتی ہے: ڈاڑھی کیوں رکھی؟ وہ کہتا ہے میرے رب کا حکم..... ساری دنیا کہتی: شلوار ٹخنوں سے اوپر کیوں کی؟ وہ کہتا ہے میرے رب کا حکم..... جب میں دن رات اس کی نعمتیں کھاتا ہوں..... تو کیا اس کی نہ مانوں..... مولانا رومیؒ فرماتے ہیں:

''چودھویں کے چاند پر کتے کثرت سے بھونکتے ہیں..... کیا کتوں کے بھونکنے پر چاند اپنی رفتار کو چھوڑ دیتا ہے.....؟''

لہٰذا! اللہ کے عاشقوں کو چاہیے مثل چودھویں کے چاند کے چلتے رہو...... کتوں کے بھونکنے پر کان نہ لگاؤ...... ارشاد فرمایا کہ آج مسلمان دنیا بھر میں ذلیل اور رسوا ہو رہا ہے...... اس کی سب سے بڑی وجہ اللہ اور دین سے دوری ہے...... جب تم دین پر پورے چلو گے...... پھر ساری قومیں تمہاری عزت کریں گی...... تمہارے لئے مسخر ہو جائیں گی...... آج مسلمان اپنی بددینی کی وجہ سے پٹ رہا ہے...... دوستو! جن چیزوں سے اللہ نے منع فرمایا جب تک ان کو نہ چھوڑو گے اس وقت تک مسلمان مغلوب رہیں گے...... یہ V.C.R ٹی وی گانا...... ڈش...... ڈاڑھی منڈانا یہ سب انگریز کی چالیں ہیں...... یہ لوگ حدیثوں کا باقاعدہ مطالعہ کرتے ہیں...... پھر دیکھتے ہیں کہ کس کس چیز سے ان کے رسول نے ان کو منع کیا......

جب دیکھا کہ ان کے رسول نے ان کو منع کیا...... کہ جہاں تصویر ہوتی ہے وہاں اللہ کی رحمت کے فرشتے نہیں آتے تو انگریزوں نے ہر چیز میں تصویر لگا دی...... یہاں تک کہ سرف اور صابن میں بھی تصویر ہے...... اب اس کے دیکھا دیکھی مسلمان بھی کرنے لگے ہیں......

انگریز کے کہنے پر چڈی پہننے والو! شرم کرو

ارشاد فرمایا کہ: انگریز نے دیکھا کہ ان کے یہاں ناف سے لے کر گھٹنے تک چھپانا فرض ہے...... تو انہوں نے آپ کو چڈی پہنا دی......

دوستو! افسوس کی بات ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر ہم نے دو انچ شلوار اوپر نہیں کی...... اور انگریز کے کہنے پر چڈی بھی پہننے کو تیار ہیں...... افسوس ہے ہمارے حال پر......

اس لئے دوستو! ہوشیار ہو جاؤ...... اللہ کے دشمنوں کو اپنا آئیڈیل مت بناؤ...... ایسا نہ ہو کہ موت کے وقت ایمان سلب ہو جائے......

گناہوں کی نحوست

ارشاد فرمایا کہ: گناہوں کی نحوست سے بعض اوقات دل مردہ ہو جاتا ہے...... پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ گناہ کا احساس بھی ختم ہو جاتا ہے...... جیسے ''گو'' کے کیڑے میں بدبو کی حس ختم ہو جاتی ہے...... کیڑے کو گندگی سے نکالا جائے تو پھر دوبارہ گندگی کی طرف لپکتا ہے

......اسے احساس ہی نہیں ہوتا کہ میں گندگی کھا رہا ہوں......اسی طرح عادی گناہگار کے دل میں بھی احساس ندامت ختم ہو جاتا ہے......اللہ تعالیٰ ایسے مزاج سے حفاظت فرمائے......

البتہ یہ بھی یاد رکھو "گو" کا کیڑا چونکہ مکلف نہیں ہے......ہم چونکہ شریعت کے پابند ہیں اسی لئے اللہ نے ہمیں گناہ چھوڑنے کی طاقت دی ہے......لہٰذا دوستو! گناہوں بھری زندگی سے توبہ کر کے گو کے کیڑے والی خصلت سے نکل آؤ......

کیونکہ گناہوں کی عادت انسان کے دل کو سخت کر دیتی ہے......پھر ایسا شخص فرمان ربی کے مقابلہ میں نفس کو ترجیح دیتا ہے......کیونکہ اس کا دل مر چکا ہے......

مردہ کو ایک ہزار جوتے لگا دو......وہ چلائے گا نہیں......کیونکہ وہ مر چکا ہے......

جس کا دل مرا نہ ہو تو گناہ کے ارادے کے ساتھ ہی اس کا دل پریشان ہو جائے گا

......اور اس کے قلب پر **فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا**

کا ظہور ہو جائے گا......اس کا ضمیر خود ملامت کرے گا کہ ظالم ربا کو چھوڑ کر کہاں جا رہا ہے......دوستو! یہ دل عجیب ہے یہ اپنے مالک ہی کی یاد سے چین پاتا ہے......اور گناہ کا نقطہ آغاز مالک کی یاد کے خلاف ہے......جس وقت انسان ارادہ کرتا ہے کہ آج بہت دن ہو گئے آج کہیں نہ کہیں نظر مار دو......حرام مزہ لے لو......ارادہ کرتے ہی اس کے قلب پر عذاب شروع ہو جاتا ہے......ارادہ گناہ بھی نہ کرو......اس طرح اللہ سے چپک جاؤ کہ بھاگنے کا وسوسہ بھی نہ ہو......اللہ کے ساتھ اپنے قلب اور روح کو ایسے چپکا لو......جیسے چھوٹا بچہ اپنی ماں سے چپکا ہو اور کوئی اس کی ٹانگ کھینچتا ہے تو اماں اس ظالم کا حلیہ بگاڑ دیتی ہے......

اسی طرح جو شخص رو رو کر......جان کی بازی لگا کر......خون تمنا پی کر......زخم حسرت کھا کر......گناہوں کو چھوڑ دیتا ہے......اور خالصۃً اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑ لیتا ہے......پھر شیطان کی مجال نہیں کہ اس کو اللہ سے دور کر دے......کیونکہ جو اللہ تعالیٰ کو پانے کا سچا ارادہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو اپنا دوست بنا لیتے ہیں......اور جس کو اللہ اپنا بنا لے تو شیطان کی اور نفس کی کیا اوقات کہ اس کو اللہ تعالیٰ سے دور کر سکے......

گناہ ہو جائے تو کیا کریں؟

ارشاد فرمایا کہ: گناہ ہو جائے تو رو رو کر اپنے رب کو منالو...... اور اللہ سے کہو: "اے میرے مالک آج کل شیطانیت مجھ پر غالب ہے...... اے خدا جلد توبہ نصیب فرمادے...... ایسا نہ ہو کہ میرے کتے پن پر آپ بطور عذاب کوئی شیر مقرر کردیں...... اور میری زبان ایک ہاتھ باہر آئے...... اور میں نشان عبرت بن جاؤں......" مولانا رومیؒ فرماتے ہیں:

گر سگی کردن اے شیر آفریں

اے خدا! تو شیروں کو پیدا کرنے والا ہے میرے کتے پن پر...... کبھی شیر کو مقرر نہ کرنا کہ وہ میری پیٹھ پر پنجہ گاڑ دے گا...... اگرچہ ہم نے گناہ کر کے اللہ کو ناراض کیا ہم اس قابل ہیں کہ ہم پر شیر مسلط کیا جائے مگر اپنی رحمت سے مجھ سے انتقام نہ فرما......

گناہ چھوڑنے کا عزم اور شیطانی وسوسہ

ارشاد فرمایا کہ: شیطان کہے کہ اگر فلاں گناہ نہ کیا تو میں مرجاؤں گا...... تو شیطان سے کہو اگر تو مرتا ہے تو یہ خوشی کی بات ہے...... اللہ کے نام پر مرنا یہ معمولی عمل نہیں ہے......

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "اے دنیا والو! میں محبوب رکھتا ہوں کہ میں اللہ کے راستے میں شہید ہو جاؤں......"

1۔ "ثم اُحی" پھر میں زندہ کیا جاؤں...... "ثم اُقتل" پھر شہید کیا جاؤں......

2۔ "ثم احی" پھر زندہ کیا جاؤں...... "ثم اقتل" پھر شہید کیا جاؤں۔

3۔ "ثم احی" پھر زندہ کیا جاؤں...... "ثم اقتل" پھر شہید کیا جاؤں...... تین مرتبہ فرمایا...... میرا شعر ہے۔

آپ کے نام پر جان دے کر زندگی! زندگی پا گئی

جو اللہ کے نام پر اپنی نالائق خواہشات کو قربان کرتا ہے...... اس کی حیات افسردہ نہیں ہوتی بلکہ وہ حقیقی زندگی پالیتا ہے......

گناہ چھوڑنے کی ہمت کا ثبوت

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! گناہ چھوڑنے کی ہمت اللہ نے دی ہے جبھی تو گناہ چھوڑنے کا حکم دیا ہے..... ایک مثال سے میں آپ کو سمجھاتا ہوں کہ آپ میں گناہ چھوڑنے کی طاقت ہے کہ نہیں......

ایک جگہ ناگن چورنگی میں لڑکی کو دیکھ رہا تھا..... اگر سامنے سے کالا سانپ نکلا..... کالا ناگ وہ ہوتا ہے جس کے ڈسنے کے بعد کھوپڑی پھٹ جاتی ہے..... اسی وقت موت واقع ہو جاتی ہے..... اب آپ بتاؤ وہ لڑکی کو دیکھے گا یا فرار اختیار کرے گا..... یا پھر یہ شعر پڑھے گا۔

ہم عشق میں تیرے بھلا کیا کیا نہیں کرتے

وہ عاشق ایسا بھاگے گا..... کہ پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھے گا......

سجدہ کر کے اللہ کے قرب کو پالو

ارشاد فرمایا کہ: علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں: ''نماز میں سب سے افضل رکن سجدہ ہے ......سب سے زیادہ قرب بندہ کو سجدہ کی حالت میں ملتا ہے.....''

جو سر رکھا میں نے تیرے قدموں میں مولیٰ تو مل گئی جیسے مجھ کو بہار زندگی

مومن کو سجدہ میں سر رکھ کر ایسا سکون ملتا ہے جیسے بچہ کو ماں کی گود میں سکون ملتا ہے......
ایک بچہ حرم میں ماں سے علیحدہ ہو گیا..... ساری دنیا کی ماؤں نے چپ کرا دیا..... گود میں لیا ..... مگر اس کو سکون نہ ملا..... اس کے آنسو نہ تھمے..... ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے ابھی مر جائے گا ..... میں اس واقعہ کا چشم دید گواہ ہوں..... اتنے میں اس کی کالی حبشن ماں آ گئی..... جیسے ہی ماں نے اس کو گود میں لیا وہ فوراً ہی چپ ہو کر سو گیا..... اس وقت کا نقشہ اختر نے اس شعر میں پیش کیا۔

آتی نہیں تھی نیند مجھے اضطراب سے ان کے کرم نے گود میں لے کر سلا دیا

جب بندہ اللہ کا نام لیتا ہے تو نیند آنے لگتی ہے..... یہ دلیل ہے کہ اس کو اللہ کی رحمت نے گود میں لے لیا ہے......

دوستو! ساری دنیا کے حسین تم سے پیار کریں..... چُمّا دیں..... تم سے آنکھیں لڑائیں ......اور تمہیں گناہ کی دعوت دیں..... واللہ! میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم چین نہیں پاؤ گے......

مولانا رومیؒ نے فرمایا...... ''اے نالائقو! انٹرنیشنل گدھو...... حسین نمکین ہیں...... نمکین سے پیاس نہیں بجھے گی...... تم نمکین میں سکون تلاش کرتے ہو...... اس سے پیاس نہیں بجھے گی بلکہ اللہ تعالیٰ کے میٹھے پانی کی طرف جاؤ...... سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میٹھے دریا کی طرف جاؤ ...... نیک اعمال اختیار کرو...... گناہوں کو چھوڑ دو...... ان شاءاللہ چین پا جاؤ گے......''

اہل اللہ سے دور رہنے کا انجام

ارشاد فرمایا کہ: اللہ والوں کے ریوڑ کو مت چھوڑو...... کوئی بکری ۱۰۰ بکریوں کے ریوڑ میں ہے...... وہاں بھیڑیئے کے آنے کی ہمت نہیں ہوتی...... لیکن جو بکری ریوڑ سے الگ ہو گی...... بھیڑیا اس کو کھا جائے گا...... جو لوگ اللہ والوں سے دور ہوتے ہیں وہی شہوت کی شراب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

اپنی خوشیوں کو اللہ پر قربان کر دو

ارشاد فرمایا کہ: میرا شعر ہے۔

ان حسینوں سے نظر بچانے میں! میں نے غم بھی بہت اٹھائے ہیں

یہ غم کب تک چلے؟ پھر حضرت والا نے خوب جواب دیا: موت تک...... جیسے نظر کو آزاد کرنے پر پابندی ہے...... چھٹی نہیں ہے...... مگر جب موت آجائے گی...... پھر نظر کو بھی اللہ آزاد کر دے گا...... پھر اللہ کا یہ عاشق قبر ہی میں حوروں کے نظارے کرے گا......

دوستو! جو اپنی بُری خواہش کو نہیں مٹاتا سمجھ لو کہ اس کا اولیاء کے مدرسہ میں تعلق نہیں ہے......

حضرت مولانا شاہ محمد احمدؒ فرماتے ہیں۔

مدرسہ میں جس کے! جس کی بھی بسم اللہ ہو اس کا پہلا ہی سبق یارو فنا فی اللہ ہو

فنا فی اللہ کے کیا معنی ہیں؟ کہ اپنی بُری خواہشات کو فنا کر دو...... اللہ کی خوشی میں اپنی خوشی کو قربان کر دو...... اس کا نام فنا فی اللہ ہے...... پھر اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے دل کو آباد کر دیتے ہیں جو اللہ کے لئے اپنے دل کو برباد کرتا ہے......

اللہ کی دوستی بقدر مجاہدہ ملتی ہے

ارشاد فرمایا کہ: گناہوں کے تقاضے سے نہ گھبراؤ...... یہ تقاضا جتنا شدید ہوگا...... اتنا ہی غم دوستان شدید ہوگا...... اور جتنا دل غمزہ ہوگا...... تو پھر انعام بھی اتنا ہی شدید ملے گا ...... آپ کو بقدر مجاہدہ اللہ تعالیٰ کا نور ملے گا...... ایک شخص کو گناہ چھوڑنے کا تقاضا ۱۰۰ ڈگری ہے...... ۱۰۰ ڈگری کا تقاضا چھوڑا تو ۱۰۰ ڈگری کا غم ہوا......

اور ایک شخص کو ۵۰ ڈگری کا تقاضا آیا اس نے جو گناہ سے اپنے کو بچایا تو ۵۰ ڈگری کا غم ہوا ...... کیا دونوں کو انعام برابر ملے گا؟ ہرگز نہیں...... اے رومانٹک مزاج والو! خوشخبری سن لو...... جس کا غم جتنا شدید ہوگا اس کو اتنا ہی شدید انعام ملے گا...... بس تقاضا پر عمل نہ کرو...... جان لڑا دو......

گھر کی تختی بدلنے سے پہلے گھر والے کو راضی کرو

ارشاد فرمایا کہ: انسانی زندگی ایک خواب ہے...... آنکھ بند ہوتے ہی افسانہ بن جاتا ہے...... تختیاں بدل جاتی ہیں...... ڈاکٹر عبدالحیؒ صاحبؒ کے مکان پر جانا ہوا...... تو حضرت ڈاکٹر عبدالحیؒ کی تختی لگی ہوئی تھی...... اب کے گیا تو کیا دیکھا...... کہ ان کے بچوں کی تختی لگی ہوئی تھی...... دوستو! وہ شخص بہت ہی عقل مند ہے جو اپنی زندگی کے ہر سانس کو اللہ تعالیٰ کی مرضی میں گزارتا ہے...... اور وہ شخص نہایت ہی خسارہ میں ہے جو اپنی زندگی کو عارضی عیش میں مبتلا کر کے اپنے وطن اصلی کو ویران کر رہا ہے......

دو چیزیں دنیا میں نقد ملی ہیں

ارشاد فرمایا کہ: گناہ چھوڑنے پر دو چیزیں دنیا میں نقد ملتی ہیں...... (1) نیکیوں سے سکون قلب...... (2) گناہوں سے بے چینی اور پریشانی بھی فوراً ملتی ہے...... گناہ کرتے ہی بندہ اللہ اور فرشتوں کی لعنت کا شکار ہو جاتا ہے...... جو شخص اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے میں اپنی زندگی کی تمام طاقتوں کو خرچ کر رہا ہے...... اللہ تعالیٰ بھی دیکھتا ہے کہ میرا بندہ مجھ کو راضی کرنے کیلئے کیسا غم اٹھا رہا ہے...... اللہ کو راضی کرنے کا غم اٹھانا یہ اللہ کے دوستوں ہی کو ملتا

ہے...... اس غم کی قیمت چاند اور سورج نہیں ادا کر سکتے ...... جو بندہ بُری خواہشات کو چھوڑتا ہے اس کے دل پر نفس غم ڈالتا ہے...... اور یہ غم خوش نصیبوں کو ہی ملتا ہے......

دوستو! یہ نفس کمینہ اور بے حس دشمن ہے جانور سے بھی بدتر ہے...... جانور کو جس کھیت میں منہ مارنے پر ڈنڈا مارا جاتا ہے وہ دوبارہ اس کھیت کے قریب نہیں جاتا...... لیکن نفس گناہوں پر ہزاروں ڈنڈے...... ذلت ...... بے سکونی کھا کر بھی ...... نفس کے ڈنڈے کو دیکھ کر پرانے ڈنڈے کو بھول جاتا ہے......

سچا عاشق رب کی نافرمانی دیکھ کر غمزدہ ہو جاتا ہے

ارشاد فرمایا کہ: حضرت شاہ عبدالغنی صاحبؒ نے فرمایا کہ: ایک اللہ کے ولی جا رہے تھے...... راستہ میں انہوں نے کسی کو گناہ کرتے دیکھا تو دل میں اتنا شدید غم ہوا کہ...... درد کے مارے لیٹ گئے...... پھر پیشاب جو ہوا تو اس میں خون کی آمیزش تھی ...... اور فرمانے لگے آہ میرے مولیٰ! آج تیری نافرمانی کو دیکھ کر دل غمگین ہو گیا......

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں دوسروں کو گناہ کی حالت میں دیکھ کر غم پہنچتا ہے...... مگر افسوس! آج ہم خود گناہ کرتے ہیں مگر ذرہ بھی صدمہ و غم نہیں ہوتا...... حاجی امداد اللہؒ کا شعر ہے ۔

روتی ہے خلق میری خرابی کو دیکھ کر　　　روتا ہوں میں ہائے میری چشم تر نہیں

عادی گنہگار کا نفس کتے کی طرح ہوتا ہے

ارشاد فرمایا کہ: جو نفس گناہ کا عادی ہوتا ہے...... جب اس سے گناہ چھوڑنے کا کہو تو کہتا ہے کہ میں مر جاؤں گا......

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے　　　مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

یہ خبیث جانتا ہے کہ مرنے کے بعد اور ڈنڈے لگیں گے کہ تم حالت نافرمانی میں میرے پاس آئے...... مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ:

"مثل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اپنے نفس کے قلعہ کو توڑ دو...... جیسے علیؓ نے خیبر کے قلعہ کے دروازہ کو توڑا تھا...... ویسے تم نفس کے چور دروازوں کو ختم کر دو...... تو تم کو مولیٰ مل جائے گا......"

نفس کا مقابلہ مردانہ وار کرو تو یہ چت ہوگا...... اگر لومڑی کی طرح ڈر ڈر کر اس کا مقابلہ کرو گے تو یہ آپ کو گرا دے گا...... پھر ایک وقت آئے گا آپ مثل سانڈ کے نفس کی ہر ڈیمانڈ کو پورا کرو گے اور نفس جسم کی طاقت سے چت نہیں ہوتا یہ تو روحانی طاقت آہ وزاری سے کمزور ہوتا ہے......

بعض لوگ پہلوان ہوتے ہیں مگر نفس کی خواہشات کے سامنے بلی اور چوہے سے بھی بدتر ہو جاتے ہیں...... نفس آہ وزاری سے مار کھاتا ہے......

گناہ چھوڑنے کے لئے مجرب عمل

ارشاد فرمایا کہ: جب کسی ملک کا جہاز کوئی خاص چیز لے کر جاتا ہے تو دو تین جہاز اس کی حفاظت کیلئے ساتھ چلتے ہیں...... تو جب آپ آہ وزاری کر کے ربا سے دعا کر کے بازار جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے جہاز آپ کی حفاظت کرتے ہوئے چلیں گے......

دو دو رکعت روزانہ بلا ناغہ پڑھتے ہوئے درود شریف پڑھ کر گیارہ مرتبہ **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ** پڑھئے پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کیجئے: ''اے خدا! مجھے اپنی حفاظت میں لے لیجئے ...... مجھ کو میرے نفس اور دست بازو کے حوالہ نہ فرمانا...... کیونکہ اے اللہ میں نے اپنے نفس کو بارہا شکست کھاتے دیکھا ہے...... آپ مجھ کو میرے نفس کے حوالہ نہ فرمائیے......''

دوستو! گناہ چھوڑنے کیلئے...... **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ** ...... کا پڑھنا بہت مفید ہے ...... ہر چھ گھنٹے بعد سات مرتبہ...... **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ** ...... کو پڑھنے کا خاص طور پر اہتمام کرو...... کیونکہ اس کا ترجمہ ہے کہ: ''اے اللہ! مجھ میں نہ گناہ چھوڑنے کی طاقت ہے...... اور نہ ہی نیک کام کرنے کی طاقت ہے...... مگر جب تک آپ کی توفیق شامل حال نہ ہو......''

گویا کہ یہ بندہ اپنے اللہ کے سامنے عاجزی کا اعتراف کر رہا ہے...... پھر یہ کہے:

''مجھے اس نفس پر اعتبار نہیں ...... یہ بارہا مجھے گٹر لائن میں گرا چکا ہے...... اے اللہ! اب تو صرف آپ ہی کا آسرا ہے......''

تو یہ عاجزی اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند آتی ہے...... کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت کی گود میں لے لیتے ہیں...... اور صاف حدیث شریف میں ہے کہ: **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ** میں ۹۹ بیماریوں سے شفاء ہے......'' اور گناہ کرنا یہ تو سب سے بڑی بیماری ہے......

دوستو! بغیر اللہ کی رحمت کے سایہ کے نفس کی شرارتوں سے بچنا ناممکن ہے...... کیونکہ نفس مثل بچھو کے مانند ہے...... دلیل اس کی قرآن پاک میں ہے......

''اِنَّ النَّفْسَ لَاَ مَّارَةٌ بِالسُّوْءِ '' نفس تو برائی کی طرف لے جانے والا ہے......

''اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ '' مگر جب تک اللہ کی رحمت کا سایہ ہے......

دوستو! جب تک اللہ کی رحمت کی حفاظت کا سایہ ہے نفس ہمارا کچھ نہیں کر سکتا...... لیکن رحمت کا سایہ مانگنے کے لئے رونا پڑتا ہے...... مولانا رومیؒ فرماتے ہیں:

''جب تک بچہ نہیں روتا ماں کی چھاتی کا دودھ بھی جوش نہیں مارتا...... اسی طرح جب تک بندہ ربا کے سامنے نہیں روتا رب کی رحمت جوش میں نہیں آتی......''

جوانی کر فدا اس پر جس نے دی جوانی

ارشاد فرمایا کہ: اے جوانو میں نے جوانی اللہ پر فدا کی ...... میں جوانی کو اللہ پر فدا کرنے کا مزہ چکھ چکا ہوں...... لہٰذا اے جوانو! میں تم کو اللہ پر جوانی فدا کرنے کا مزہ چکھانا چاہتا ہوں...... کیونکہ میں جوانی کو حسینوں پر فدا کرنے والوں کو دیکھ چکا ہوں...... حتیٰ کہ کل میں نے ان کی جوانی دیکھی...... آج ان کا بڑھاپا بھی میں نے دیکھ لیا...... آج ان کی جوانی کو بڑھاپے نے کھالیا...... ان کی کمر جھک گئی...... دانت نکل گئے...... ہاتھ میں لاٹھی آگئی ...... اب اگر یہ اللہ تعالیٰ پر فدا ہو گئے تو وہ درجہ ان کو نہیں ملے گا جو جوانی فدا کرنے پر انعام دیا جائے گا...... آج مولیٰ سے دور ہو کر افکار و حوادث نے ان کے رنگ تک کو سیاہ کر دیئے...... دوستو! جوانی کے ایام اللہ کے قرب کی لذت کو لوٹنے کے ہیں...... کما لو میری جان کمانے کے دن ہیں...... اللہ تعالیٰ پر جوانی کو فدا کر کے خون آرزو سے کما لو...... یہ کمائی عجیب ہے کہ خون آرزو کا دریا مولیٰ کیلئے بہادو...... پھر اسی دریا میں بہہ کر تم اللہ تک پہنچ جاؤ گے......

لذتِ قربِ مولیٰ کو پانے کا طریقہ

ارشاد فرمایا کہ: اگر اللہ تعالیٰ کی محبت کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو دل کو توڑنے کی مشق کرو ...... اللہ کے قانون کو توڑنے کی مشق کرنے والو! کبھی دل کو بھی اللہ کے لئے توڑ کر دیکھو......

سارے عالم کا مزہ اللہ تعالیٰ آپ کو دے دیگا...... جب کوئی شخص حسین چہرے کے آنے پر اس کو نہیں دیکھتا...... دل کو توڑ دیتا ہے...... تو اللہ تعالیٰ اس بندہ کو نگاہ پیار سے دیکھتے ہیں ...... کہ میرے بندہ نے دل کو توڑ دیا مگر میرے حکم کو نہیں توڑا......

اس قلب کی لذت اور مستی کے سامنے بادشاہوں کے تخت و تاج کی لذت بھی کم ہو جاتی ہے ...... جس کو اللہ تعالیٰ پیار سے دیکھیں اس کے دل کی کیفیت کو دنیا کی کوئی لغت نہیں بیان کر سکتی......

جس طرف کو رخ کیا تو نے گلستاں ہو گیا

حفاظت نظر کے حکم کی وجہ!!!

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! نظر بچانے سے دل پر کرنٹ لگ جائے...... جھٹکا لگ جائے ......اس کی پرواہ مت کرو...... یہ سوچو کہ نظر کو آزاد کرنے پر جو دوزخ کی تکلیف ہوگی وہ زیادہ ہے...... حدیث شریف میں ہے:

"جب دو بلا میں ٹکراؤ ہو جائے تو جو کم درجہ کی بلا ہو اس کو اختیار کرو......"

میرے قلب میں اللہ تعالیٰ نے ایک بات اور ڈالی...... جب پانی سے بجلی سائنسدان پیدا کرتے ہیں...... تو پانی میں جھٹکا مارتے ہیں...... زبردست جھٹکے سے لہروں کو لہروں سے ٹکراتے ہیں...... اس جھٹکے سے بجلی پیدا ہوتی ہے...... تو اللہ تعالیٰ نے اپنے قرب کی تجلی عطا فرمانے کے لئے حسیناؤں کو پیدا فرمایا...... اور نظر کے بچانے کا حکم دیا...... تاکہ تمہارے دل میں جھٹکا لگے اور تمہارے قلب کی موجیں...... میری محبت کی موجوں سے ٹکرائیں...... پھر تمہارے قلب کو ہم وہ تجلی عطا کریں گے کہ اس تجلی کے سامنے بجلی کیا حقیقت رکھتی ہے...... یہ بجلی کسی کو لگ جاتی ہے تو وہ مر جاتا ہے...... اور اللہ تعالیٰ کی تجلی جس کو لگ جاتی ہے تو وہ زندہ ہو جاتا ہے......

پاک دل میں پاک مولیٰ کا نزول

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! اگر نظر ناپاک ہوگی تو دل پلید ہوگا...... پھر مولیٰ کے قابل تمہارا دل نہیں رہے گا...... کیونکہ اللہ تعالیٰ پاک ہے...... پاک دل میں وہ اپنی تجلی نازل کرتا ہے ......اللہ تعالیٰ کا شکر ہے نظر کو حرام فرما کر اللہ تعالیٰ نے ہمیں پاک رہنے کی ضمانت دی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کا بے مثل مزہ

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! سمجھ لو...... جس نے مولیٰ کو پالیا...... اس سے بڑھ کر کوئی بادشاہ نہیں ہے...... اس سے بڑھ کر کوئی لذت نہیں ہے...... جسے مولیٰ کو پانے والا پاتا ہے...... کیونکہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا مزہ بے مثل ہے...... غیر محدود ہے...... غیر فانی ہے......

دوستو! جس نے اللہ کو نہ پایا وہ موت کے وقت بہت ہی محروم ہو جائے گا...... کیونکہ جن سے وہ دل بہلا رہا ہے مرتے ہی یہ چھوٹ جائیں گے...... جن لیلاؤں کے چکر میں یہ مولیٰ کو بھولا ہوا تھا قبر میں یہ اکیلا جائے گا...... لیلیٰ جو بہت زیادہ محبت کے دعوے کرتی تھی...... یہ قبر میں ساتھ نہیں جائے گی وہاں تو کپڑے بھی اتار لئے جائیں گے...... کلائی کی گھڑی بھی اتار لی جائے گی...... لہٰذا اس ذات پاک سے دل بہلاؤ جو موت کے بعد آنے والی تمام منزلوں میں کام آئے گا......

اللہ کی محبت نے زنا سے بچالیا

ارشاد فرمایا کہ: ایک نوجوان جو کہ حکیم الامت تھانویؒ سے بیعت تھا...... اس کو لندن میں ایک لڑکی نے ورغلانے کی کوشش کی...... وہ چونکہ حکیم الامت کے مجاز صحبت بھی تھے...... انگریز لڑکی ان کے کمرے میں گھس گئی...... یہ فوراً نکل کر دروازے کی طرف بھاگ گئے ...... وہ کھڑکی سے آئی...... دروازہ سے نکل کر بھاگے اور فوراً چیخ کر کہا ؎

نہ میں ہوں کسی کا! نہ تو ہے کسی کی   میں بھی خدا کا! تو بھی خدا کی

خبردار مجھ سے نافرمانی کی توقع مت رکھنا...... ورنہ زبردست پٹائی کروں گا...... اس کو مایوس کر کے بھگا دیا...... حسینوں کو زیادہ لفٹ مت کراؤ......

دین کی بات سیکھنا ہزار نوافل سے افضل ہے

ارشاد فرمایا کہ: یاد رکھو جب دین کی اجتماعی بات ہو رہی ہو...... اس وقت صلوٰۃ التسبیح پڑھنا...... یا قرآن کی تلاوت کرنا جائز نہیں...... کیونکہ دین کا ایک مضمون سیکھنا ایک ہزار رکعت نفل سے افضل ہے...... کیا آپ ۱۰۰۰ رکعت پڑھ سکتے ہیں...... اجتماع میں بیان کے موقع پر

آپ نماز پڑھ رہے ہیں اور مقرر اور سامعین کے درمیان حائل ہو رہے ہیں...... گویا کہ آپ لوگوں کو دین کی بات سننے سے روک رہے ہیں...... اس میں بجائے ثواب کے ایک طرح کی ناراضگی کا خطرہ ہے...... یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا اس کے راوی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ہیں اور اس بات کو حکیم الامتؒ نے حیاۃ المسلمین میں لکھا ہے......

ارشاد فرمایا! دوستو! رزق خدا کے ہاتھ میں ہے...... میں نے انگوٹھے چھاپ کو دیکھا کہ درجنوں ملازم رکھے ہوئے ہیں...... قاضی شیرازیؒ فرماتے ہیں کہ:

''بعض لوگوں کو خدا اس طرح روزی دیتا ہے کہ بڑے بڑے عقلمند حیران رہتے ہیں...... کہ میں نے Msc کیا مجھے نوکری نہیں مل رہی اور یہ دستخط بھی نہیں کر سکتا اور فیکٹری چلا رہا ہے......''

دوستو! رزق خدا کے ہاتھ میں ہے...... یہ مت سوچو کہ ڈاڑھی رکھنے کے بعد لوگ بے وقوف سمجھ کر نوکری نہیں دیں گے...... یہ سب شیطانی دھوکہ ہے...... میں جب فرانس میں جا رہا تھا تو فرانس ائرلائن پر میرے ساتھ چار دوست داڑھی والے تھے...... تو جہاز کا افسر آیا اور ہم سے کہنے لگا:

''You are Padri'' بیگ صاحب نے انگریزی میں جواب دیا: ہاں......

یہ سننا تھا کہ وہ افسر ہر وقت ہم لوگوں کی خدمت کرتا رہتا...... حالانکہ اس جہاز میں بڑے بڑے اپ ٹو ڈیٹ لوگ بھی تھے...... مگر کسی کی انہوں نے وہ خدمت نہیں کی جو ہماری کی...... یہاں تک کہ نماز کے لئے سورج نکلنے تک کا ہمیں خود بتانے آیا...... یہی کہتا ہوں دوستو! سارا جہاں آپ کا ہوگا...... اور جسے اللہ نہ ملا سمجھ لو وہ گر گیا۔

اٹھا کر سر تمہارے آستاں سے   زمیں پر گر پڑا آسماں سے

جس نے اللہ کو ناراض کیا...... سمجھ لو مچھر کی بھی قیمت اس سے بہتر ہے......

اللہ تعالیٰ کا خزانہ محبت

ارشاد فرمایا کہ: مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ خزانہ ویرانہ میں دفن ہوتا ہے یا شہر میں؟ فرماتے ہیں کہ: ''تم اپنے دل کی بُری خواہشوں کو توڑ دو گے اور دل ویرانہ بن جائے گا تو اسی دل میں آجائے گا اللہ کی محبت کا خزانہ......''

اور اللہ تعالیٰ کی ولایت اور دوستی کے خزانہ کے سامنے ساری دنیا کے خزانے حقیر ہیں

......اگر چاہتے ہو کہ ہمارے دل میں اللہ کی محبت کا خزانہ آجائے تو بُری خواہشات کو توڑ دو ...... پر اللہ کے حکم کو نہ توڑو...... دوستو! نظر کو اللہ تعالیٰ کا غلام بناؤ اور کہہ دو۔

اے نفس ظالم! تو ان حسینوں کو دیکھنے کا متقاضی ہے...... یہ قیمتی ہے یا اللہ کا حکم زیادہ قیمتی ہے

دل کی مٹھائی اللہ کی یاد ہے

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! دل کی مٹھائی اللہ تعالیٰ کی یاد ہے...... اللہ کا ذکر ڈائریکٹ دل کو میٹھا کرتا ہے...... شیخ محی الدینؒ فرماتے ہیں کہ: ''اللہ تعالیٰ کے نام سے دل کو مٹھاس ملتی ہے مگر بعض عاشقوں کو زبان میں بھی مٹھاس ملتی ہے......''

چنانچہ تھانہ بھون میں ایک بزرگ تھے سائیں توکل شاہ...... انہوں نے حضرت حکیم الامتؒ سے ایک دن کہا: مولوی جی! جب میں اللہ کا نام لیتا ہوں ......تو میرا منہ میٹھا ہو جاتا ہے...... پھر فرمایا: اللہ کی قسم مولوی جی میرا منہ میٹھا ہو جاوے...... اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی محبت کی مٹھاس دے......

دوستو! بحیثیت مسلمان میں قسم کھا کر کہتا ہوں جس کو اللہ تعالیٰ اپنی مٹھاس دیتے ہیں تو پھر اس کے دل کی لذتوں کے سامنے سورج اور چاند کی روشنی پھیکی ہو جاتی ہے......

کالا خضاب سب سے پہلے فرعون نے لگایا

ارشاد فرمایا کہ: کالے خضاب سے بچو کیونکہ مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے...... سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''جو کالا خضاب لگائے گا قیامت کے دن اس کا منہ کالا کر دیا جائے گا......'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے:

''یکون قوم یخضبون فی آخر الزمان بالسواد کحواصل الحمام لا یریحون رائحۃ الجنۃ ......'' (حوالہ سنن ابی داؤد ۴/ ۴۱۹)

''کچھ لوگ آخری زمانہ میں کبوتر کی پوٹ کی طرح سیاہ خضاب لگائیں گے...... ایسے لوگ جنت کی خوشبو بھی نہ پائیں گے......''

ان کے مسکرانے پر اپنا ایمان نہ بیچو

ارشاد فرمایا کہ: اللہ کا سچا عاشق حسینوں کو دل نہیں دیتا بلکہ اپنا دل اس کو دیتا ہے جو خالق ہے...... اور اللہ کا نافرمان بندہ حسینہ کے مسکرانے سے اپنا ایمان اس کے حوالہ کر دیتا ہے...... صحابہ کرامؓ نے تو گردن کٹوادی...... مگر ایمان نہیں دیا......

رزق میں برکت کی حقیقت

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! جو غذا اللہ تعالیٰ نے کھلائی ہے اس سے ملنے والی طاقت اور خون کو اللہ تعالیٰ پر قربان کر دیا...... زخم حسرت کھالیا تو یہ اس رزق کا شکریہ ادا ہو گیا ...... تو پھر یہ رزق برکت والا ہو گیا...... اور اگر اللہ تعالیٰ کا رزق کھا کر ٹی وی دیکھتا ہے ...... VCR دیکھتا ہے...... گانا سنتا ہے...... اللہ کی نافرمانیوں کے گندے خیالات پکاتا ہے تو سمجھ لیجئے وہ رزق اس کے لئے برکت والا نہیں ہے...... جس کی کھائے اس کے گیت نہ گائے...... بلکہ اس کی بغاوت میں طاقت کو استعمال کرے...... تو یہ کتنا بڑا ظالم ہے...... آپ خود سوچ لیں......

آپ کا نوکر آپ کی کھائے مگر آپ کی بغاوت کر کے آپ کے خلاف تحریک چلائے تو آپ اس کو کیا سمجھیں گے...... مولانا رومیؒ فرماتے ہیں: ''جو شخص روٹی سے ملنے والی طاقت کو اللہ پر فدا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک نور عطا کرتے ہیں ...... اور پھر جب اس پر عبادت کا نور اثر کرتا ہے تو جان بھی دے دیتا ہے......''

دوستو! جتنی بھی ہماری نالائقیاں ہیں سب کی وجہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں کمی ہے ...... آج سے سر سے پیر تک اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی نیت کر لو...... ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا ہی میں سلطنت معلوم ہو گی...... آپ کو خوشی خوشی محسوس ہو گی آپ دنیا میں دیکھ لیں جو غلام اپنے مالک کو خوش کرتا ہے...... تو آپ کا بھی دل چاہتا ہے کہ میں اس نوکر کو خوش کر دوں گا...... دوستو! اللہ تعالیٰ کی ذات انسانوں سے ہزاروں گنا زیادہ قدردان ہے......

چھوٹے گناہ سے کیا ہوتا ہے؟

ارشاد فرمایا کہ: بعض لوگ کہتے ہیں کہ چھوٹے سے گناہ سے کیا ہوتا ہے؟ کبھی کبھی چھوٹا موٹا گناہ کرلیں تو کیا حرج ہے؟ میں نے ان سے کہا کہ بھئی ہم ذرا ایک اعشاریہ آدھے انچ سے بھی کم کانٹا آپ کو چبھا دیتے ہیں کیا ہوگا...... آپ کو پھر نہ کباب اچھا لگے گا...... نہ ہی شباب اچھا لگے گا......

دوستو! چھوٹا گناہ کرنا ایسا ہے جیسے اپنے ربا کو تھوڑا ناراض کرنا ہے...... دنیا ہی میں دیکھ لو کہ کوئی عاشق ایک لمحہ کے لئے بھی اپنی محبوبہ کو ناراض کرنے سے ڈرتا ہے......

مگر یاد رکھو! جتنی بڑی ذات ہوتی ہے اس کو معمولی سا ناراض کرنا بعض اوقات زندگی کو جہنم بنانے کے لئے کافی ہو جاتا ہے......

مٹی کی حسینہ پر مرنے والوں کے لئے:

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! ہم مٹی سے بنے ہیں...... مگر افسوس خالق نے بنایا اپنے پر مر مٹنے کے لئے...... مگر ہم مٹی پر مر کر مٹی ہو رہے ہیں...... مٹی کی کار...... مٹی کا بنگلہ...... مٹی کی بیوی...... مٹی کی روٹی...... مٹی کے کباب...... مٹی کی بریانی......

ان سب کو قبر میں دفن کر دو تو کیا حاصل ہوگا...... تین دن کے بعد وہاں مٹی نظر آئے گی ...... حسین بیوی کو انتقال کے بعد جا کر دیکھو تو وہاں صرف مٹی ملے گی...... جاؤ جاؤ مجنوں اور لیلیٰ کی قبر دیکھو...... وہاں مٹی ہی ملے گی......

راوی کے کنارے اک ٹوٹا سا مکاں ہے   دن کو وہاں شب کی سیاہی کا سماں ہے

کہتے ہیں یہ آرام گاہ نور جہاں ہے

اللہ پر مرنے والے کی قبر کا منظر

ارشاد فرمایا کہ: اللہ والے اپنی قبروں میں ہزاروں سال بعد بھی اسی حالت میں رہتے ہیں...... امام احمد بن حنبلؒ کے بارے میں ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ: ۲۳۰ سال بعد امام

احمد بن حنبلؒ کی قبر کھودی گئی:

ان کے پہلو میں کچھ معزز لوگ دفن تھے..... ایک دن اچانک قبر کی دیوار گر گئی..... دیکھنے والوں نے بتایا کہ ان کا کفن بالکل سفید تھا..... ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی ابھی پہنایا گیا ہے..... اور ان کے جسم میں ذرہ بھی تغیر پیدا نہیں ہوا تھا..... یہ اردو ڈائجسٹ کی بات نہیں ہے..... یہ شارح مشکوٰۃ ملاعلی قاریؒ کی نقل کردہ بات ہے جو جنۃ المعلیٰ میں مدفون ہیں..... اس عظیم مرتبہ کی کیا وجہ تھی؟

کیونکہ امام احمد بن حنبلؒ نے اللہ کے راستہ میں کوڑے کھائے تھے..... امام شافعیؒ امام احمد بن حنبلؒ کے استاد تھے..... امام شافعیؒ نے جیل میں ان کے پاس قاصد بھیجا کہ جس قمیض پر آپ کو کوڑے مارے گئے وہ قمیض مجھے عنایت فرما دیں.....

"فَاَرْسَلَ قَمِيْصَهٗ اِلَى الشَّافِعِیْ" امام احمد بن حنبلؒ نے اپنا کرتہ استاد کی طرف بھیج دیا۔

"فَغَسَلَهٗ الشَّافِعِیُّ" امام شافعی نے اس کو دھویا.....

"وَشَرِبَ مَاءَهٗ" اور برکت کی نیت سے وہ پانی پی لیا..... پس دوستو! مٹی کی کوئی قیمت نہیں ..... معلوم نہیں کہ کب بلاوا آجائے اور ہم مٹی ہو جائیں..... اس لئے جلدی جلدی اپنی آرزوؤں کو خدا پر فدا کر کے مٹی ہونے سے بچالو..... اللہ کا عاشق مٹی پر فدا نہیں ہوتا..... بلکہ خالق مٹی پر فدا ہوتا ہے..... خوب سمجھ لو جو آرزو خدا پر فدا ہو جائے اب سمجھ لو کہ تمہاری مٹی قیمتی ہو گئی.....

اللہ تعالیٰ کو بندہ کی آہ و فغاں پسند ہے

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! آج سچے دل سے دو رکعت پڑھ کر معافی مانگو اور خطاؤں کو بھول جاؤ..... بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ میرے گناہوں کو اللہ تعالیٰ کیسے معاف کرے گا؟ یہ بظاہر تواضع کر رہا ہے مگر حقیقت میں یہ متکبر ہے..... یہ اپنے گناہوں کو اللہ کی رحمت سے بڑا سمجھتا ہے..... اس لئے توبہ کر کے پھر کام میں لگ جاؤ..... بقول حضرت مولانا شاہ مسیح اللہ صاحبؒ ؎

گر پڑے' گر کر اٹھے' اٹھ کر چلے ۔۔۔ ہم نے طے کیں اس طرح سے منزلیں

دیکھئے ایک ماں کا بچہ گندگی میں گرتا ہے تو ماں اس کو صاف کرتی ہے..... کاجل لگاتی ہے..... پھر دوبارہ سینہ سے لگا لیتی ہے.....

اللہ کا معاملہ بھی ہم سے ایسا ہی ہے..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا

کہ بندہ کی آپ کو کیا ادا پسند ہے؟ کہ جس سے آپ بندے کو محبوب بنالیتے ہیں...... مولانا رومیؒ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! جس طرح سے تین سال کے بچہ کی ماں کسی لغزش پر کان پکڑ کر نکالتی ہے نکل نالائق گھر سے...... وہ نکالنا نہیں ہوتا بلکہ تنبیہ ہوتی ہے...... تو وہ بچہ بجائے نکلنے کے ماں کے پیر سے لپٹ کر زاروقطار روتا ہے...... میں اپنے بندوں سے یہی تعلق پسند کرتا ہوں کہ اگر شیطان اس سے کوئی خطا کرا دے تو یہ رو رو کر اللہ کو منالے......''

گناہوں میں غرق نہ ہو...... بے حس اور بے غیرت نہ بن جائے کہ گناہوں میں پڑا ہوا ہے اور احساس بھی نہیں ہے ایسا نہ ہو......

تقویٰ کے باوجود خطا کی حکمتیں

ارشاد فرمایا کہ: بعض اوقات خطاؤں سے کبروعجب کا ملیریا ختم ہو جاتا ہے...... کیونکہ بعض اوقات کثرت عبادت وتقویٰ سے انسان فرشتوں سے اپنے کو افضل سمجھنے لگتا ہے...... یا پھر بعض اوقات بندہ کے آنسو کثرت عبادت کے باوجود نہیں نکلتے...... مگر خطاء کے بعد یہ بندہ رو رو کر عرش اعظم کو ہلا دیتا ہے...... مولانا شاہ محمد احمدؒ فرماتے ہیں:

کبھی اللہ تعالیٰ نیکی کے ذریعے اپنا قرب دیتے ہیں...... کبھی توفیق توبہ دے کر ندامت کی لذت سے آشنا کرتے ہیں...... اور یہ لذت ندامت فرشتوں کو بھی نصیب نہیں ہے...... اور جب یہ بندہ روتا ہے تو ان آنسوؤں کی زیارت کے لئے فرشتے آتے ہیں...... یہ آہ ونالہ آسمان پر نہیں ہیں یہ تو زمین والوں کی قسمت میں یہ نعمت ہے...... کوئی فرشتہ ندامت سے نہیں روتا کیونکہ وہاں خطائیں ہوتی ہی نہیں ہیں...... علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ:

''جب بندہ روتا ہے تو فرشتہ اللہ تعالیٰ سے اجازت مانگتا ہے کہ اے اللہ! آپ اجازت دیں کہ میں یہ پیاری آواز کو سن لوں......''

تو گنہگاروں کا رونا...... عبادت کرنے والوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے...... مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ: ''جب شرمندگی سے ندامت سے کوئی روتا ہے کہ اے خدا! مجھ کو معاف کر دیجئے تو گنہگاروں کے رونے سے عرش الٰہی ہل جاتا ہے...... اور فرماتے ہیں کہ بچہ جب روتا ہے تو ماں کا کلیجہ رحمت سے ہلنے لگتا ہے اور جب بندہ روتا ہے تو عرش اعظم ہل جاتا ہے......''

مولانا شاہ محمد احمدؒ صاحب فرماتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ملائکہ کی طرح معصوم بنا سکتا تھا...... مگر اللہ تعالیٰ نے ایسا مادہ رکھ دیا کہ کبھی کبھی ہاتھی بھی پھسل جاتے ہیں......''

سوائے نبی کے کوئی معصوم نہیں...... لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم پر استغفار فرض کیا...... ندامت کے آنسو فرض کئے...... تا کہ ایک مخلوق ایسی پیدا ہو جو خطاؤں کے بعد استغفار و توبہ کرے...... ورنہ اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت کا کہاں نزول فرمائے...... اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں کو دونوں مزے دیتا ہے......

کبھی طاعتوں کا سرور ہے! کبھی اعتراف کا قصور ہے
ہے مَلَک کو جسکی نہیں خبر! وہ حضور میرا حضور ہے

دوستو! فرشتہ کو بھی اللہ تعالیٰ کی محبت میں اور ندامت میں رونے کی لذت کی خبر نہیں۔

دوستو! اللہ تعالیٰ کے عشق و محبت کی یہ چنگاری فرشتہ کو حاصل نہیں...... یہ صرف انسان ہی کی مٹی میں اللہ تعالیٰ نے شامل کی ہے...... مگر افسوس بعض نادان اس عشق کو مولیٰ پر فدا کرنے کے بجائے لیلیٰ پر فدا کرتے ہیں......

اللہ تعالیٰ کے پیاسوں کی نشانی

ارشاد فرمایا کہ: جو لوگ اللہ کے پیاسے ہوتے ہیں...... اللہ والوں کی محبت سب سے زیادہ رکھتے ہیں...... اس کی وجہ یہ ہے کہ جس کو جس چیز سے محبت ہوتی ہے وہ اسی چیز والے کی طرف بھاگتا ہے...... مٹھائی کا عاشق ہے تو مٹھائی والے کی طرف بھاگتا ہے...... کپڑے کا عاشق کپڑے والے کی طرف بھاگتا ہے...... اور اللہ کا عاشق اللہ ہی کی طرف بھاگتا ہے...... آج اللہ والے کے پاس لوگ دنیا خریدنے جاتے ہیں کہ تعویذ دے دو...... لیکن کبھی ان سے یہ پوچھا کہ اللہ کیسے ملتا ہے...... کپڑے والے سے کپڑا لیتے ہو...... امرودوں والے سے امرود لیتے ہو...... مگر کبھی اللہ والے سے یہ نہیں کہا کہ مجھے اللہ سے ملا دیں...... اللہ کی محبت سکھا دیں......

موجودہ زمانہ میں دین پر چلنے کا 50 گنا زیادہ ثواب

ارشادفرمایا کہ: اس زمانہ میں نیک عمل پر...... ۵۰ مومن کی عبادت کا ثواب ایک ہی آدمی کو اس نیکی پر ملے گا...... صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!...... اس زمانہ کے مومن یا اُس زمانہ کے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں میرے زمانہ کے 50 صحابہ کے برابر اللہ ان لوگوں کو اجر دے گا جو آخری زمانہ میں آئیں گے...... اس کی کیا وجہ ہے؟

حضرت والا نے ارشادفرمایا کہ اس زمانہ میں دین پر چلنا ایسا ہے جیسا کہ ہاتھ میں آگ کا انگارہ رکھنا...... اس زمانہ میں دین پر چلنا مشکل ہو گیا ہے...... تو اس زمانہ میں جو دین پر قائم رہے گا اس کو 50 صحابہ کے برابر اعمال کا ثواب ایک ایک نیکی پر ملے گا......

مالک کی ناراضگی سے بچیے

ارشادفرمایا کہ: جو زندگی دینے والے کو خوش رکھ کر جیتا ہے اس کا جینا بہت مبارک ہے ...... زندگی اس کی مبارک ہے...... جو زندگی دینے والے کو ہر وقت خوش رکھتا ہے...... ان کو ناراض کر کے جینا بھی کوئی جینا ہے...... جو زندگی دینے والے کو ناراض کر کے جیتا ہے......

اس کا ناشتہ کرنا...... اس کا چائے پینا...... اس کا کھانا کھانا...... سب غیر شریفانہ ہے ...... بتاؤ بھئی! ابا ناراض ہو اور تم اسی کے گھر میں بیٹھ کر اس کا مال اڑاؤ...... اور اس کی بات بھی نہ مانو...... اور پھر بغیر تکلیف کے پیٹ کو بھر بھی رہے ہو......

ارے ظالم! جب مالک کو ناراض کرتا ہے تو اس کی کھاتا کیوں ہے؟ دوستو! نمک حرامی سے باز آ جاؤ...... کب تک ان کو ناراض کرتے رہو گے؟

اللہ سے دوستی پر تحفہ کرامت کا انعام

ارشادفرمایا کہ: حضرت ابراہیم بن ادہمؒ دریائے دجلہ کے کنارے چادر سی رہے تھے ...... ایک آدمی پل سے نیچے جھانک رہا تھا...... وہ گر گیا اور دریا میں سیلاب کا پانی بہہ رہا تھا ...... حضرت ابراہیم بن ادہمؒ نے اس کو دیکھا تو فوراً آپ کے منہ سے نکلا:

" یا الله ! "اسی وقت وہ پل اور دریا کے درمیان معلق ہو گیا...... بیچ میں کوئی رسا نہیں ہے مگر وہ بغیر رسے کے ہوا میں کھڑا ہوا ہے...... پھر لوگ اس کو بچانے کے لئے دوڑے اور پھر اس کی طرف رسا پھینکا اور اس کو اوپر اٹھا لیا......

تو سلطان ابراہیم بن ادھمؒ سے پوچھا گیا کہ آپ نے کیا وظیفہ پڑھ دیا اور یہ کرامت کیسے آئی؟ فرمایا: جب میں نے اللہ کہا تھا تو دل میں اللہ کے سوا کچھ نہ تھا...... اور امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ یہی اللہ اسم اعظم ہے...... مگر......

" الاسم الاعظم هو الله بشرط ان تقول الله ليس فى قلبك سوا الله "

یعنی اللہ کو اس درد سے پکارو...... کہ ایسا اللہ نکلے کہ دل میں اللہ کے سوا کچھ نہ ہو......

موت ساری عیاشیاں ختم کر دے گی

ارشاد فرمایا کہ: ایک قلعہ میں پانچ دریاؤں سے پانی آ رہا تھا...... بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ اندر کوئی کنواں کھود لو...... کیونکہ اگر کبھی دشمن بادشاہ نے حملہ کر دیا تو دشمن بادشاہ ان دریاؤں کے پانی کو مٹی ڈال کر بند کر سکتا ہے...... وزیر نے کہا: بادشاہ صاحب آپ کب سے مولوی ہو گئے...... یہ تو دقیانوسی ہے...... لگتا ہے آپ پر ملاؤں کی باتوں کا سایہ پڑ گیا ہے

......آج تو عیش سے گزرتی ہے عاقبت کی خبر تو خدا جانے......

دشمن بادشاہ نے حملہ کر دیا اور CID نے بتلا بھی دیا کہ قلعہ میں کنواں نہیں ہے...... بادشاہ نے حملہ کیا...... پانچ دریاؤں کے راستے کو بند کر دیا...... بادشاہ اور اس کے خاندان والے پیاس سے مر گئے...... مولانا رومیؒ اس مثال کو دے کر نصیحت فرماتے ہیں:

پانچ دریاؤں سے جو تم عیش لے رہے ہو...... آنکھ سے دیکھ کر...... زبان سے چکھ کر ...... کان سے سن کر...... ناک سے سونگھ کر...... ہاتھ سے چھو کر...... ان پانچ دریاؤں پر عزرائیل موت سے چند منٹ پہلے ان پر موت کی بے ہوشی طاری کر دیں گے...... پھر تمہارے سب کے سب دریا بند ہو جائیں گے اور باہر کی لذتیں ختم ہو جائیں گی

بچوں کو دیکھو گے...... نظر نہیں آئیں گے...... کباب منہ میں ڈالا جائے گا... مگر چکھ

نہ سکو گے ...... ہاتھ سے چھوؤ گے ...... اس وقت ساری شہوت ختم ہو چکی ہو گی ...... دوستو! ایک دن ایسا ہم سب پر آنے والا ہے ...... اس کا نام موت کی غشی ہے ...... اختر کا شعر ہے۔

آ کر قضا باہوش کو بے ہوش کر گئی ہنگامہ حیات کو خاموش کر گئی

اس وقت ساری اسکیمیں خاک میں مل جائیں گی ...... چھت ڈالنا ہے ...... فلاں پلاٹ لینا ہے ...... فلاں موٹر لینی ہے ...... فلاں کے ساتھ عیاشی کرنی ہے ...... یہ سب منصوبے ختم اب جزا کا زمانہ شروع ......

اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ پر مرنے والوں کیلئے مثال عبرت

ارشاد فرمایا کہ: ۱۶ سال کا ایک شہزادہ ۸۰ سال کی بڑھیا پر عاشق ہو گیا ...... حتیٰ کہ ۸۰ سال کی بڑھیا کی محبت میں چاند چہرے والی شہزادی کو بھی چھوڑ کر رات کے اندھیرے میں بڑھیا کے پاس جاتا تھا ...... بال سفید ...... گال پچکے ہوئے ...... وجہ عشق جادو تھا ...... وہ بڑھیا جادوگرنی تھی ...... اس نے جادو سے خراب مال کو اچھا مال بنا کر پیش کر دیا تو شہزادہ عاشق ہو گیا ...... جب شہزادی سے شادی کے بعد کئی برس تک بچے نہیں ہوئے تو بادشاہ نے شہزادی سے پوچھا کہ میں دادا کب بنوں گا؟ اس نے کچھ جواب نہ دیا ...... ایک بڑے اللہ والے کو بلایا گیا ...... انہوں نے کہا کہ اس پر جادو ہے یہ بڈھی کے پاس جاتا ہے ...... بادشاہ نے کہا کہ میں آپ کے پیر پکڑتا ہوں کہ آپ اس کا جادو اتار دیں ...... اور اس جادو کے اترنے کی کیا علامت ہو گی۔

اللہ والے نے بتایا کہ جب اس پر سے جادو اتر جائے گا تو اپنی بیوی کو دیکھ کر روئے گا ...... کہ آج تک میں نے ناقدری کیوں کی ...... اور بڑھیا کے پاس جانے سے روئے گا ...... کہ میں اس کے عشق میں کیوں پھنسا ہوا تھا ...... چنانچہ اس شہزادہ کا جادو اللہ والے کی برکت سے اتر گیا ...... تو ایسا ہی ہوا ...... جب بڑھیا کو دکھایا گیا تو سر پیٹنے لگا کہ آہ! میں نے اس منحوس کے لئے اپنی جوانی برباد کر دی ...... اور اس شہزادی کو دیکھ کر کہا کہ میں نے کیوں ناشکری کی ...... ایسی پیاری صورت کو چھوڑ کر میں کہاں برباد ہو گیا ...... مولانا رومیؒ فرماتے ہیں:

"جو لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر غیر اللہ پر ...... حسینوں پر مرتے ہیں ...... ان کا انجام بھی یہی ہو

گا ...... موت کے وقت ان کو افسوس ہو گا کہ آہ ہم نے اس منحوس دنیا اور حسینوں کے چکر میں خالق حسن و دنیا سے دل نہ لگایا ...... اگر آج ہم اسی سے دوستی کر کے جاتے تو وہ ذات قبر میں بھی اور آخرت کی تمام منزلوں میں بھی کام آتی ...... مگر اس وقت افسوس کوئی فائدہ نہ دے گا ......"

اسی لئے دوستو! ابھی وقت ہے ...... لہٰذا سچی توبہ کر کے واپس اپنے مولیٰ کی طرف لوٹ جاؤ ...... اس کے لئے اللہ والوں کے پاس جاؤ تا کہ دنیا تمہیں ۸۰ سال کی بڑھیا لگنے لگے ...... بغیر ان کے پاس جائے کام نہ بنے گا ......

دنیا امتحان کا گھر ہے

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! اللہ کا سچا عاشق آخرت کے گھر کو مقصود بنا کر زندگی گزارتا ہے ...... نہ کہ دنیا کو آخرت سمجھ لیتا ہے ...... دنیا مسافر خانہ ہے یہ عیاشی کا جہاں نہیں ہے ...... ہم ایک ریل سے آئے ہیں اس کا نام پیدائش ریل ہے ...... اور دوسری ریل سے ہم سب کو جانا ہے جس کا نام موت کی ریل ہے ...... اس وقت ہم ویٹنگ روم میں ہیں ...... اس لئے دنیا میں ہر وقت اللہ کی طرف متوجہ رہو ......

اللہ کا عاشق کون؟

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ اللہ کے عاشق وہی ہیں جن کو دنیا میں کہیں بھی مزہ نہیں آتا اللہ کے عاشق مالک کو یاد کر کے دو جہانوں سے بڑھ کر لذت حاصل کرتے ہیں ......

دوستو! اللہ سے بڑھ کر کوئی پیارا نہیں ...... جو پیاروں کو پیار کر سکتا ہے وہ کتنا پیارا ہو گا ...... اگر کسی کو سات سلطنت بھی مل جائے مگر خدا نہ ملے تو اس سے بڑھ کر کوئی مسکین نہیں ...... سب سے بڑھ کر دولت مند وہ ہے جس کو خدا مل جائے ......

اللہ کی محبت بقدر غم ملتی ہے

ارشاد فرمایا کہ: اللہ کی محبت بقدر غم عطاء ہوتی ہے ...... جن لوگوں نے اللہ کے راستے کا غم اٹھایا ہے ...... بقدر غم ان کے دل میں اللہ اپنی محبت کا خزانہ عطا فرماتے ہیں ...... جتنا

ان کے دل میں غم آتا ہے...... مسلسل مجاہدہ اور مسلسل زخم حسرت کی برکت سے ان کے دل پر تجلیات کا نزول ہوتا ہے...... چنانچہ وہ عاشق خدا کہتا ہے ۔

ان حسینوں سے نظر بچانے میں ہم نے غم بھی بہت اٹھائے ہیں

بس دوستو! اس غم کو برداشت کرلو...... ان شاء اللہ پھر ساری کائنات کی بہاریں آپ کے قدموں میں ہوں گی...... میرا شعر جو کہ حدیث قدسی سے اخذ کیا ہوا ہے ۔

میں ڈھونڈ رہا ہوں تجھ کو محبت تو کہاں ہے تو   اک قلب شکستہ تیری خاطر لئے ہوئے

دوستو! جو دل کو توڑ دیتا ہے لیکن اللہ کے قانون کو نہیں توڑتا...... اس کو اللہ نہیں ملتا...... اللہ انہیں ملتا ہے جو خواہشات کا خون کر دیتے ہیں...... خون تمنا پینے والے کو ہی اللہ ملتا ہے...... دوستو! ایک شخص معشوقہ کے باپ کے جوتے اور ڈنڈے کے ڈر سے گناہ نہیں کرتا...... جوتے کی طاقت سے تو نظر بچالے گا مگر یہ بیوقوف اللہ کی طاقت سے نہیں ڈرتا...... اور دوسرا شخص اللہ کی محبت میں دل کو پاش پاش کر دیتا ہے...... یہ اللہ کا محبوب بندہ ہے...... یہ اللہ کا مقبول اللہ کا پیارا ہے...... اللہ کا خاص بندہ ہے...... یہ قسمت والا بندہ ہے جو مٹی پر نہیں بلکہ خالق مٹی پر فدا ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ کے وجود کے حیران کن دلائل

ارشاد فرمایا کہ: مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ جامعہ اشرفیہ کے استاد...... اللہ اللہ ...... کررہے تھے...... ایک بڑے میاں گزرے جو کہ سائنسدان تھے...... کہنے لگے: اللہ کہاں ہے؟ جو تم اسے پکار رہے ہو؟ مولانا نے فرمایا: یہ زمین اور چاند یہ سورج...... یہ بغیر ستونوں کے آسمان یہ پہاڑوں کی بلندی یہ درخت ان سب کو جو چلا رہا ہے وہی میرا اللہ ہے......

سائنسدان نے کہا: ارے مولانا! یہ سارا نظام میگنٹ سے چل رہا ہے؟...... مولانا نے یہ سن کر ایک لاٹھی اس کی کھوپڑی پر ماری...... سائنسدان نے کہا: آپ کو کوئی جواب نہیں آیا تو آپ نے جاہلانہ جواب میں مجھے لاٹھی ماردی......

مولانا کہنے لگے: ارے یہ لاٹھی میں نے نہیں چلائی...... یہ میگنٹ سے چلی ہے...... جب سارا عالم میگنٹ سے چل رہا ہے تو اس عالم کا جز میری لاٹھی بھی ہے......

دوستو! جب دھواں اٹھتا ہے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ کہیں آگ جل رہی ہے..... اسی طرح یہ سرسبز درخت..... بلند پہاڑ..... جنگلوں میں ہزاروں درندے..... بغیر ستون کے آسمان یہ کہتا ہے کہ ہم خود نہیں بنے' ہمیں کسی نے بنایا ہے..... اس سائنسدان کی کھوپڑی ایک لاٹھی کھا کر صحیح ہو گئی..... مولانا کہنے لگے: جب ایک لاٹھی بغیر چلانے کے نہیں چل سکتی..... تو پھر یہ سورج کا روزانہ آنا جانا..... بارش کا برسنا..... یہ دن آنا چلا جانا..... یہ سب پھر خود بخود کیسے چل رہا ہے.....

اہل مکہ و مدینہ کی غیبت سے بچو

ارشاد فرمایا کہ: میرے پیر و مرشد شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ مکہ مدینہ والوں کی غیبت مت کیا کرو..... اگر کوئی ان کا عیب بیان کرے تو کان بند کرلو..... کیونکہ وہ ہمارے بڑوں کی اولادیں ہیں..... ان کے واسطے سے دین ہم تک پہنچا ہے.....

اور جب ان کو ہوش آئے گا تو وہ سات چکر طواف کریں گے..... ملتزم پر لپٹ کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لیں گے..... تو ان کے گناہ معاف ہو جائیں گے..... جبکہ سات سمندر پار شخص اتنی جلدی وہاں کیسے جا سکتا ہے؟.....

اور پھر وہ اللہ تعالیٰ کے پڑوسی ہیں..... ہر آدمی اللہ کے پڑوس میں قیام کرتا ہے کہ نہیں..... دوستو! اللہ کا پڑوسی ہونا..... سمجھ لو ان کے پاس بہت ہی اعلیٰ قسم کا راکٹ ہے..... جو کہ ان کو فوراً اللہ کا ولی بنا سکتا ہے..... اور اسی طرح اہل مدینہ کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کا قرب ہے..... اسی لئے بڑے بڑے علماء نے لکھا ہے کہ اہل مکہ و مدینہ کی برائی سے بچو.....

میں نے سنا کہ سوڈانی عورتیں حرم کے پاس انڈے بیچتی ہیں..... میرے حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ کے رشتہ دار نے اس عورت سے کئی دن تک انڈا خریدا..... اور کئی دن تک خریدا' خریدتے خریدتے ایک دن انڈا گندہ نکل آیا تو اس نے اس دن سے انڈہ خریدنا بند کر دیا..... تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی..... سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بہت غریب عورتیں ہیں بڑی دور سے آتی ہیں..... ان سے انڈہ خرید لیا کرو.....

اس دن سے بے ضرورت بھی انڈا خرید کر تقسیم کر دیا کرتے ..... یہ ہے حضور کے

پڑوس اور روضہ انور کی برکات ...... اسی طرح ایک حاجی نے مدینہ میں دہی کھائی ...... دہی کھٹی تھی ...... اسے مزہ نہیں آیا تو وہ کہنے لگا کہ یہاں کی دہی تو بہت بدذائقہ ہے......

کھا کر سو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی: فرمایا کہ بے ادب یہاں سے نکل جاؤ...... لہٰذا دوستو! مکہ اور مدینہ کے معاملہ میں زبان چلانے میں احتیاط کرو......

اہل حقوق کو ثواب پہنچایئے

ارشاد فرمایا کہ: صبح شام تین مرتبہ تینوں قل پڑھو...... پھر جو لوگ نمازوں کے بعد تسبیحات پڑھتے ہیں وہ یہ کہہ دیں کہ اے اللہ ان کا ثواب آپ اہل حقوق کو دے دیجئے...... ہم آپ کو کفیل بناتے ہیں کہ قیامت کے دن ان سے راضی نامہ کر دیجئے یہ ثواب دے کر جو کوتاہیاں ہم سے آپ کے بندوں کے بارے میں ہوئیں ان کو راضی کرا کر ہماری کفالت فرما دیجئے...... کفیل بڑی ذات کو بنایا جاتا ہے...... کسی کی غیبت کر لی...... کسی کی چغلی کر لی...... کسی کا حق مار لیا اور یاد بھی نہیں ہے...... یا جس کا حق مارا تھا بچپن میں اس کی چیزیں کھائی تھیں...... اب خبر بھی نہیں کہ وہ کدھر رہتا ہے تو ان تسبیحات کا ثواب یہ قیامت کے دن بہت کام آئے گا......

اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو کیا معلوم کہ قیامت کے دن ساری نیکیاں دے کر اسے راضی کرنا پڑے ...... پھر دوسرا حق لینے والا آیا تو پتہ چلا کہ اس کے گناہ آپ کے کندھے پر دنیاوی بدمعاشیوں کی وجہ سے ڈالے جا رہے ہیں......

اس لئے ان لوگوں کی نیت کر کے کچھ ثواب بخش دیا کرو جس کا حق مارا تھا اور ان کی خبر بھی نہیں...... یہ دعا پڑھتے رہا کرو: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَتَكَفَّلْ بِهٖ"

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کی توبہ کو قبول کر لیتا ہے ...... اگر اس کے پاس نیکی نہ ہوگی تو اس کا حق اللہ خود ادا کرے گا...... بچے نے کسی کا روپیہ لے لیا تو اس کو لوگ پکڑ کر مار رہے ہیں...... ابا وہاں پہنچ گیا ابا نے کہا یہ میرا بیٹا ہے اس کے پاس کچھ ہے بھی نہیں دینے کے لئے تم مجھ سے لے لو جو تمہیں چاہیے...... اس کے پاس کچھ نہیں ہے...... اسی طرح اگر ہم نے اللہ کو کفیل بنا لیا تو ہمارا رب ہمارے بوجھ کو خود ادا کرے گا

اللہ والوں کی شان

ارشادفرمایا کہ:"وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ"
اللہ والے وہ ہیں اگر ان سے خطا کا صدور ہو جائے تو نشئی کی طرح گناہوں میں مست نہیں رہتے
"ذَكَرُوا اللّٰهَ" ان کو اللہ یاد آجاتا ہے...... اللہ کا خوف ان کے سامنے آجاتا ہے
......پھر وہ اللہ والا کہتا ہے:"اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ"
میں اللہ سے ڈرتا ہوں...... اگر اس نے مجھے عذاب دیدیا تو پھر میرا کیا بنے گا...... کیا مطلب؟
"ذَكَرُوْا عَظْمَتَهٗ وَوَعِيْدَهٗ"
اللہ کی عظمت کو یاد کرتے ہیں...... جس نے شیروں کو پیدا کیا وہ خود کیسا ہوگا......

آج رو رو کر رب کو منالو

ارشادفرمایا کہ: دوستو! کب تک گناہوں کے سمندر میں ڈوبے رہو گے...... اس لئے اپنے مولیٰ سے معافی مانگو...... یہ اللہ والوں کی شان ہے......"فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ"
کہ اپنے مولیٰ کے سامنے خوب معافی مانگو...... یہ دولت خوش نصیبوں ہی کو ملتی ہے...... ورنہ کتنے لوگ کئی سال سے قیمتی دولت...... استغفار و توبہ" سے محروم ہیں...... دوستو! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
"وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ" ساری دنیا تمہیں معاف کردے میں نہ معاف کروں تو دنیا والوں کی معافی کچھ نہیں...... بتاؤ شیر ناراض ہے جنگل کے ایک لاکھ بندر کہتے ہیں کہ ہم نے معاف کر دیا کچھ خیال مت کرو...... لیکن وہ کہتا ہے اے بندرو تمہاری معافی کی کوئی حیثیت نہیں...... مجھ سے تو شیر ناراض ہے......

جو دل کی مانے پر خالق کی نہ مانے وہ بے وفا ہے

ارشادفرمایا کہ: دوستو! جس نے اپنے دل کی بات مان لی اور اللہ کو ناراض کر لیا تو گویا کہ اس نے اپنے دل کو خوش کرنے کے لئے...... خالق دل کو خالق...... کائنات کو ناراض کر دیا...... دوستو! سوچو کتنا غدار اور کمینہ ہے یہ شخص...... مالک سے پالنے والے سے بے وفائی

کر رہا ہے...... جو دل کی بات مانتا ہے یہ اللہ کے قانون کو توڑتا ہے...... کیا یہ اللہ سے وفاداری کا اقرار کرسکتا ہے اللہ فرماتے ہیں: "قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ"

اے محمد! آپ فرمادیں ایمان والوں سے اپنی نظر کی حفاظت کیا کرو......

مگر یہ شخص حسینوں کے آنے پر نظر نیچی نہیں کرتا...... اور اپنے دل کو نہیں توڑتا...... اپنے پالنے والے کے حکم کو توڑ دیتا ہے...... جس نے آنکھ دی اس کے حکم کو توڑتا ہے...... جس کی غذا کھا کر آنکھ میں روشنی آئی یہ اس کے حکم کو توڑتا ہے...... یہ کیسا گندا اور بے وفا بندہ ہے...... یہ اللہ تعالیٰ کی لعنت کا مستحق ہے......

ابراہیمؑ کی طرح ہر خواہش کو قربان کرنا سیکھو

دوستو! اللہ کے عاشق جو اللہ کے لئے اولاد کی قربانی کے لئے بھی تیار رہتے ہیں اور ہم خواہش کو ذبح نہیں کر سکتے ہیں...... قربانی خالی جانور ہی کی نہیں ہوتی خواہشات کی بھی قربانی ہوتی ہے...... اور اللہ تعالیٰ ظلم سے پاک ہے...... اللہ صرف امتحان لیتا ہے...... جیسے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے قربانی دینے کا حکم دیا...... تو مقصود قربانی نہیں تھی...... صرف امتحان لینا تھا...... اللہ تعالیٰ نے دیکھ لیا کہ میرے پیغمبر نے محبت کا حق ادا کر دیا......

آج جو قربانی کی جاتی ہے یہ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے...... قربانی کو معمولی مت سمجھو...... جب اولاد کی قربانی ہوسکتی ہے تو کیا بُری خواہشات کی قربانی نہیں ہوسکتی......

دوستو! دوسری بات یہ ہے کہ جو شخص جانور کی قربانی جتنی زیادہ محبت سے کرتا ہے اتنا زیادہ ثواب اسے ملتا ہے...... جانور کی قربانی ابراہیمؑ کے بیٹے کی قربانی کا بدل ہے...... لہٰذا آپ بھی ارادہ کرلو کہ اولاد سے بھی زیادہ مزیدار خواہش کو ہم اللہ پر قربانی کر دیں گے......

دوستو! جتنی بُری عادتیں ہیں ان سب کو اللہ پر قربان کر دو...... چاہے اولاد ہی کی طرح پیاری کیوں نہ ہو...... اپنے دادا ابراہیمؑ سے سبق سیکھو...... یہ واقعہ قربانی نے ہمیشہ سبق دینے کیلئے ہی بیان کیا ہے...... کہ اللہ کے حکم کے آگے کسی کو نہ دیکھو اللہ کے حکم کو ترجیح دو...... اللہ کے سچے عاشق تمام گناہوں کے ارادہ کی ہر وقت قربانی کرتے ہیں......

توبہ کے سہارے پر گناہ کرنے سے بچو

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! توبہ کے سہارا پر گناہ کرنے والا انتہائی گدھا پن اور بے وقوف ہے...... کیونکہ حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں: ''توبہ کا سہارا ایمر جنسی ہے......''

اگر کسی مرہم کی ڈبیہ کے بارے میں دواخانے والا کہہ دے اگر یہ مرہم زخم صحیح نہ کرے تو دواخانہ ایک لاکھ روپیہ ادا کرے گا...... تو کیا اس اعلان کو سن کر کوئی اس مرہم کی ڈبیہ کے آسرے پر آگ میں ہاتھ ڈالے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے توبہ کو ایمر جنسی رکھا ہے اور اپنے اختیار میں رکھا ہے...... دوستو! توفیق توبہ آسمان سے اترتی ہے...... آج کوئی گناہ کرے پھر اسے موت تک توفیق ہی نہ ملے توبہ کی تو پھر کیا کرو گے؟ لہٰذا! توبہ ایمر جنسی مرہم ہے...... بعض لوگوں نے خوب خوب گناہ کر کے اپنے نفس کو موٹا کیا تو پھر ان سے توفیق توبہ کو چھین لیا گیا۔

بے عیب مولیٰ کو چھوڑ کر عیب والوں کے پیچھے مت بھاگو

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! اللہ سے پیار کرو وہ کتنا پیارا ہے...... جو سارے عالم کے حسینوں کو نمک دیتا ہے...... وہ خود کیسا ہوگا؟...... بے عیب حسین مولیٰ کو چھوڑ کر عیب دار...... ہگنے موتنے والی کے پیچھے جانا کتنی بڑی حماقت ہے...... دوستو! یاد رکھو مولیٰ کو چھوڑ کر آج تک کوئی سکون نہیں پاسکا...... جتنے حسین ہیں ان کا انجام دیکھ لو...... ان کا دل سکون سے خالی ہوتا ہے......

دوستو! دل ایک ہے یا تو مولیٰ کو دے دو یا لیلیٰ کو دے دو...... اگر مولیٰ کو دو گے تو سارے عالم کی خوشیاں تمہیں مل جائیں گی...... اور اگر لیلیٰ کو دو گے تو سارا عالم ویران ہو جائے گا...... مولیٰ کے عاشق کے جوتے اٹھائے جاتے ہیں...... لیلیٰ کے عاشق کی کھوپڑی پر جوتے مارے جاتے ہیں...... میں نے ایک عاشق مجاز سے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ کہنے لگا کہ بس چین نہیں ہے ہر وقت اس کی یاد آرہی ہے...... نیند نہیں آرہی ہے...... کہنے لگا وہ ویلیم فائیو بھی کھا چکا ہے اب گرو مندر جانے کی تیاری کر رہا ہوں...... پاگل ہونے والا ہے...... ایسا لگتا ہے کو کوئی دماغ پر ہتھوڑے مار رہا ہے......

پھر میں نے اس کے حال پر ایک شعر کہا تھا۔

ہتھوڑے دل پر ہیں مغز دماغ میں کھونٹے بتاؤ عشق مجازی کے مزے کیا لوٹے

کتنے عاشق لیلیٰ میرے پاس ہیں آج الحمدللہ انہوں نے اپنے عشق سے توبہ کی...... آج چین کی زندگی گزار رہے ہیں......

اللہ کی دوستی بہت آسان ہے

ارشاد فرمایا کہ: اللہ کی دوستی بہت آسان ہے...... تہجد بھی کوئی نہ پڑھے وہ اللہ کا ولی بن سکتا ہے...... بس گناہ نہ کرے...... ایک شخص روزانہ تہجد پڑھتا ہے لیکن بدنظری کرتا ہے...... گانا سنتا ہے...... ٹی وی دیکھتا ہے...... یہ ولی اللہ نہیں ولی الشیطان ہے...... یہ شیطان کا دوست ہے...... پھر جب اللہ سے دوستی ہو جائے گی تو پھر خود ہی اللہ کو یاد کرو گے...... خود ہی تہجد پڑھو گے...... آپ کو کہنا نہیں پڑیگا......

اللہ کے مقابلہ میں کسی کو ترجیح مت دو

ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ"

جن لوگوں نے میری عظمت اور بڑائی کو پہچان لیا...... وہ مجھ پر مرمٹتا ہے...... جان دیتا ہے پر مجھے ناراض نہیں کرتا...... جو شیر کو پہچان لیتا ہے وہ بندر اور لومڑی کو خوش نہیں کرتا...... وہ اکثریت کو نہیں دیکھتا بس اللہ کے حکم کو دیکھتا ہے......

شیر کے مقابلہ میں کوئی الیکشن نہیں لڑتا...... ایک طرف شیر دوسری طرف ایک لاکھ بندر ہیں...... تو کوئی بے وقوف ہی ایسے وقت میں اکثریت کو دیکھے گا......

اسی طرح اللہ کے حکم کے سامنے ڈاڑھی رکھنے میں اکثریت کو مت دیکھو...... اللہ کے حکم کو دیکھو...... لہٰذا اللہ تعالیٰ کی عظمت کے مقابلہ میں بیوی کو بھی ترجیح مت دو...... آپ بتاؤ سورج کے مقابلہ میں ستارے الیکشن لڑ سکتے ہیں...... حالانکہ ان کی اکثریت ہے......

جب مہر نمایاں ہوا سب چھپ گئے تارے وہ ہم کو بھری بزم میں تنہا نظر آئے

لہٰذا دوستو! اللہ کے سامنے نہ معاشرہ کو دیکھو نہ نفس کو دیکھو بس اللہ ہی پر نظر رکھو......

نفس کا مردانہ وار مقابلہ کرو

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! جس کو اللہ کی محبت مل جاتی ہے...... وہ نفس کو ترجیح نہیں دیتا ...... وہ نفس کی دم ہی کو اکھاڑ دیتا ہے...... بلکہ نفس سے مردانہ وار کہتا ہے کہ: اے نفس! اب میں دیکھتا ہوں کہ تو کیسے بدنظری کرا کر مجھے میرے پالنے والے کی نظر میں گراتا ہے...... اب تو دیکھ میں تجھے ذبح کر دوں گا...... یہ اصلی بہادری ہے......

دوستو! اللہ کے مقابلہ میں اکثریت کو مت دیکھو...... آج اللہ تعالیٰ نے ایک عجیب مثال ذہن میں عطاء کی...... کہ ایک طرف عود کا عطر ہے جسے شہزادہ استعمال کرتے ہیں اور شہزادہ کا مزاج رکھنے والے بھی استعمال کرتے ہیں...... اور دوسری طرف دس کنستر پاخانہ رکھا ہے...... بتاؤ اکثریت کس کی ہے الیکشن لڑو گے...... کیا یہ کنستر کہہ سکتے ہیں کہ ہم اکثریت میں ہے...... اے عود ہمارا مقابلہ کر...... عود کے سامنے پاخانہ کی اکثریت کوئی چیز ہے؟......

واللہ! اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے حرام لذت لینے والو! اپنی آنکھیں کھولو ایسا نہ ہو کہ اسی حالت میں موت آجائے......

اللہ کا ولی بن کر مرو

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! اللہ سے دوستی کر کے مرو...... ایک آدمی کی بات مجھے بہت پسند آئی اس نے کہا مجھے مولیٰ والا بنا دو...... کیونکہ مولیٰ کے پاس تو جانا ہی ہے...... تو کیوں نہ اس سے دل لگا کر اس سے دوستی کر کے جاؤ...... میں مولیٰ کے پاس مولیٰ کو ساتھ لے کر جانا چاہتا ہوں...... دوستو! حرام خوشی کو خوشی خوشی آگ لگا دو...... میرا شعر ہے ۔

خوشی کو آگ لگا دی خوشی خوشی میں نے

دوستو! آج حقیقت میں اللہ کی محبت کی کمی ہے...... جب اللہ کی محبت چھا جائے گی تو نفس ہماری ڈاڑھی نہیں نچوائے گا...... پھر نفس ڈاڑھی کے ساتھ بدنظری میں ملوث نہیں کرے گا......

جو متقی نہیں ہوتا اسے ولی نہیں کہتے

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! اللہ کی اطاعت یہ نور ہے...... اجالا ہے...... اور اللہ کی نافرمانی اور گناہ اندھیرا ہے...... اور اجالا اور اندھیرا ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے...... نافرمانی کے ساتھ کوئی اللہ کا ولی نہیں ہو سکتا............

جو متقی نہیں ہوتا اسے ولی نہیں کہتے　　نظر کے چور پر نہیں رکھتے ہیں تاج ولایت

جو متقی نہیں ہوتا اسے ولی نہیں کہتے

اللہ کی نعمتیں کھا کر اس کو ناراض کرنے سے بچو

ارشاد فرمایا کہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی:

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ"

اے اللہ! مجھے اپنی محبت گرمی کی شدت میں ٹھنڈے پانی سے زیادہ عطاء فرما......

دوستو! اگر گناہ کرنے کی عادت ہے تو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ ٹھنڈا پانی پینا چھوڑ دو...... جو نفس گناہ کرا کر تمہیں اللہ سے دور کرتا ہے تم اس کو ٹھنڈے پانی کا مزہ دیتے ہو ...... اگر اللہ پر فدا ہونا ہے...... زخم حسرت کھانا...... خون تمنا پینا...... نہیں آتا تو ٹھنڈے پانی سے نفس کو خوش کیوں کرتے ہو؟ ...... اگر اس کی نعمتیں کھا کر نعمت دینے والے پر فدا ہونا شرافت بندگی ہے...... پھر ٹھنڈا پانی پی کر کس منہ سے بدنظری کرتے ہو؟

اللہ کی نعمتیں کھاتے ہو تو اس کا حق بھی تو ادا کرو...... نعمتیں کھا کر زبان سے شکر کرنا سنت ہے...... مگر ایک سنت جس کو لوگ بھولے ہوئے ہیں وہ فرض ہے...... اللہ کی نعمت کھا کر شکر کے طور پر گناہ چھوڑنا فرض ہے...... کہ اے اللہ! بغیر مانگے آپ نے مجھے یہ نعمت دی...... لہٰذا اب میں اس کو آپ کی مرضی کے مطابق استعمال کروں گا...... کبھی بدنظری نہیں کروں گا...... یہ تو شکر ہے...... اور اس نعمت کا شکر یہ ادا کرنے کے بجائے اس کو اللہ کی نافرمانی میں استعمال کرنا یہ نالائقی اور بدبختی ہے......

دوستو! اصلی شکر گزار وہ ہے جو اللہ کو ناراض نہیں کرتا...... یہ زبانی شکر تو کوئی آپ کے ساتھ کرے

پھر پتہ چلے گا...... آپ کا ملازم آپ کی کھا کر...... آپ کی بات نہ مانے اور آپ سے کہے مہربانی آپ نے کھانا دیا...... آپ کو غصہ آئے گا کہ نہیں...... کہ ہر وقت کھاتا رہتا ہے کوئی حکم ہی نہیں مانتا......

دوستو! کتنے ایسے نافرمان ہیں جو 60 سال سے اللہ کی نعمتیں کھا رہے ہیں مگر اللہ کا ایک حکم بھی پورا نہیں کرتے...... یوں تو اللہ کی کرم نوازی...... مہربانی ہے کہ وہ بندہ کو ڈھیل دیتا ہے...... کہ کسی دن میرا بندہ میرے پاس لوٹ کر آئے گا...... کسی رات میرا بندہ توبہ کرے گا......

تو اپنے مالک کو مہربان پائے گا...... دوستو! اولاد نافرمان ہوتی ہے غم ہوتا ہے...... جو ظالم اللہ کو ناراض کرتا ہے اسے غم نہیں ہوتا...... تو یہ بے وفا بے حس ہے...... بے غیرت ہے۔

کثرت عبادت کے باوجود ولایت نہ ملنے کی وجہ

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! بعض لوگوں نے بڑے مجاہدات کئے...... بڑی عبادتیں کیں مگر اللہ کا رب قرب نہ پا سکے...... اس کی وجہ ذکر مشیت تو انہوں نے کیا مگر گناہ نہ چھوڑنے کی وجہ سے اللہ تک نہ پہنچ سکے...... اس گناہ کے زہر کی وجہ سے وہ تعلق مع اللہ کی دولت سے محروم رہے...... معلوم ہوا کہ اللہ کا ولی وہی ہے جو اللہ کو ناراض نہیں کرتا......

دوستو! اللہ تعالیٰ ہمارا محسن ہے جس کے مسلسل احسانات ہوں اس کو ناراض کرنا کتنی بڑی نالائقی ہے...... اسی لئے بعض لوگ خوب طواف کرتے ہیں مگر گناہ نہ چھوڑنے کی وجہ سے اللہ کو نہیں پاتے...... بس دوستو! ہمت سے کام لو زندگی کو ضائع نہ کرو...... دوستو! ایک بات بتاؤ: گناہ اچھی چیز ہے یا خراب؟ تمام سامعین نے کہا: گناہ خراب چیز ہے...... حضرت والا نے فرمایا: پھر جس چیز کو آپ خراب کہتے ہو اس کو چھوڑتے کیوں نہیں...... اس کو کرتے کیوں ہو؟

اسی لئے اگر ذکر کرتے ہو تو اس سے جو روحانیت ملتی ہے اس کو گناہ چھوڑنے میں استعمال کرو...... جیسے ابا بادام اور دودھ پلاتا ہے...... تو کوئی دشمن آ جائے تو اس کا مقابلہ کرو...... ذکر سے روحانی طاقت پیدا ہوتی ہے...... جب نفس گناہ کے لئے کہے تو اس روحانی طاقت کا استعمال کر کے نفس کو پٹخ دو......

نہ چت کر سکے نفس کے پہلواں کو   تو یونہی ہاتھ پاؤں ڈھیلے نہ ڈالے

ارے اس سے کشتی ہے عمر بھر کی　　　کبھی وہ دبا لے...... کبھی تو دبا لے

اگر گناہ کا تقاضا شدید ہے تو حکیم الامتؒ فرماتے ہیں:

اگر طبیعت کا سیلاب زور کرے تو رک　　　نہیں تو سر سے گزر جائے گی

ذرا دیر کو تو ہٹا دے خیال　　　یہ ندی چڑھی ہے اتر جائے گی

اگر گناہ کا بار بار خیال آ رہا ہے تو اپنے خیالات کو کہیں اور مشغول کر دو...... کسی بزرگ کی مجلس میں آ جاؤ...... اس وقت تنہا نہ بیٹھو......

اللہ کا قرب بذریعہ توبہ

ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ جس کو اپنا مقرب بناتا ہے...... اس کو توفیق توبہ سے مشرف فرماتے ہیں...... دلیل بھی سن لو...... صحابہ سے غلطی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" **فتاب الله عليهم** ......" کہ میں اپنے بندوں کو توفیق توبہ دیتا ہوں...... یہی میری مہربانی ہے...... کیسے معلوم ہو کہ یہ شخص سایہ رحمت خدا میں رہتا ہے؟...... اللہ نے اپنے سایہ رحمت کی نشانی بتا دی...... کہا اللہ تعالیٰ آسمان سے ان کے لئے توفیق توبہ اتارتا ہے...... تا کہ یہ زمین پر توبہ کر کے میرے پیار کے قابل ہو جائیں...... اور توبہ کرنے والے کو صرف معاف ہی نہیں کیا جاتا بلکہ محبوب بنا لیا جاتا ہے...... کیونکہ ابھی توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوا...... جب سورج مغرب سے نکلے گا یا موت کی بے ہوشی آ جائے گی...... اس وقت یہ دروازہ بند ہوتا ہے......

جنت لینے کا طریقہ

ارشاد فرمایا کہ: جنت کو حاصل کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں......

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى

جو بھی بُری خواہشات تمہارے لئے پیدا ہوں اس کو ہمارے خوف سے چھوڑ دو......

اس میں خوف کی قید کیوں ہے؟ کیونکہ بعض اوقات انسان مخلوق کے ڈر سے...... پولیس کے ڈر سے...... امام ہے تو کمیٹی کے ڈر سے...... گناہ یا حرام کو چھوڑ دیتا ہے...... مگر یاد رکھو! کہ مخلوق کے خوف سے جنت نہیں ملے گی...... اس میں اللہ تعالیٰ کی قید ہے کہ...... مَقَامَ رَبِّهٖ

یعنی قیام ربہ یعنی اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے کے خیال سے شرم آ جائے
......اور گناہ سے رک جائے...... گناہ کا موقع آیا کوئی مخلوق موجود نہیں...... مگر یہ عاشق باوفا
بندہ دل میں کہتا ہے کہ میرا اللہ تو مجھے دیکھ رہا ہے...... "اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الْعَالَمِیْنَ"
کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں...... کہ کوئی نہیں ہے تو کیا ہوا...... ربا تو تو ہے...... اختر کا شعر ہے۔

جو کرتا ہے تو چھپ چھپ کے اہل جہاں سے کوئی دیکھتا ہے تجھے آسماں سے

دوستو! مخلوق کے ڈر سے گناہ نہ کرنا...... یا جسمانی کمزوری کے ڈر سے گناہ نہ کرنا
کمال نہیں ہے...... بلکہ اللہ کی محبت میں اس کے خوف سے گناہوں سے بچنا کمال ہے......

بڑھاپا اور جوانی میں غم اٹھانے کا فرق

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! جو خوف گناہ سے نہیں روکتا یہ خوف مقبول نہیں ہے...... ایک
شخص بڑا مالدار تھا صرف سینما کی بڑی اسکرین کے لئے لندن جاتا تھا...... جب پیسہ ختم ہو
گیا تو مسجد میں بڑی سی تسبیح لے کر آ گیا...... تو طاقت کے باوجود گناہ سے بچنا یہ اصل ہے
...... بڑھاپے میں گناہ سے بچنا کمال نہیں...... جب کمر جھک جائے...... گردن ہلنے لگ
جائے...... ہاتھ میں چھڑی آ جائے...... تو ایسے جانور کی قربانی کیسی ہے......

جو جانور کمزور ہو...... قربان گاہ تک نہ جا سکے...... اس کی قربانی جائز نہیں...... ایک
ہے قربانی کا ادا ہو جانا اور ایک ہے مقبول ہونا...... دونوں میں فرق ہے......

اسی طرح جو جوانی کو اللہ پر فدا کرتا ہے اس کا فرض بھی ادا ہوا اور مقبولیت بھی مل گئی
......اور جو بڑھاپا میں اللہ پر فدا ہوگا اس کا فرض تو ادا ہو جائے گا...... جہنم سے تو بچ جائے گا
مگر آخرت میں اور دنیا میں اللہ کے قرب کا وہ راز نہ پا سکے گا جو جوان کو دیا جائے گا......

جنت میں اللہ کا دیدار بقدر غم ملے گا

ارشاد فرمایا کہ: سن لو آخرت میں اللہ کا دیدار بقدر قربانی ملے گا...... جتنا زیادہ جس
نے اللہ کے لئے غم اٹھایا ہوگا اتنا زیادہ اسے جنت میں اللہ کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
پڑوس ملے گا...... اسی طرح بعض جنتیوں کو اللہ تعالیٰ دن میں کئی کئی بار اپنا دیدار کرائیگا......

بعض کو ہفتوں میں اللہ کا دیدار نصیب ہوگا...... بعض کو مہینوں میں ...... بعض کو سالوں میں اللہ کا دیدار ملے گا...... جس کی جتنی قربانی اتنی ہی رب کی مہربانی......

ابراہیم بن ادھمؒ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ حضرت میں بہت بڑا گنہگار ہوں کوئی علاج بتایئے...... ابراہیم بن ادھمؒ نے فرمایا کہ: بیٹا جب گناہ کا ارادہ ہو تو پانچ کام پہلے کرلو پھر بے شک گناہ کرلینا......

1۔ اگر گناہ کا ارادہ ہو تو...... اس وقت کرو جب اللہ دیکھ نہ رہا ہو......

2۔ جب گناہ کا ارادہ ہو تو...... پہلے اس کریم مولیٰ کا رزق کھانا چھوڑ دو پھر گناہ کرنا۔

3۔ جب گناہ کا ارادہ ہو تو...... اللہ کے ملک سے اس کی دنیا سے نکل جاؤ......

4۔ جب گناہ کا ارادہ ہو تو یہ سوچ لینا کہ اس گناہ کی حالت میں اچانک ملک الموت آسکتا ہے تمہیں اگر یہ گمان ہو کہ ملک الموت تمہیں توبہ کی مہلت دے گا تو پھر بے شک گناہ کرلینا......

5۔ جب گناہ کا ارادہ ہو تو یہ سوچ لینا کہ جب اس گناہ کی سزا دینے قبر میں منکر نکیر اللہ تعالیٰ کے عذاب کا خوفناک کوڑا لے کر آئیں گے تو تم میں ان کو ہٹانے کی طاقت ہوگی...... تو پھر بے شک گناہ کرلینا...... ارے ظالم! تو مچھر کا ڈنک برداشت نہیں کرسکتا...... پھر قبر کے بچھو کیسے برداشت کرے گا؟ دنیا کی ذرہ برابر دیا سلائی جتنی آگ تو سہہ نہیں سکتا تو پھر قبر کی پراسرار آگ کو کیسے برداشت کرے گا؟ یہ سننا تھا کہ اس نوجوان نے توبہ کی اور روتا ہوا رخصت ہوا......

سود کی کمائی اور اللہ کا اعلان جنگ

ارشاد فرمایا کہ: بینک کی ملازمت شرعاً جائز نہیں ہے...... سود کا کام کرنے میں ہلاکت ہے...... حدیث شریف میں ہے کہ سود کھانے کو ماں کے ساتھ زنا کرنے کے برابر کہا گیا ہے ...... اور قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ...... اگر تم سودی نظام سے باز نہیں آؤ گے تو:

"فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ" تو اللہ سے جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ......

تو معلوم ہوا کہ سود کھانے والے سے اللہ کا اعلان جنگ ہے...... کوئی گناہ ایسا نہیں ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس حد تک خوفناک اعلان کیا ہو...... اسی لئے آپ دیکھ لیں کہ آج تک کوئی حرام خور...... سود خور...... پرسکون زندگی نہیں گزار سکے...... اس کی زندگی

میں ویرانیاں ہی ویرانیاں ہیں......

دوسری بات یہ ہے کہ اسی طرح اگر کوئی شخص بینک میں یا انشورنس کمپنی میں یا پھر کسی لعنتی پرائز بونڈ کی کمپنی میں ہے...... اس کی ترقی ہو گئی...... پہلے جنزل منیجر تھا اب وائس پریذیڈنٹ ہو گیا...... تو اس کو مبارک باد دینے مت جاؤ...... ورنہ قیامت کے دن منہ کالا ہو جائے گا...... جس سے میرا اعلان جنگ تھا تم اس کو مبارکباد دینے گئے تھے......

وہ نالائق پھولوں کا ہار نہیں جوتوں کا ہار چڑھانے کے لائق ہے...... اگر اس سے ملاقات ہو جائے تو اس سے یہی کہو کہ اللہ تعالیٰ تم کو اس لیٹرین اور بیت الخلاء کی نجاست سے بڑھ کر منحوس کام سے نجات دے...... اور تیسری بات یہ کہ کیونکہ اس شخص کی کمائی حرام ہے اس لئے ایسے شخص کی نہ گاڑی میں بیٹھو...... نہ ہی ان کے یہاں کھانا کھاؤ...... اور اگر کوئی بہت ضروری رشتہ دار ہے تو اپنا حلال کھانا لے جاؤ......

دوستو! یہ مسائل ہی تو اصل چیز ہیں...... اگر ان پر عمل نہ کیا تو ہلاکت ہی ہلاکت ہے...... دوستو! حج کرنا آسان...... نمازیں پڑھنا آسان...... عبادت کرنا آسان...... حرام سے بچنا مشکل ہے......

سب سے افضل عبادت حرام سے بچنا ہے

ارشاد فرمایا کہ: حلال کمائی کی تھوڑی عبادت بھی کافی ہے مگر حرام کمائی کی ۷۰ سال کی عبادت بھی مردود ہے...... اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے جو ظالم حرام مزہ لینے میں لگا رہتا ہے اس ظالم کا خاتمہ ایمان بھی خراب ہو سکتا...... اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے جو ظالم اپنی راحت کا سامان کرتا ہے یہ سخت خطرناک حالت ہے...... لہٰذا آج حرام خوری اور گناہ سے سچی سچی توبہ کرو......

حرام کو حلال سمجھنے والوں سے خطاب

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! دو باتیں یاد رکھو:

1۔ ایک ہے گناہ کرنا...... پھر دل میں ندامت ہونا کہ میں نے رب کو ناراض کر دیا۔

2۔ ایک ہے گناہ کو گناہ نہ سمجھنا اور پھر اپنا فتویٰ دینا کہ یہ تو مولوی کی بات ہے کوئی حرام نہیں ہے...... یہ بات خطرہ ایمان کی علامت ہے...... بلکہ حرام کو حلال سمجھنے والا کافر ہو جاتا ہے...... کیونکہ شریعت کے ساتھ مذاق کر رہا ہے...... اسی طرح مذاق اڑانے کے لئے

شراب پیتے وقت بسم اللہ کہا تو یہ بھی شریعت کے ساتھ مذاق ہے...... بلکہ اللہ تعالیٰ سے یہ مزاج مانگا کہ ایسا دل بنا دے جو اللہ کے حکم کا پابند نہ ہو کہ نفس کا پابند ہو...... جس سے آپ خوش ہوں ہم بھی اس سے خوش ہوں...... اور جس سے آپ ناخوش ہوں ہم بھی...... اس سے عقلاً...... طبعاً...... شرعاً اخلاقاً ہر طرح سے ہم بھی اس سے ناخوش ہوں......

گناہ مفت کا ہے پر میرا ایمان مفت کا نہیں

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! جس بات سے اللہ ناخوش ہوں وہ مفت میں بھی ملے تو دل پریشان ہو جائے کیونکہ گناہ تو مفت کا ہے پر ایمان مفت کا نہیں...... جیسے کہ ایک نوجوان عابد سے ایک لڑکی نے کہا مجھ سے گناہ کرلو...... تو اس عاشق خدا نے کہا:

''اے لڑکی! تو مفت کی ہے پر میرے دل میں جو اللہ کی محبت کا خزانہ موجود ہے یہ مفت کا نہیں ہے...... یہ محبت میں نے بڑے عرصہ کی عبادت اور مجاہدہ کر کے حاصل کی ہے ...... تیرے جیسی ۱۰۰۰ حسینائیں بھی مجھ کو مولیٰ کی بغاوت پر آمادہ نہیں کرسکتیں......''

اسی طرح حکیم الامت حضرت تھانویؒ کو ایک صاحب نے سرمہ دیا...... حضرت نے سرمہ والے سے پوچھا کہ بھئی اس میں کیا کیا اجزاء ہیں؟ سرمہ والا کہنے لگا: حضرت یہ بات آپ کیوں پوچھتے ہیں...... میں تو آپ کو مفت میں دے رہا ہوں...... یہ ناز اور نخرہ تو جب کیجئے جب ہم آپ سے پیسہ مانگیں...... حضرت نے فرمایا: اے دوست! تمہارا سرمہ تو مفت کا ہے پر میری آنکھیں مفت کی نہیں ہیں...... میں اس سرمہ کے اجزاء اپنے معالج کو بتاؤں گا...... وہ کہے گا: ہاں آپ کے لئے موافق ہے...... تو پھر میں اس کو استعمال کروں گا......

یہ واقعہ سنا کر حضرت والا نے فرمایا: ایسے ہی اگر آپ کو گناہ مفت کا مل رہا ہو تو ایسے ہی حسینہ کو کہہ دو کہ تمہارا گناہ تو مفت کا ہے پر ہمارا ایمان مفت کا نہیں......

قرب الٰہی کا نور بقدر غم

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! جس کے اندر شہوت زیادہ ہوتی ہے...... حسینوں کو دیکھنے کے لئے دل مچلتا ہے...... تڑپتا ہے...... ایسا شخص اگر کسی جاہل پیر کے پاس جائے تو وہ کہے گا کہ تمہاری اصلاح بہت مشکل ہے...... مگر جو محقق شیخ ہوگا وہ کہے گا:

''شاباش تمہارے اندر پٹرول زیادہ ہے تم منزل کو جلد طے کرلو گے...... جب زیادہ تقاضا شہوت کا ہے تو تم کو روکنے میں غم زیادہ ہوگا......اور غم زیادہ ہوگا تو نور زیادہ ملے گا...... اور نور زیادہ پیدا ہوگا تو جلد منزل تک اڑ جاؤ گے......''

حکیم الامت تھانویؒ نے فرمایا: ''گناہ سے بچنے میں نفس کو جتنا غم آئے گا اسی مقدار سے روح میں نور آئے گا......اس کا توازن سمجھو......'' دنیاوی مثال لے لو......آپ کا دوست آپ کے پاس آیا......راستہ میں اس کو کسی نے ایک طمانچہ مار دیا...... پھر دوست آیا اس نے کہا آپ سے ملنے آیا تو طمانچہ بھی فلاں کا کھانا پڑ گیا......شفیق دوست ہے تو گلے بھی لگائے گا...... کہ اللہ تعالیٰ تمہارا درجہ بلند کرے تم نے میرے لئے تکلیف اٹھائی...... پھر وہ اس کو گلے لگاتا ہے......

پھر دوسرا دوست آیا کہ آج میں نے آپ کے مخالفین سے دو طمانچہ کھائے ......تیسرا دوست آیا کہ جی راستہ میں طمانچوں کی برسات ہوگئی...... چوتھا دوست آیا تو کہنے لگا کہ آپ طمانچہ چھوڑیئے آج تو چاقو بھی لگالیا...... دیکھئے جسم خون سے بھر گیا......

تو آپ بتاؤ آپ کے عاشقوں کے درجات میں فرق آئے گا کہ نہیں ......تو جن لوگوں نے بے شمار خون تمنا کیا ہے......شدید آرزو کا شدید خون کیا...... یہاں تک کہ ان کا دل خون سے رنگین ہوگیا تو اس کے دل میں کتنے قرب الٰہی کے آفتاب طلوع ہوں گے......

اللہ کے مقبول بندہ کی نشانی

ارشاد فرمایا کہ: اللہ کا کوئی بندہ جب مقبول ہوجاتا ہے تو گناہ کرنے کی تو طاقت رہتی ہے مگر طاقت کو استعمال کرنے کی طاقت نہیں رہتی ......اور اللہ کا کوئی بندہ جب کسی حسینہ کے چکر میں اللہ سے دور ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو توفیق توبہ دے کر دوبارہ بلالیتے ہیں...... کہ بے وقوف تجھ کو میں نے اپنا بنایا اور تو کہاں جارہا ہے......

نظر کی حفاظت پر رب کا شکریہ ادا کرنے کی حکمت

ارشاد فرمایا کہ: جس وقت شیطان گناہ کا کہے...... کہ فلاں گناہ کر کے خدا کے حکم کو توڑ دو......اس وقت اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

پڑھ کر اور بٹن کھول کر دل پر تین مرتبہ پھونک مار دو...... اور پھر گناہ سے بچنے پر اپنے رب کا شکر یہ بھی ادا کرو...... کہ اے اللہ! آپ نے مجھے گناہ سے بچنے کی توفیق دی...... میں تو مٹی کا ڈھیلہ ہوں جسے میں بارہا آزما چکا ہوں...... میں بچپن سے جوانی تک اس کی خواہش کو پورا کرتا رہا اور آپ سے دور ہوتا رہا...... آج اس کتے میں انسانیت کہاں سے آگئی......

یہ آپ کا کرم ہے کہ آپ نے نظر بچانے کی توفیق دے دی...... تاکہ آئندہ شکر کی برکت سے بار بار توفیق تقویٰ ملتی رہے...... جب ایک دفعہ نظر بچانے کی توفیق مل جائے تو اتنا شکر ادا کرو کہ اللہ کا یہ وعدہ ہمیں لگ جائے:

"لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ" اگر تم شکر ادا کرو گے تو ہم زیادہ دیں گے......

جو لوگ نظر بچا کر شکر یہ ادا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ضرور بہ ضرور ان کو مزید ہمت و توفیق دے گا...... کیونکہ اللہ تعالیٰ اور قرآن پاک کا وعدہ کبھی غلط نہیں ہوسکتا...... اور اللہ سے یہ بھی کہو کہ اے اللہ! میں نے آپ کی توفیق اور ہمت سے نظر بچالی اور میری اس ادائے بندگی کو قبول فرما کر مجھے اپنا مقرب بنا لیجئے......

توبہ کے ذریعہ بندہ سیکنڈ میں ولی بن جاتا ہے

ارشاد فرمایا کہ: توبہ کی سواری ایسی تیز سواری ہے کہ ایک سیکنڈ بندہ کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیتی ہے...... بس دوستو! جب ہر انسان یہ جانتا ہے کہ گناہ خراب چیز ہے تو پھر اس کو چھوڑ کیوں نہیں دیتے...... دیر کیوں کرتے ہو......

گناہ کر کے اللہ کے قہر کو دعوت مت دو

ارشاد فرمایا کہ: بعض لوگ مخلوق کے سامنے گناہ سے بچتے ہیں کہ فلاں دیکھ رہا ہے...... راستے بند کر دیتے ہیں...... کھڑکیاں بند کر دیتے ہیں...... مگر وہ ذات جو مخلوق سے کروڑ گنا زیادہ طاقتور ہے...... جس کی طاقت لامحدود ہے...... جس کے عذابات لامحدود ہیں اس سے نہیں ڈرتا ...... اس ظالم کو ڈاکٹر جمعہ کو دکھانا چاہیے...... یہ ایسا بے وقوف سیاح ہے جو جنگلوں میں بندروں سے ڈرتا ہے...... مگر شیر کے سامنے سینہ تانے ہوئے کھڑا ہے...... بتاؤ بھئی اس کا کیا حال ہوگا......

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان جایئے کہ کیا پیاری دعا سکھائی......

" اَللّٰھُمَّ لا تُخْزِنِیْ فَاِنَّکَ بِیْ عَالِمٌ " اے اللہ! ہم کو ذلیل نہ فرما......آپ ہماری خلوتوں کو خوب جانتے ہیں......آپ جو چاہے کر سکتے ہیں......چاہیں تو سیکنڈوں میں کینسر کا مرض دے دیں......چاہیں تو گردے بیکار کر دیں......چاہیں تو بریک فیل کرا کر ایکسیڈنٹ کرا دیں......آپ اتنی بیماریاں پیدا کر دیں کہ اس کی چیخ سے پورا ہسپتال لرز جائے......

گناہ کر کے پریشان ہونا یہ اچھی علامت ہے

ارشاد فرمایا کہ: حکیم الامت تھانویؒ نے فرمایا: ''جس شخص کو اپنے گناہوں پر پریشانی اور ندامت نہ ہو تو سمجھ لو کہ یہ شخص اللہ کی نافرمانی اور عذاب میں مبتلا ہے......جیسا کہ ابلیس کو آج تک شرمندگی نہیں ہے......آج تک اس کو شرمندگی نہیں ہے......لہٰذا گناہوں پر پریشان ہونا یہ اچھی علامت ہے......بزرگوں نے فرمایا ہے کہ: ''جس انسان کے پیٹ میں زہر جائے اور پھر قے ہو جائے تو سمجھ لو کہ یہ اچھا ہو جائے گا......'' اسی طرح گناہ کر کے دل میں پریشانی آ جائے اور وہ رونے لگے......تو سمجھ لو یہ ایک دن اللہ کا ولی ضرور بنے گا......

سب سے بڑی عبادت! گناہ سے بچنا ہے

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اَلاَ بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ"

کہ ہم نے دلوں کا چین اپنی یاد میں رکھا ہے......اور اللہ تعالیٰ کی یاد کی دو قسمیں ہیں:

(1) اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کر لینا......(2) ان کی نافرمانی سے اپنے آپ کو بچا لینا

جو شخص فرمانبرداری کرتا ہے لیکن گناہوں سے نہیں بچتا وہ ذاکر نہیں ہے......وہ شخص نافرمانوں کی فہرست میں داخل ہے......چاہے رات بھر نفلیں پڑھے دن بھر تلاوت کرے......ہر سال حج و عمرہ کرنے والا اگر گناہ نہیں چھوڑتا تو یہ شخص اللہ کے نافرمانوں کے رجسٹر سے خارج نہیں ہے......

اس لئے ذکر کے دو معنی ہیں: (1) مالک کو خوش رکھنا......(2) ان کی ناخوشی سے اپنے آپ کو بچانا......مالک کو خوش رکھنا......یہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا حق ہے اور اللہ کو ناراض نہ کرنا......بدنظری نہ کرنا......فلمی دنیا سے احتیاط کرنا......تمام گناہوں سے اپنے کو بچانا......یہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کا حق ہے......دوستو! یاد رکھو گناہوں کی لعنت اور مزہ سے کروڑوں گنا بہتر ان سے بچنے کا غم اٹھانا ہے......یہ وہ غم ہے جو بندہ کو اللہ کے قریب کر دیتا ہے......

گناہ سے بچنے کی دو دعائیں

ارشاد فرمایا کہ:(1) "یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ اَصْلِحْ لِیْ شَانِیْ کُلَّہٗ وَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَۃَ عَیْنٍ ......" (ابو داؤد)

اس دعا کا اہتمام کرو اس سے گناہ سے بچنے کی روحانی قوت ملے گی......

(2) "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ......"

اس کا اہتمام کرو......ارشاد فرمایا کہ پہلے زمانہ کے مشائخ اپنے مریدوں کو ۵۰۰ مرتبہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھنے کی تاکید کرتے تھے......اس کی شرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنئے: لَا حَوْلَ کے معنی ہیں لَا حَوْلَ عَنْ مَعْصِیَتِ اللّٰہِ اِلَّا بِعَصْمَۃِ اللّٰہِ " (مرقاۃ)

کیا مطلب؟ کہ اے اللہ! ہم آپ کی نافرمانی سے اس وقت تک نہیں بچ سکتے جب تک آپ ہمیں اپنی حفاظت کے سایہ میں نہ لے لیں......اس میں سوال اور دعا پوشیدہ ہے کہ اے اللہ ہم گناہ سے بچنا چاہتے ہیں آپ ہمیں بچایئے......

یعنی اس دعا میں ضعف ہے کہ اے اللہ! ہم اپنے ضعف کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم میں گناہ سے بچنے کی طاقت نہیں ہے......

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کی برکت سے اللہ تعالیٰ گناہوں سے بچنے کی قوت دیتے ہیں وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ بغیر آپ کی حفاظت کے......وَلَا قُوَّۃَ عَلٰی طَاعَۃِ اللّٰہِ اِلَّا بِعَوْنِ اللّٰہِ ......نہیں طاقت ہے نیک عمل کرنے کی......اِلَّا بِاللّٰہِ ......مگر اللہ کی مدد سے

اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھی سن لیں: "اس کو پڑھنے سے توفیق کا خزانہ مل جاتا ہے" اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو: " کَنْزٌ مِنَ الْجَنَّۃِ" (بخاری ۱۰۹۰)

یعنی جنت کا خزانہ کہا ہے......میں بہت سے لوگوں کو بتاتا ہوں......گناہ سے بچنے کی قوت نہیں......نیکی کرنے کا دل میں جذبہ نہیں......تو کثرت سے......

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ......کو پڑھیں ان شاء اللہ مجھے خوب دعائیں دو گے

......یہ جنت کا خزانہ ہے اس کو معمولی مت سمجھو......

موت کے خوف سے بال سفید ہو گئے

ارشاد فرمایا کہ: ایک کتاب میں احقر نے ایک عجیب واقعہ پڑھا کہ ایک جہاز میں فوجی افسر نے شوہر اور بیوی کے لئے سزائے موت کا اعلان کیا...... پھر اسی وقت شوہر کے سامنے بیوی کو گولی ماردی...... اور کہا کہ کل اسی طرح تم کو بھی گولی ماردی جائے گی...... رات میں اس شخص کے بال خوف سے سفید ہو گئے...... جب صبح جلاد اور فوجی افسر نے اس کو دیکھا تو پریشان ہو گئے...... یہ تو کوئی اور ہی آدمی ہے...... یہ تو دنیا کے خوف کا حال ہے...... اس دن جب دوزخ چیخ مارے گی اور ۷۰ ہزار فرشتوں نے دوزخ کو لگام دی ہوئی ہوگی...... اس دن کے خوف کا کیا حال ہوگا...... وہ دن ایسا ہوگا کہ ماں اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے گی...... حمل والی عورتوں کے حمل گر جائیں گے...... آپ اندازہ کرو کہ جب آسمان ٹوٹ کر گرے گا...... سورج اور چاند گریں گے تو آواز کتنی بڑی ہوگی...... ایک ہوائی جہاز گرتا ہے تو دو تین میل تک تباہی مچا دیتا ہے......

اللہ کا عاشق گناہ سے زیادہ موت کو پسند کرتا ہے

ارشاد فرمایا کہ: جیسے یوسف علیہ السلام کو زلیخا نے گناہ کی دعوت دی مگر آپ نے اس وقت اس کی دعوت کو قبول نہ کیا...... اور بند دروازوں کی طرف بھاگے...... ہمت کرنے پر اللہ تعالیٰ نے بند دروازہ کھول دیا...... اور گناہ سے بچنے کے لئے کہا کہ:

رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْ

اے اللہ! مجھے آپ کے راستہ کا قید خانہ محبوب ہی نہیں بلکہ بہت زیادہ محبوب ہے...... اس گناہ کے کرنے سے جس کی طرف یہ بلا رہی ہے...... تو معلوم ہوا کہ اللہ کا عاشق گناہ سے بچنے کے لئے جان بھی داؤ پر لگا دیتا ہے......

اللہ کا نافرمان پریشانی کے سمندر میں غرق ہوتا ہے

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! بس اپنے پالنے والے کو راضی کر لے...... اگر اللہ تعالیٰ نظر پھیر لے تو سمجھ لو پھر دنیا کی کوئی چیز سامان راحت وسکون نہیں دے سکتی...... کیونکہ اللہ خالق سکون ہے......

اف کتنا ہے تاریک گنہگار کا عالم

دوستو! اللہ تعالیٰ کے نافرمان کی دنیا بہت بھیانک اور تاریک ہوتی ہے......

انوار سے معمور ہے ابرار کا عالم

اور نیک بندہ کی دنیا انوار سے پُر ہوتی ہے......

جس طرف کو رخ کیا تو گلستاں ہو گیا　　تو رخ پھیرا جدھر سے تو نے وہ بیاباں ہو گیا

مطلب یہ کہ گلستان اور بیابان کرنا یہ اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے......ہم کچھ بھی کر لیں اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو ہمیں سکون نہیں مل سکتا......اسی لئے دوستو! خالق سکون کو راضی کر لو......

جوان کے لئے سایہ عرش کیوں؟

ارشاد فرمایا کہ: محدثین نے لکھا ہے کہ جوان کی اتنی بڑی فضیلت کیوں ہے؟ تو اس کا یہ جواب لکھا ہے کہ جوانی میں شہوت بہت ہوتی ہے...... شہوت کے ہوتے ہوئے عبادت کرنے پر ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کو ترجیح دینا یہ اس کا انعام ہے......گویا کہ یہ شخص جوانی کی خواہش کو عبادت میں جلا رہا ہے...... جوانی پر میرے شعر ہیں۔

کسی خاکی پر مت کر خاک اپنی جوانی کو　　جوانی کر فدا اس پر جس نے دی جوانی کو

یعنی سایہ عرش کی نعمت اس نوجوان کو ملے گی اپنی جوانی کو حسینوں پر فدا نہیں کرتا ہے ...... بلکہ اپنی جوانی کو اللہ تعالیٰ کی عبادت و چاہت میں قربان کر دیتا ہے...... یہ نوجوان اپنی جوانی اس پر فدا کرتا ہے جس نے جوانی دی......

سنبھل کر قدم رکھ اے دل بہار حسن فانی میں

یعنی حسن فانی میں قدم سنبھل کر رکھنا کہ کہیں پیر پھسل نہ جائے......

ہزاروں کشتیوں کا خون ہے بحر جوانی میں

جوانی کے سمندر میں ہزاروں کشتیاں ہیں ...... ہزاروں خواہشات ہیں ...... کتنے نوجوان ایسے ہیں جنہوں نے اپنی جوانی کو حسینوں پر فدا کر دیا......ملا کیا ہے؟ آج ان کے دل غموں سے بھرے ہوئے ہیں ......سکون نہیں ...... صحت خراب ہو گئی اور دل بھی خراب ...... کیونکہ گناہوں سے دل بھی خراب ہو جاتا ہے......الا یہ کہ بعد میں خوب توبہ کر لے......

اللہ ملتا ہے غیر اللہ سے جان بچانے پر

ارشاد فرمایا کہ: غیر اللہ سے قلب اس وقت پاک ہوتا ہے...... جب دل میں اللہ ہوتا ہے ...... لہٰذا جس نے دل میں اللہ کی محبت کو غالب نہ کیا...... دل کے ذرہ ذرہ میں اللہ کو نہ بھرلیا...... تو پھر خود بخود غیر اللہ بھر جاتا ہے...... کیونکہ خالی جگہ میں کوئی نہ کوئی چیز ضرور آتی ہے......

جس گھر میں مالک نہیں رہتا وہاں طرح طرح کی گندگیاں آجاتی ہیں...... مکھی مچھر...... بلی...... کتا...... ان کی غلاظت سب کچھ آجاتا ہے......

لذت ذکر خدا

ارشاد فرمایا کہ: بس دوستو! آج اللہ کو دل میں بسالو...... پھر آپ حقیقی مزہ پالو گے...... مولانا رومیؒ فرماتے ہیں: ''جب میں اللہ کہتا ہوں...... تو میرا ہر بال شہد کا دریا بن جاتا ہے ...... جو شہد پیدا کرسکتا ہے اس کے نام میں کتنی مٹھاس ہو......''

دوستو! آج جن پر ہم مرتے ہیں ایک دن ان کے منہ خشک ہو جائیں گے...... ایک دن ان کو دیکھ کر منہ پھیر لو گے...... پہچان بھی نہ سکو گے...... پھر وہ کہیں گی ہم کو نہیں پہچانا؟ آپ کہو گے کہ تم کون ہو؟ وہ کہے گی: وہی جو تمہارے ساتھ پڑھتی تھی...... اس لئے دوستو! چند دن کی زندگی ہے ...... اس کی قدر کرلو...... اس کو اللہ پر فدا کردو...... جو قیمتی پر فدا ہوتا ہے وہ بھی قیمتی بن جاتا ہے......

زنا سے بچنے پر جسم جنت کی خوشبو سے بھر گیا

ارشاد فرمایا کہ: ایک شہزادی نے خوبصورت نوجوان کو بہانے سے محل میں بلالیا...... اور اس سے کہا کہ مجھ سے گناہ کا کام کرو...... اس نے رانی سے کہا کہ میں منہ ہاتھ دھو کر فریش ہو کر آتا ہوں...... رانی صاحبہ خوش ہو گئیں کہ مرغا پھنس گیا......

خیر یہ نوجوان بیت الخلاء گیا اور لیٹرین سے دوسری طرف نالہ میں کود گیا...... اس میں ٦ ۔ ۷ فٹ پہلے سے پاخانہ بھرا ہوا تھا...... پہلے زمانہ میں آج کے لیٹرین تھوڑا ہوتے تھے...... بھنگی پاخانہ پیچھے کی طرف پھینک دیتے تھے...... نوجوان وہاں سے نکل کر بھاگا اور قریب کسی جگہ نہایا

......اور پھر تو اللہ کا شکر ادا کیا کہ ''اے میرے اللہ! آپ کا شکر ہے آپ نے مجھے گناہ سے بچایا......''

آج ہمارا کیا حال ہے......ہم گناہ کر کے خوش ہوتے ہیں گویا کہ پہلے پالنے والے کی نافرمانی کی پھر اسی پر خوشی بھی منا رہے ہیں......

اور وہ یہ نوجوان گناہ سے بچنے پر خوش ہو رہا تھا اور ساتھ میں رو بھی رہا تھا کہ گویا اس وقت نوجوان نے بزبان حال کہا......

نہ دیکھیں گے نہ دیکھیں گے نہیں ہرگز نہ دیکھیں گے ۔۔۔ کہ جن کو دیکھنے سے رب میرا ناراض ہوتا ہے
ہم ایسی لذتوں کو قابل لعنت سمجھتے ہیں ۔۔۔ کہ جس سے رب میرا اے دوستو ناراض ہوتا ہے

بس یہ نوجوان نہا کر نکلا تو اللہ نے اس نوجوان کو گناہ سے بچنے کا نقد انعام دیا......کہ

یہ جہاں جاتا ہے وہ جگہ خوشبو سے مہک جاتی ...... لوگ حیران پریشان ایسی زبردست خوشبو کس نے لگائی ہے...... یہ تو بڑے رئیس لوگ لگاتے ہیں ......غور کیا تو معلوم ہوا کہ اس نوجوان میں سے آ رہی ہے...... پوچھا اے نوجوان! اس کی کیا وجہ ہے؟ اس وقت وہ نوجوان خواجہ مشکی کے نام سے مشہور تھا......خواجہ مشکی کہنے لگے: میں نے اللہ کی محبت میں حرام لذت کا خون کیا ہے یہ اس کا انعام ہے......

پھر ان لوگوں کو اپنا واقعہ سنایا کہ کس طرح اس شہزادی نے مجھے دعوت اور میں نے اللہ کی محبت میں اس کی دعوت کو ٹھکرا دیا......بس دوستو! اللہ ملتا ہے حرام لذتوں کا خون کرنے سے......اللہ کی دوستی مخنث اور ہیجڑوں کو نہیں ملتی......اللہ اسے ملتا ہے جو اپنی خواہشات کا خون کر دیتا ہے...... چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں......

آرزوئیں خون ہوئیں حسرتیں پامال ہوئیں ۔۔۔ اب تو اس دل کو تیرے قابل بنانا ہے مجھے

کنز العمال میں حدیث قدسی ہے......کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں......جو شخص میرے خوف سے اپنی نظر بچائے گا میں اس کو ایسا انعام دوں گا:

جس کی حلاوت وہ اپنے قلب میں پائے گا......یعنی اللہ تعالیٰ اس کے دل کو گناہ چھوڑنے کے انعام کے طور پر خاص قرب عطا فرماتے ہیں......

دنیا کے امیر آدمی کی دو وقت کی روٹی سے محرومی

ارشاد فرمایا کہ: چنانچہ ہنری فورڈ دنیا کا امیر ترین آدمی تھا...... دولت تو اس کے گھر کی باندی تھی...... اس کی ایک محل نما کوٹھی تھی...... اس وقت فورڈ نام کی کاریں دنیا بھر میں چلتی تھیں...... اگر اللہ چاہتا تو بندہ اپنی حرام آرزوئیں پوری کرتے ہی زندگی گزار دیتا...... اور لوگ سمجھتے کہ دیکھو کتنا مال ہے کتنا سکون ہے...... لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے نشان عبرت بنا دیا...... تا کہ اہل دنیا کو اس بات کا یقین ہو کہ کامیابی بجائے دولت کے...... اللہ پاک کے احکامات کو پورا کرنے میں ہے......

ہوا یوں کہ ہنری فورڈ بیمار ہو گیا اور ہوا بھی ایسا کہ کچھ نہ کھا سکتا تھا...... صرف طبیب کے بتائے ہوئے چند مشروب پی لیتا تھا...... اس نے ہزار جتن کیئے...... لیکن اس کی صحت ٹھیک نہ ہوئی...... وہ اپنی زندگی سے بیزار ہو چکا تھا اور پھر ایک دن اچانک اس نے اپنے آپ کو گولی مار کر ہلاک کر لیا اور اس کے پاس سے ایک رقعہ ملا جس پر لکھا تھا:

''میرے پاس اتنی دولت ہے...... کہ اگر میں چاہتا تو کوئی ملک خرید سکتا تھا...... لیکن کیا فائدہ ایسی دولت کا...... جو مجھے دو وقت کی روٹی نہ کھلا سکے......''

دوستو! جو اللہ مال دے سکتا ہے وہ مال دے کر واپس بھی لے سکتا ہے...... دوستو! اگر ہم نے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کیا تو یہ قبر میں تمہارے کام آئے گا...... حشر میں پل صراط میں اور جنت میں بھی اس کا نفع ہمیں ملتا رہے گا...... دوستو! جو مال اللہ تعالیٰ کے لئے دے دیا وہ آگے کام آنے والی کرنسی ہے...... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: مَا عِنۡدَكُمۡ يَنۡفَدُ

تمہارے پاس جتنی نعمتیں ہیں اگر تم نے اپنے عیش میں استعمال کیں...... اور ان کو خدا کے راستے میں خرچ نہیں کیا...... خدا کی مرضی پر خرچ نہیں کیا...... تو وہ سب فنا ہو جائیں گی

وَمَا عِنۡدَ اللّٰهِ بَاقٍ اور جو کچھ اللہ کے راستے میں اللہ پر فدا کیا وہ درحقیقت اللہ کے خزانے میں باقی ہے...... جمع ہے...... دوستو! اگر غربت ہے تو ایک روپیہ ہی دے دو...... ایک کروڑ مسلمان اگر ایک روپیہ روز نکال دیں تو ایک کروڑ ہوا کہ نہیں...... اور پھر ایک مہینہ میں تیس کروڑ روپے ہو گیا...... تو اس سے کتنے غریبوں کے گھر چل سکتے ہیں...... کتنے

ہزاروں لاکھوں لوگوں کی ضرورت پوری ہو سکتی ہے......

''اسی لئے عمر بن عبد العزیزؒ کے دور خلافت میں خدمت خلق کا جذبہ اتنا عام ہو گیا تھا کہ ہر صاحب نصاب پابندی سے زکوٰۃ نکالتا تھا...... لہٰذا ایک وقت ان کے دور میں یہ بھی آیا کہ زکوٰۃ دینے والے بہت تھے پر لینے والا کوئی نہ تھا......'' (از جامع)

بادشاہ کی سلطنت کی قیمت ایک پیالہ پانی

ارشاد فرمایا کہ: ایک بادشاہ میں ایک دفعہ اکڑ آ گئی...... اللہ نے شدید پیاس دے دی اور فرشتہ بھیج دیا...... اس بادشاہ نے پانی مانگا...... فرشتہ نے کہا: ایک پیالہ پانی دوں گا...... مگر اس کے بدلہ آدھی سلطنت دینی پڑے گی...... بادشاہ نے کہا: ''فوراً لے لو...... جان جا رہی ہے...... آدھی سلطنت دے کر پیالہ لے لیا...... اب اللہ تعالیٰ نے فرشتہ سے کہا کہ میں اس کا پیشاب روک رہا ہوں...... جب یہ کہے کہ پیشاب نکلوا دو تو بقیہ آدھی سلطنت بھی اس سے لے لینا......

یہ کوئی ایسے ہی واقعہ بیان نہیں کر رہا ہوں...... مشکوٰۃ کی شرح مظاہر حق میں یہ واقعہ لکھا ہے......

اب جناب بادشاہ مچھلی کی طرح تڑپنے لگا...... پیشاب نہ نکلنے سے...... اب فرشتہ دوبارہ گیا...... بادشاہ نے کہا مجھے اس تکلیف سے خدا کے لئے نجات دلاؤ...... فرشتہ نے کہا: بقیہ آدھی سلطنت لوں گا...... بادشاہ نے فوراً بقیہ آدھی سلطنت بھی اس کے نام لکھ دی...... تو فرشتہ نے دعا کی اللہ کے حکم سے شفا ہو گئی...... جب بادشاہ کی پوری سلطنت...... ایک پیالہ پانی دینے پر فرشتہ کے ہاتھ میں آ گئی...... تو اس نے بادشاہ سے کہا:

''نالائق...... خبیث...... ایک پیالہ جتنی دنیا پا کر تو اکڑتا ہے...... تیری سلطنت کی قیمت ایک پیالہ پانی سے زیادہ نہیں...... خبردار اب تکبر نہ کرنا یہ دستاویز لے جا......''

بس دوستو! گناہوں پر روتے رہو...... توبہ کرتے رہو...... کبھی اکڑو مت......

حاجی امداد اللہؒ کے آنسو

ارشاد فرمایا کہ: حاجی امداد اللہؒ ایک رات ایسا روئے کہ حضرت تھانویؒ نے فرمایا: ''حاجی صاحب کے رونے اور آہ و فغاں سے ہمارا کلیجہ پھٹ رہا تھا......'' وہ شعر کیا تھا جس کو

پڑھ کر حاجی صاحبؒ کعبہ شریف کا پردہ پکڑ کر ساری رات روتے رہے......

اے خدا ایں بندہ را رسوا مکن گر بدم من سر من پیدا مکن

اے خدا قیامت کے دن ہم کو ذلیل نہ کرنا......اگرچہ میں گنہگار ہوں آپ میرے گناہوں کو اپنی مخلوق پر ظاہر نہ کرنا......تو خوش نصیب ہے ایسا شخص جو تنہائی میں گناہوں کو یاد کر کے روتا ہے......

حکیم الامتؒ کے باہمت مرید کا واقعہ

ارشاد فرمایا کہ: ہمارے سلسلہ تھانویؒ کے ایک بزرگ جو حکیم الامت تھانویؒ سے بیعت تھے......ان کے بچے ٹی وی لے آئے......بہت بچوں کو سمجھایا......مگر وہ نہ مانے......آخر میں چوکیدار سے کہا کہ تم ایسا کرو کہ اس ٹی وی کو کسی وقت چراؤ اور پھر کہیں توڑ کر پھینک دو......

چنانچہ چوکیدار نے ٹی وی چرایا گھر والوں کو خبر ہوئی تو بہت چیخے چلائے......پھر دو چار روز میں خاموش ہو گئے......اس طرح ہمت سے کام لو......

پیش نظر تو مرضی جاناناں چاہیے سارا جہاں خلاف ہو پرواہ نہ چاہیے

پھر اس نظر سے جانچ کر تو یہ فیصلہ کیا کیا تو کرنا چاہیے کیا کیا نہ کرنا چاہیے

دوستو! ہمت سے کام لو......ہمت چور مت بنو......یہ نہیں کہ سالہا سال سے تصویریں رکھی ہوئی ہیں......ٹی وی رکھا ہوا ہے......بے پردگی ہے اور آپ خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں......صحابہ کرام نے تو اللہ کے راستے میں اپنا خون بہایا اور ہم یہ کہیں کہ صاحب کہیں بچے کا دل نہ ٹوٹ جائے......صحابہ کرام نے تو اپنی گردن کٹوا دی......اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہم سے گناہ نہیں چھوٹتے......

اللہ کا نام: عاشقوں کی جان

ارشاد فرمایا کہ:

اللہ! اللہ کیسا پیارا نام ہے؟ عاشقوں کا مینا اور جام ہے

اپنے ملنے کا پتہ تو بتا اے رب جہاں

ہم کیا کہتے ہیں کہ اللہ آپ بہت پیارے ہیں......مگر ہم گناہوں کے عاشق ہیں......گناہ تو ہم بڑھاپے میں چھوڑیں گے مگر اللہ کے عاشق کے دل میں......جب اللہ کی محبت آ

جاتی ہے......تو وہ کہتا ہے کہ آپ میرے پالنے والے ہو......میں گردن کٹا سکتا ہوں...... پر آپ کو ناراض نہیں کر سکتا......ارشاد فرمایا: جس کو اللہ اپنا بنانا چاہتے ہیں اس کے دل میں وقت کے کسی ولی کی محبت ڈال دیتے ہیں......

سن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں　　گھات ملنے کی وہ آپ ہی بتلاتے ہیں

بس ابھی اپنے نفس سے کہو: ''اے نفس بہت دن تو گٹر لائن میں رہا......اب تو راستہ بدل دے اب اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ آ......''

غلطی کی معافی مانگنے پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا انعام

ارشاد فرمایا کہ: میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ نے 12 مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ......ایک مرتبہ تو اتنے قریب سے دیکھا کہ آنکھوں کے لال ڈورے تک نظر آ گئے......پھر فرمایا ایک مرتبہ حضرت نے اسٹیشن کے پاس ایک آدمی کو ڈانٹ دیا ......تو ندامت سے فرمایا مجھے غم ہوا کہ میں نے اس کو حد سے زیادہ ڈانٹ دیا ہے......پھر مجھ پر خوف خدا کا ایسا غلبہ ہوا کہ اسٹیشن سے واپسی پر میں راستہ ہی بھول گیا......حتیٰ کہ لوگوں سے راستہ پوچھنا پڑا......پھر مغرب میں اس سے ملاقات ہوئی تو میں نے اس سے معافی مانگی کہ آج میں نے آپ کو زیادہ ڈانٹ دیا مجھے معاف کر دو......اتنا بڑا شیخ مگر اللہ کے خوف کی وجہ سے معافی مانگ رہا ہے......اپنے آپ کو جھکا رہا ہے......حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:......

''مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ'' (مشکوٰۃ)

جو اللہ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ اس کو بلندی عطا کرتے ہیں......اس تواضع پر اللہ نے کیا انعام دیا؟ حضرت کی زبانی سنیئے......فرمایا: وہ نوجوان کہنے لگا:

''حضرت آپ تو میرے باپ کے برابر ہیں ......آپ نے تو مجھے شرمندہ کر دیا......''

حضرت نے فرمایا کہ: ''قیامت کے دن کے حسابات سے قبل آج تم بدلہ لے لو یا معاف کر دو......''

اس نے کہا: میں نے آپ کو معاف کر دیا......پھر حضرت نے فرمایا کہ:

''اسی رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک کشتی ہے اس پر حضرت علیؓ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں......اور دوسری کشتی پر شاہ عبدالغنیؒ سوار ہیں......'' اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے علی میری کشتی کو عبدالغنی کی کشتی سے جوڑ دو......'' میرے شیخ فرماتے ہیں کہ:

''جب حضور کی کشتی میری کشتی سے جوڑی گئی......اس سے کھٹ کی آواز پیدا ہوئی......تو اس آواز کا مزہ اب تک مجھے محسوس ہو رہا ہے......'' حضرت نے کبھی شعر نہیں کہا......مگر اس واقعہ کو حضرت نے شعر میں بیان کیا اور یہ زندگی کا پہلا شعر تھا......

مضطرب دل کی تسلی کیلئے　　　حکم ہوتا ہے ملا دو ناؤ کو

انسان کا مقصد پیدائش

ارشاد فرمایا کہ: ساری کائنات کو اللہ نے تمہاری خدمت کے لئے پیدا کیا ہے اور تمہیں اللہ نے اپنے سے محبت کے لئے پیدا کیا ہے...... یہ چاند سورج ستارے سیارے...... سمندر......ہوا......پانی......پرند......چرند......اشجار......وغیرہ سب انسان کے لئے پیدا کئے گئے......

حضرت والا کا یہ ملفوظ حدیث قدسی سے اخذ کیا گیا ہے...... چنانچہ حدیث قدسی ہے:

''خَلَقْتُ الْاَشْیَاءَ لِأَجْلِکَ وَخَلَقْتُکَ لِأَجْلِیْ''

''میرے بندے میں نے ساری کائنات تیرے لئے بنائی اور تجھے اپنے لئے بنایا'' پھر فرمایا: روٹی کھاؤ تو اس نیت سے کھاؤ کہ اس سے جو طاقت ملے گی...... میں اس سے اللہ کی عبادت کروں گا......قرآن کی تلاوت کروں گا...... یہ نہیں کہ روٹی کھا کر جو طاقت آئی......اس سے بدنظری کرنے لگ گئے...... یہ کام بندگی کے خلاف ہے......

کھائے تو تو رحمان کی　　　مگر گائے تو شیطان کی

گوبر میں گرنے والے سے نصیحت لو!

ارشاد فرمایا کہ: مولانا رومیؒ فرماتے ہیں: ''کسی جگہ گائے کا 6 فٹ کا اونچا گوبر پڑا ہوا تھا......آندھی آئی تو اس پر ایک فٹ مٹی کی تہہ جم گئی...... پھر اللہ کی شان اس جگہ کچھ عرصہ بعد

ہری ہری خوش نما گھاس اگ آئی......

کسی مسٹر نے دیکھا کہ خوبصورت اونچا پلنگ ہے...... ہری بھری گھاس ہے......تو اس نے چھلانگ لگائی......تو مٹی کی تہہ وزن برداشت نہ کر سکی......وہ سیدھا گائے کے پاخانے میں گر گیا......اس واقعہ کو سنا کر مولانا رومیؒ نصیحت کرتے ہیں کہ دوستو!

اس طرح عورتوں کا حسن اور ان کی معیت ظاہراً تو گھاس کی طرح خوشنما ہے......مگر ان کے اندر غلاظت خون اور گوبر بھرا ہوا ہے......لہٰذا تم ان پر اپنی زندگی فدا مت کرو......

زندگی کر فدا اس پر جس نے دی جوانی

خوبیاں دیکھو! عیب مت دیکھو

ارشاد فرمایا کہ: عیب دیکھنے والی نظر مت رکھو......خوبیاں دیکھو......عیب دیکھنا علامت مردودیت ہے...... جسے اللہ اپنی بارگاہ سے دور کرنا چاہتے ہیں وہ لوگوں کے عیب دیکھنے میں لگ جاتا ہے......ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ چاند کی طرح خوبصورت پرنور لگتا تھا......کبھی میں چاند کو دیکھتا کبھی حضور کو دیکھتا......

مجھے کوئی فرق نہیں دکھتا تھا......اسی طرح جو لوگ عیب نکالنے والے عیب دیکھنے والے ہوتے ہیں ان میں ایک ابوجہل تھا......وہ کہتا کہ مجھے تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ بہت ہی ڈراؤنا معلوم ہوتا ہے......ارشاد فرمایا کہ: ''اللہ سے درد دل مانگو......درد دل ہوگا تو بیان میں تاثیر ہوگی......پھر ایک واقعہ سنایا

شیخ عبدالقادر جیلانی کا بیٹا علم دین حاصل کر کے آیا...... بیٹے سے کہا:......''آج مجلس میں تم بیان کرو...... بیٹے نے زبردست علمی دھواں دھار تقریر کی مگر کوئی بھی نہیں رویا......'' پھر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ تشریف لائے ...... چونکہ وقت زیادہ ہو چکا تھا اس لئے صرف اتنا کہا آج بغیر سحری کے رزہ رکھنا پڑا...... کیونکہ سحری کے لئے رکھا ہوا دودھ بلی نے گرا دیا......بس صرف آدھ منٹ یہ جملہ کہا تو مجمع کی چیخ نکل گئی لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے...... بیٹا حیران......کہا ابا آپ نے اتنا کہا اور لوگ رونے لگ گئے......حضرت جیلانیؒ نے فرما:

"بیٹا ان کو بلی اور دودھ نے نہیں رولایا ان کو تو میرے دل کے درد کی آہ سے یہ سب رو رہے ہیں ......اور یہ درد دل ملتا ہے دل کو توڑنے سے...... کیونکہ اللہ فرمارہے ہیں...... کہ ٹوٹا ہوا دل میرا گھر ہے ......لہٰذا جو چاہتا ہے کہ اسے درد دل مل جائے...... وہ اپنے دل کو خواہشات کا قبرستان بنالے......

گناہ چھوڑنے کا آسان راستہ

ارشاد فرمایا کہ: گناہ چھوڑنے کا آسان راستہ یہ ہے کہ کسی اللہ والے کی صحبت اختیار کرلو ......اپنی بیماریوں کا علاج اس سے پوچھتے رہو...... پھر ایک وقت آئے گا...... گناہ چھوڑنا تو کیا اللہ کے لئے جان دینا بھی آسان ہو جائے گا...... کیونکہ اللہ والوں کی محبت سے اللہ ملتا ہے...... یاد رکھو! آم والوں سے آم ملتا ہے...... سبزی والوں سے سبزی ملتی ہے...... اسی طرح اللہ والوں سے اللہ ملتا ہے......اور جب اللہ کی محبت آجاتی ہے...... تو کیا ہوتا ہے؟ مولانا رومی فرماتے ہیں:

عشق سا ید کوہ راما نند ریگ　　　عشق جو شد بحر راما نند ریگ

"کہ اللہ کی محبت تو پہاڑوں کو پیس دیتی ہے...... یہ گناہ کیا چیز ہے؟ اللہ کا عشق تو سمندر میں طوفان لے آتا ہے بس اللہ والوں کی محبت کو معمولی نہ سمجھو"

نفس کو قابو میں کرنے کا نسخہ

ارشاد فرمایا کہ: گناہ سے بچنے کے لئے جان کی بازی لگا دو...... اگر نفس گناہ کرنے کا کہے تو یاد رکھو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نفس تمہارا سب سے بڑا دشمن ہے...... یاد رکھو! جب گناہ کا تقاضا ہوتا ہے...... تو روح کو تکلیف نہیں ہوتی...... بلکہ نفس کو تکلیف ہوتی ہے...... لہٰذا جب نفس گناہ کا کہے...... اس سے کہو: "اے نفس! تو نے بارہا مجھے ذلیل کیا ہے ...... مجھے ولیم فائیو کھانے پر مجبور کیا ہے...... تیری وجہ سے میرا جو سب سے بڑا محسن ہے...... یعنی اللہ...... تو مجھے اس کی نافرمانی پر آمادہ کر رہا ہے...... اب میں تجھے خوب تڑپاؤں گا......

اے دشمن نفس! تو نے بارہا مجھے جوتے کھلوائے...... دوستو! جب آپ نفس سے اس طرح کہو گے اور خون تمنا کو پی لو گے تو آپ کا نفس آپ کے قابو میں آجائے گا...... اس کے تقاضے کم ہو جائیں گے اس قربانی پر آپ کو اللہ مل جائے گا......

ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی　　　اب تو آجا اب تو خلوت ہو گئی

عبادت کی لذت کو بڑھانے کا نسخہ

ارشاد فرمایا کہ: جب آپ نفس کی خواہشات کو کچل دو گے ...... تو آپ کو کیا ملے گا؟ ایمان کی حلاوت ملے گی ...... جس سے عبادت میں مزہ آنے لگے ...... اللہ کے نام کو لینے میں مزہ آنے لگے گا ...... فرمایا: اللہ کا عاشق ان صفات سے مزید ہوتا ہے ......

بری خواہشوں کو اللہ کے حکم پر غالب نہیں آنے دیتا ...... گندے ارادہ ...... گندی خواہشات ...... پر لعنت بھیجتا ہے ...... کہ اے دشمن نفس تجھے تڑپا تڑپا کے رکھوں گا ...... تیری ...... بات نہیں مانوں گا ......

اللہ اور رسول کو خوش کرنے کے لئے ہر مشقت اٹھالیتا ہے ...... ظالم ہے وہ شخص جو پالنے والے کو ناراض کرتا ہے ...... اور گناہ چھوڑنے کی جو اللہ نے ہمت دی ہے اس کو چرالیتا ہے ...... ہر مصیبت کو خوشی خوشی پی جاتا ہے ...... ہر حال میں اللہ سے راضی رہتا ہے ...... کہ آپ نے ہم کو یہ کیوں نہیں دیا؟ جو مالک نے کھلایا اس کو کھالیا ...... شکایت نہیں کی ......

چٹائی پر بادشاہت کا مزہ

ارشاد فرمایا کہ: اپنی تمناؤں کا خون کردو ...... اپنی خواہشات کو مٹادو ...... واللہ میں کہتا ہوں ...... اللہ اس کو ایسی حکومت اور ایسی بادشاہت دے گا کہ اس کو بوریئے پر بھی تخت شاہی سے زیادہ مزہ ملے گا ...... کیونکہ اللہ خالق مزہ ہے ...... جو اللہ پر مرمٹتا ہے اللہ اس کو ئی جھولی میں مزہ وسکون کا دریا بہادیتے ہیں ......

انسان کی شکل میں اُلّو کون؟

ارشاد فرمایا کہ: بہت ہی الو ہے وہ شخص ...... جو اللہ کو چھوڑ کر اتنے بڑے بادشاہ اور محسن کو چھوڑ کر غیر اللہ پر مرمٹتا ہے ...... دوستو! آج توبہ کرو ...... دیر مت لگاؤ ...... بعض لوگ اسی لئے دیر لگاتے ہیں ...... کہ تھوڑا اور مزہ لے لوں ...... پھر اکٹھی توبہ کرلوں گا ......

حضرت والا نے روتے ہوئے فرمایا کہ کیا توبہ تمہارے اختیار میں ہے؟ ...... ظالم میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ ایک مرنے والے کو لوگ توبہ کا کہہ رہے ہیں ...... مگر گناہوں کی نحوست

کی وجہ سے یہ لفظ نکل نہیں رہا تھا..... کون ہے جس نے اس کی زبان پر قفل لگا دیا؟ یاد رکھو توبہ تمہارے اختیار میں نہیں ہے..... توفیق توبہ آسمان سے اترتی ہے..... اس لئے آسمان والے کو راضی کرنے کے کام کرو..... ورنہ خون کے آنسو رونا پڑے گا..... لہٰذا ایک سیکنڈ بھی توبہ میں دیر نہ کرو.....

گناہ کے ایک ذرہ کو بھی نہ لو!

ارشاد فرمایا کہ: جو حرام کاری کرتا ہے حرام خوشیاں لیتا ہے..... وہ سیاہ کار ہو جاتا ہے..... اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے..... خالق کو چھوڑ کر غیر اللہ کو دل دینا یہ معمولی گناہ نہیں ہے..... اللہ کی غیرت جوش میں آجاتی ہے..... ایک ذرہ بھی حرام کاری نہ کرو..... چاہے جان چلی جائے.....

فرمایا کہ اللہ کے حکم کے سامنے اپنے دل کا خون بہا دو..... غلط اور نالائق تمناؤں کو پورا نہ کرو..... دل کا خون کرنا کیا ہے؟ دل کی بات نہ ماننا..... بلکہ اپنے مالک کی بات ماننا! دل کو حوالے کرنا ہے مالک کے..... کیوں کہ تم اپنے دل کے مالک نہیں ہو.....

پھر فرمایا کہ دل کی ڈیمانڈ کو پورا نہ کرو..... کیونکہ ڈیمانڈ سانڈ کے وزن پر ہے..... سانڈ مت بنو..... تمہیں اللہ نے اس لئے انسان بنایا کہ جانوروں والے کام کرو؟ ذرا ہوش کے ناخن لو! اپنے مولیٰ کے حکم کے سامنے اپنی خواہش کو ترجیح مت دو..... کیا نفس کی ماننا افضل ہے..... یا اللہ کی ماننا؟ اپنے غلط ارمانوں کا خون کرلو..... مگر اللہ کو ناراض نہ کرو.....

نہ تیرا دل نہ تیری جاں چاہیے ان کو تجھ سے خون ارماں چاہیے

جو اپنے ارمانوں کا خون کردے گا..... سمجھ لو اس کو اللہ مل گیا..... اپنے ارمانوں کا خون کرلو..... پھر دیکھو وہ کیا دیتے ہیں؟ جتنے بڑے مالک ہیں..... انشاء اللہ اتنا ہی بڑا انعام دیں گے..... ارے ظالم اللہ پر مر کے تو دیکھ اس پر فدا ہو کر دیکھ.....

نفس کو دبانے کا آسان نسخہ

ارشاد فرمایا کہ: کوئی حسین لڑکی مل گئی..... اسے دیکھو مت..... بہادر مت بنو..... دیکھنے کے بعد تو تم حواس کھو بیٹھو گے..... نہیں دیکھو گے تو مجاہدہ آسان ہو جائے گا..... اگر دیکھ لیا تو آسان مجاہدہ مشکل ہو جائے گا..... بس کہیں نظر نہ ڈالو اپنی نگاہ کو نیچا کرلو..... جان

نکلتی ہے تو نکلنے دو...... نفس دشمن ہے وہ کہے کہ اگر اب نہ دیکھا تو میں مر جاؤں گا...... تو یاد رکھو نفس دشمن ہے...... اور دشمن کی جان نکلنے کو آدمی محبوب رکھتا ہے...... اس سے کہو:...... تو میرا دشمن ہے...... تو میرا دشمن ہے...... تو میرا دشمن ہے...... اگر تیری جان نکلے گی تو مجھے خوشی ہوگی...... اور یاد رکھو انسان مرتا ہے...... روح نکلنے سے نفس کے مرنے سے انسان کو نئی زندگی ملتی ہے...... کیونکہ جو نفس کو اللہ پر فدا کرتا ہے تو کیا ملتا ہے؟

سنو! زندگی پر بہار ہوتی ہے جب خدا پر فدا ہوتی ہے

نفس سے کہو تو اگر مر گیا تو میں دو رکعت پڑھ کر شکریہ ادا کروں گا...... اچھا ہے تو مر جائے...... ہم نفس کی مان لیتے ہیں کہ کہیں یہ مر نہ جائے...... بس یاد رکھو...... نفس کو اگر دبانا چاہتے ہو تو اس کی خواہش کو پورا نہ کرو...... شروع میں تھوڑا مجاہدہ ہوگا...... پھر انشاء اللہ نفس مسلمان ہو جائے گا...... لیکن اگر اسی کی بات مان لی تو پھر یہ شیر ہو جائے گا...... خوب یاد رکھو نفس کہے کہ بس آخری بار گناہ کر لو...... یاد رکھو کہ نفس کی خواہش کی مثال آگ کی سی ہے...... نفس کی خواہش کو پورا کیا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ نفس کی آگ میں ایک گناہ کر کے اس کو موٹا کر دیا...... مزید آگ بھر لی...... اسی لئے حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ جو لوگ گناہ کے تقاضہ کے بعد دوبارہ گناہ کر کے سکون حاصل کرنا چاہے تو گویا کہ وہ پیشاب سے وضو کر رہا ہے......

نفس جنگلی سور کی طرح ہے

ارشاد فرمایا کہ: کب تک نفس کی مانو گے؟...... کب تک جنگلی سور کے ہاتھوں کھیلو گے ؟...... یہ نفس تو سور ہے...... یہ گندی چیزوں کا شوقی ہے...... یاد رکھو! جب تک گناہ ہو رہا ہے سمجھ لو جنگلی سور تمہیں چبا رہا ہے...... جب اللہ نے طاقت فرار کی نعمت دی ہوئی ہے تو پھر کیوں ہمت نہیں کرتے؟ اگر گناہوں سے طاقت فرار ہمیں نہ دی گئی ہوتی تو اللہ قرآن میں:

''ففروا الی اللہ ...... 'بھاگو اللہ کی طرف'' نازل نہ فرماتے ...... اللہ ظلم سے باک سے پہلے اس نے گناہ چھوڑنے کی ہمت دی ...... پھر گناہ چھوڑنے کا حکم دیا...... بس ہم ہمت چور ہیں ...... ہمت نہیں کرتے ...... جس دن ہمت کر لیں گے سمجھ لو کام بن گیا...... ارے ہمت کر کے تو دیکھو......

حضرت تھانویؒ کا طاقت فرار کو استعمال کرنا

ارشاد فرمایا کہ: حکیم الامت تھانویؒ اپنے حجرہ میں بیٹھے بیان القرآن لکھ رہے تھے ......ایک بچہ بغیر داڑھی مونچھ کے مسئلہ پوچھنے آ گیا......تو حضرت حجرہ میں ایک سیکنڈ نہیں بیٹھے......حالانکہ باوجود تفسیری کام کر رہے ہیں......فوراً طاقت فرار استعمال کی اور باہر آ گئے ......اور پھر مولانا شبیر علیؒ کو ڈانٹا......کہ میری خلوت میں کسی کو ایسے مت بھیجا کرو......

دوستو! یاد رکھو گناہ اللہ سے دور کر دیتا ہے......اور اللہ کی دوری سے بڑھ کر کوئی عذاب نہیں......

اولیاء اللہ کو تکلیف دینے کا انجام

ارشاد فرمایا کہ: جن بزرگوں نے ایذاء پر صبر کیا تو کیا ہوا؟

فرمایا کہ ایک نوجوان نے ایک عورت کو بغیر نکاح کے اپنے ساتھ رکھا ہوا تھا...... یہ دونوں فاسق کہیں جا رہے تھے......سامنے سے بڑے میاں آ رہے تھے...... بڑھاپے کی وجہ سے ان کا دھوا معشوقہ کو لگ گیا......تو اس نوجوان نے کہا: اندھے نظر نہیں آتا......تو نے میری محبوبہ کو تکلیف دی...... یہ کہہ کر ایک طمانچہ مار دیا......نوجوان کو شرم نہ آئی 70 سال کے بوڑھے کو طمانچہ مار رہا ہوں...... عشق مجازی میں آدمی اندھا ہو جاتا ہے......گناہ آدمی کو اندھا کر دیتا ہے...... پاگل کر دیتا ہے......اس طمانچہ مارنے پر اس لڑکے کا پیشاب رک گیا......شہر بھر کے حکیموں نے علاج کیا مگر فائدہ نہیں ہوا......آخر میں اس نالائق معشوقہ نے کہا: لگتا ہے یہ بڑے میاں کو تھپڑ مارنے کا انجام ہے......وہ نوجوان کسی بھی طریقہ سے اس بزرگ کے پاس پہنچا اور کہا کہ مجھے کوئی دوا فائدہ نہیں کر رہی ......آپ مجھے معاف کر دیجئے......اور اپنی بددعا کو واپس لے لیجئے......

اس بزرگ نے فرمایا: اللہ کی قسم میں نے بددعا نہیں کی میں نے تو صبر کیا......لڑکا کہنے لگا: یہ عذاب مجھ پر پھر کیوں اترا؟ وہ بزرگ کہنے لگے: تمہیں تکلیف ہوئی تو تم نے مجھے مارا مجھے تم نے تکلیف دی......تو میرے یار نے تم سے بدلہ لے لیا......لہٰذا میرے یار نے بغیر بددعا کے تم سے بدلہ لے لیا......

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کی اتباع سے بچو

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو جس کی مشابہت اختیار کرے گا...... اسی میں سے قیامت کے دن اٹھایا جائے گا......

آج ہم سوچ لیں کہ ہم کس کی مشابہت اختیار کرتے ہیں...... ہمیں کس کا چہرہ پسند ہے؟ جس محبوب نبی نے...... طائف میں چھ میل تک...... ہمارے لئے کافروں کے پتھر کھائے حتیٰ کہ پیر مبارک خون سے بھر گئے...... جوتا مبارک خون سے بھر گیا...... آج ہمیں اس کا چہرہ پسند نہیں...... جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پتھر برسائے...... آج ہمیں ان کا چہرہ پسند ہے...... جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم اتنے وفادار نہیں...... جتنے انگریزوں کے وفادار ہیں...... آپ نے حکم دیا...... شلوار کو ٹخنے سے اوپر رکھو...... ہم نے انکار کیا...... انگریز نے کہا...... چڈی پہن لو...... ہم نے فوراً پہن لی...... لہٰذا سوچ لو...... آج ہمارا ایمان کس درجہ میں ہے......؟

مٹی پر مٹی ہونے سے بچو

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! قیامت کے دن پتہ چلے گا...... کیا مقام ہے......؟ ارے ہم تو مٹی ہیں...... مٹی سے بنے ہیں...... مٹی + مٹی = مٹی

مٹی کا مکان بنالیا...... اب خوش ہیں...... مٹی سے فصل اگی...... پھر اس سے مٹی کا کباب کھالیا...... اب خوش ہو رہے ہیں...... یہ سب مٹی ہے...... مگر جو شخص نعمت دینے والے سے دل لگالے...... اس کی محبت تمام محبتوں پر غالب کرلے...... سمجھ لو اس کا کام بن گیا......

لہٰذا دوستو! مٹی کی چیزوں پر مت مرو...... خالق مٹی پر مرو...... خالق مٹی پر فدا ہو جاؤ...... اللہ کو ساتھ لے لیا...... سمجھ لو ہم کامیاب...... اللہ نہ ملا...... تو ہم سے بڑا کوئی ناکام نہیں...... ایک شخص دنیا کا سب سے بڑا مالدار ہے...... اسے اللہ نہ ملا...... اس سے بڑا کوئی فقیر نہیں...... اس سے بڑا کوئی مسکین نہیں کہ...... مٹی پر فدا ہو گیا...... خالق مٹی کو ساتھ نہ لیا...... لہٰذا دوستو!

اللہ کو اپنا بنا لو — اللہ کو دل میں بسا لو
اللہ سے دوری کیسی — اللہ سے بغاوت کیسی
اللہ سے دوستی کر لو — اللہ کو تم نہ بھولو

گناہوں کے اڈوں سے گزرو تو سر ڈھانک لو!

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! یاد رکھو..... گناہوں سے بچو..... اور گناہ والی جگہوں سے بھی بچو..... جس جگہ گناہ ہوتا ہے..... اللہ کا عذاب نازل ہوتا ہے..... وہ جگہ لعنتی ہوتی ہے..... چنانچہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک کے موقع پر..... رجب ۹ھ کو قوم ثمود کی بستی سے گزرے تو صحابہ سے فرمایا:

"جلدی سے سر ڈھانپ لو..... اس عذاب والی زمین کو مت دیکھو..... اور اس جگہ کا پانی بھی استعمال مت کرو..... جس نے یہاں کے پانی سے آٹا گوندھ لیا ہو وہ آٹا اونٹوں کو کھلا دو اور روتے ہوئے گزر جاؤ اور فرمایا اے صحابہ کوئی ان کے مکانات میں داخل نہ ہو"

(بخاری کتاب الانبیاء و فتح الباری ج ۶/۲۶۸)

آج جہاں سینما کے بورڈ لگے ہوتے ہیں ..... فحاشی کا منحوس ڈبہ..... ٹی وی ...... جہاں چل رہا ہوتا ہے..... سمجھ لو وہ جگہ لعنتی ہے..... وہاں فرشتوں کی لعنت برس رہی ہے ...... لہٰذا گناہوں کے اڈوں سے گزرو..... تو سنتیں زندہ کرو......

1 ......روتے ہوئے گزرو..... ندامت ہو..... (2) ..... اور سر کو ڈھانک لو..... کہ یہاں کی منحوس آب و ہوا دماغ میں نہ جائے اور یہ الفاظ کہو:

"رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ"

دنیا کو دین بنانے کا طریقہ

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! بنگلہ رکھو..... گاڑی رکھو..... مگر دل میں اللہ بھی رکھو..... بس ان تمام چیزوں پر اللہ کی محبت غالب ہو..... کیا مطلب ......؟ 50 فیصد محبت ...... ان تمام چیزوں کی ہو..... اور 51 فیصد اللہ کی ہو..... ایک فیصد محبت اللہ کی غالب ہو..... جب کشتی پانی کے اوپر چلتی ہے..... تو بہت اچھی چلتی ہے..... لیکن اگر پانی کشتی میں گھسنے لگے..... تو وہ کشتی ڈوب جائے گی..... اسی لئے دوستو! دنیا میں رہو..... مگر اللہ سے غافل مت ہو...... دنیا کماؤ..... مگر اللہ کے حکم کو نہ توڑو..... یہ نہیں کہ دنیا کمانے کے چکر میں حرام کھایا جا رہا ہے ...... رشوت لی جا رہی ہے..... نمازوں کو قضا کیا جا رہا ہے..... ایسا نہ ہو..... اسی لئے حضرت

تھانویؒ نے ارشاد فرمایا: ''دنیا کو جیب میں رکھنا جائز ہے مگر دل میں رکھنا حرام ہے''

اگر دنیا کو اللہ کے لئے خرچ کیا..... تو دوستو یہی آخرت بن جاتی ہے..... حضرت سعید بن جبیرؒ کوفہ کے اتنے بڑے مفسر ہیں..... تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ کوفہ حاضر ہوئے تو لوگوں نے کہا..... حضرت کچھ مسائل پوچھنے ہیں..... فرمایا: ''تمہارے شہر میں اتنا بڑا مفسر موجود ہے..... مجھ سے کیا پوچھتے ہو؟ ان کی یعنی سعیدؒ کی تفسیر علامہ آلوسی نے نقل کی ہے.....

''دنیا خطرناک..... خوفناک..... ہلاکت خیز کب بنتی ہے؟''

جب تم دنیا کو مقصد بنالو گے..... دنیا کو دل میں بسالو گے..... مگر جب تم دنیا مخلوق پر خرچ کر کے آخرت کا ذریعہ بناؤ گے تو.....

یہ دنیا پھر بہترین پونجی بن جائے گی..... پھر یہی دنیا پیاری بن جائے گی..... دوستو! اگر اللہ نے دنیا دی ہے..... تو آج سے نیت کرلو..... عزم کرلو کہ میں اللہ کے دیئے ہوئے مال کو..... اللہ پر خرچ کروں گا..... اس مال سے جگہ جگہ علماء کے بیانات کرواؤ..... ان کو اپنی کار میں لے جاؤ..... مدرسہ بناؤ..... مساجد بناؤ..... غریبوں کے لئے ہسپتال بنواؤ.....

گناہوں سے بچنے کے غم کی بے مثال لذت

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! اللہ جس دل میں آجاتا ہے..... وہ دل ساری کائنات کا مزہ پا لیتا ہے..... ساری دنیا کے عیاش لوگوں کی..... عیاشی کا مزہ..... ایک پلڑے میں..... اور دوسرے پلڑے میں اللہ کے نام کا مزہ..... گناہوں سے بچنے پر جو غم ملتا ہے..... اس غم کا مزہ دوسرے پلڑے میں رکھا جائے..... تو دوسرا پلڑا جھک جائے گا..... ارے اللہ کے سامنے کائنات کیا شے ہے.....؟ وہ تو خالق مزہ ہے..... وہ چاہے تو چٹائی میں سلطنت کا مزہ دے سکتا ہے..... حکیم الامت تھانویؒ کے پاس ایک شخص آیا کہنے لگا:

حضرت دعا کریں کہ میں مالدار ہوجاؤں..... حضرت رونے لگے اور فرمایا: ارے نالائق!

تجھے فقیری مفت میں ملی ہے ہم نے فقیری سلطنت دے کر پائی ہے

تجھے فقیری کا مزہ نہیں معلوم..... تو جب چاہے اللہ اللہ کر سکتا ہے.....

گناہ سے بچنے کی دعا

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! اس دعا کا اہتمام کرو: ''اے اللہ! آپ نے ہمیں گناہ چھوڑنے کی ہمت دی...... اے اللہ! ہمیں آپ نے پہلے ہمت کا تحفہ دیا پھر گناہ چھوڑنے کا حکم دیا ......ہم ہمت چور ہیں...... اے اللہ! مجھے ہمت کو استعمال کرنے کی توفیق عطاء فرما......''

دُعاؤں کا التزام کریں

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! دعا مانگنا مت چھوڑو...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ ......'' (ترمذی)

دعا عبادت کا مغز ہے...... بس دعا سے مایوس مت ہو...... اسی طرح اگر کسی سے گناہ نہیں چھوٹتے...... وہ مایوس نہ ہو...... اللہ کے راستے میں پڑا رہے...... انہیں کی فکر کرتا رہے ......اللہ سے مانگتا رہے...... اللہ والوں کے پاس جاتا رہے...... تو ان شاء اللہ ایک نہ ایک دن...... اس کا کام بن جائے گا...... وہ اللہ کا ولی بن جائے گا...... لیکن اگر وہ مایوس ہو گیا ......دعا کرنا چھوڑ دی...... تو سمجھ لو کہ وہ ہلاک ہو گیا......

دوستو! بس یاد رکھو...... اللہ کسی کی محنت (دعا) کو رائیگاں نہیں فرماتے ہیں...... دنیا میں نامرادی ہو سکتی ہے...... مگر اللہ کی طلب میں نامرادی نہیں ہے...... یہ دعاؤں کی صورتیں نہ جاننے سے...... بعض لوگ بڑے دھوکے میں آجاتے ہیں...... شکایت پیدا ہو جاتی ہے...... کہ ہماری دعا اتنے عرصے سے قبول نہیں ہوئی...... لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

''کبھی دعا جلد قبول ہوگی...... کبھی اس کا بدلہ آخرت میں دیا جائے گا...... دنیا میں اس کا دینا اللہ کے نزدیک نقصان دہ ہوگا......'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''دعا سے مایوس مت ہو...... کیونکہ دعا کرنے سے کوئی برباد نہیں ہو سکتا......'' (رواہ حاکم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دعا مومن کا ہتھیار ہے...... (ابو یعلی)''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی بندہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے تو اسے شرم آتی ہے کہ وہ انہیں خالی اور ناکام لوٹائے......'' (ابوداؤد)

پالنے والے سے بغاوت اچھی نہیں

ارشاد فرمایا کہ: اپنے مالک کو ناراض کرنے والا...... غلام شرافت طبع سے محروم ہے ......ورنہ اگر طبیعت شریف ہو...... تو کوئی غلام اپنے محسن کو ناراض نہیں کرتا......

یہ مانا معصیت میں مجرمانہ تھوڑی لذت ہے
مگر اس پالنے والے سے یہ کیسی بغاوت ہے

ایسا احساس کرنے والا مالک...... کہ حکیم الامتؒ فرماتے ہیں...... کہ اگر دوزخ کو اللہ نہ پیدا کرتا ......تو بھی اللہ کے احسانات اتنے ہیں...... کہ کوئی شریف بندہ اس بات کو گوارہ نہیں کرتا...... کہ اپنے اللہ کو ناراض کرے...... وہ کہتا کچھ بھی ہو جائے جان چلی جائے...... پر اللہ کو ناراض نہیں کروں گا......

دل کب ٹوٹتا ہے؟

ارشاد فرمایا کہ: دل کب ٹوٹتا ہے......؟ جب خواہش کو توڑا جاتا ہے...... بس سمجھ لو جس نے دل توڑ دیا...... وہ مولا والا بن گیا...... مثال کے طور پر سامنے سے خوبصورت لڑکی آرہی ہے...... آپ نے نظر جھکالی...... تو دل روئے گا...... اور پھر ٹوٹ جائے گا...... دوست یار فلم دیکھنے جارہے ہیں...... آپ نے کہا: اے دوست! میں دل کو توڑ دوں گا...... پر پالنے والے کو آنکھیں دینے والے کو...... ناراض نہیں کروں گا......

ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی　　　　اب تو آجا اب تو خلوت ہو گئی

بس اس نوجوان نے...... اللہ کی محبت میں...... دل کی خواہش کو پورا نہ کیا...... تو کیا دل میں دراڑ پڑ گئی...... اس کو اللہ فرما رہے ہیں کہ...... ٹوٹا ہوا دل میرا گھر ہے......

لہٰذا جو شخص جتنا زیادہ دل کو توڑے گا...... اتنا ہی اس کے دل کے ذرہ ذرہ میں...... اللہ تعالیٰ کی محبت کا خزانہ جمع ہونا...... شروع ہو جائے گا......

اور دوستو! جسے اللہ کی محبت مل گئی...... سمجھ لو دونوں جہاں کی خوشیاں اس کے دل میں جمع ہو گئیں...... بادشاہوں کا تخت بھی...... اس کی خوشیوں کے سامنے بے حیثیت ہو جائے گا......

ولایت کے اعلیٰ درجہ کے حصول کا نسخہ

ارشاد فرمایا کہ: بس دوستو! اللہ کی محبت میں دل کی خواہشات کو توڑتے رہو...... ان شاء اللہ ولایت کا بڑا درجہ ایک دن پا جاؤ گے...... تہجد سے اللہ کے عاشقوں کا...... اللہ کے صدیقین کا بڑا درجہ نہیں ملتا...... اللہ کے راستہ میں غم اٹھانے سے...... گناہ چھوڑنے کا غم اٹھانے سے...... اولیاء کا درجہ ملتا ہے...... مولانا رومی فرماتے ہیں...... جتنے لوگ اولیاء صدیقین تک پہنچے ہیں...... وہ سب صبر کے راستہ اللہ تک پہنچے ہیں......

دین کا مذاق اڑانے پر عذاب

ارشاد فرمایا کہ: آج لوگ دین پر چلنے والوں کا مذاق اڑاتے ہیں...... وہ سن لیں...... جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بھی سنت کا مذاق اڑاتا ہے...... وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے...... حتیٰ کہ اس پر دوبارہ کلمہ پڑھنا...... اور نکاح کی تجدید واجب ہو جاتی ہے...... کیونکہ یہ اس شخص کا مذاق نہیں اڑایا جا رہا...... بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام انبیاء کی سنتوں کا مذاق اڑاتا ہے...... یہ کوئی معمولی گناہ نہیں ہے...... یہی وہ گناہ ہے...... جو مرتے وقت کلمہ سے محروم کر دیتا ہے...... اکبر الٰہ آبادی نے کہا:

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا کر تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

بس دوستو! سارا جہاں خلاف ہو جائے...... غم مت کرو...... بس اللہ پر نظر رکھو...... کہ وہ خوش ہے...... پھر کیا غم ہے؟ خواجہ صاحب نے فرمایا: دوستو! جب تک اللہ کی محبت...... مخلوق کی محبت پر غالب نہیں کرو گے...... مخلوق کو نہ چھوڑو گے...... اس وقت تک اللہ نہیں مل سکتا...... اور اگر اللہ والا بننے میں مشکل پیش آئے...... تو نفس سے کہو...... ساری دنیا خوش ہو گئی...... اللہ ناراض تو کیا ملا؟

اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری
جو تو میرا تو سب میرا...... فلک میرا زمین میری

بیوی کی ناراضگی پر روتے ہو مگر خالق کی!!!

ارشاد فرمایا کہ: مولانا رومی فرماتے ہیں: اے دنیا والو! تم بیوی بچوں کے بارے میں ...... بے صبرے ہو جاتے ہو...... بیوی کچھ دن کے لئے میکے چلی جائے ......تو دل کے آنسوؤں سے روتے ہو...... بچہ گم ہو جائے ......تو بالکل پاگل ہو جاتے ہو...... پھر فرمایا: اے دنیا والو! پھر تم اللہ کے بارے میں کیوں صبر کرتے ہو......؟ کیوں اللہ کے نام لینے سے غافل ہو جاتے ہو......؟ کیا تمہیں محبوب حقیقی یاد نہیں آتا......؟ جو تم اللہ کو بھول جاتے ہو ......؟ پھر اس کا نام لیتے ہو......تو وہ بھی غافل دل سے لیتے ہو؟ بس دوستو! اللہ کا نام لو تو مزے لے کر لو...... کہ یہ میرے پالنے والے کا نام ہے......سید سلمان ندویؒ نے خوب کہا:

ذکر میں تاثیر دور جام ہے　　　نام لیتے ہی نشہ سا چھا گیا

غم دوستاں خدا کا حامل دل

ارشاد فرمایا کہ: آج ہم گناہ کرتے ہیں......اس پر خوش بھی ہوتے ہیں کہ آج صاحب فلم دیکھی...... بڑا مزہ آیا......**لا حول ولا قوۃ الا باللہ**......اپنے مالک کو ناراض کر کے مزہ لینا کتنی بے غیرتی کی بات ہے......؟ کہتے ہیں......ٹائم بہت اچھا پاس ہوتا ہے......ارے ٹائم ضائع ہو رہا ہے......پاس نہیں ہو رہا......اللہ کو ناراض کر کے......جو سانس لے رہا ہے......اس سے منحوس کوئی گھڑی نہیں......جو غلام......غلام سے دل بہلا رہا ہے......اس کے دل کی کیا قیمت ہے......؟

ارے مبارک ہے......وہ دل جو اللہ سے بہلتے ہیں......ارے مبارک ہے......وہ آنسو جو اللہ کی محبت میں نکلتے ہیں......کاش ہمیں اپنی زندگی کی قیمت سمجھ میں آ جاتی...... ارے مٹی پر فدا ہو کر......اپنی زندگی کو مٹی مت کرو......

کسی خاکی پر مت کر خاک اپنی زندگانی کو　　　جوانی کر فدا اس پر جس نے دی جوانی کو

خیر میرا شعر ہے کہ اللہ کا نام مست ہو کر لو......

اے میری جان بے قرار......لوٹ لو قرب کی بہار
ذکر کے ساتھ آج ہے چشم دید میری اشک بہار

آہ! کاش ہم ایسا ذکر کرنے والے بنیں کہ..... آنکھوں سے اشک بار آنسو بہہ رہے ہوں..... اللہ اللہ کرنے پر دل مست ہو رہا ہو..... پھر بادشاہوں کے تخت و تاج بھی تمہیں بے حیثیت معلوم ہوں گے ..... اس ذکر کے مزے کے سامنے..... کچھ دن مجاہدہ کر کے اللہ کا نام لو..... پھر دیکھو کیا ملتا ہے.....؟

جب دل ہی لگا بیٹھے تو ہر ناز اٹھانا ہو گا

سو بار وہ روٹھے سو بار منانا ہو گا

مولانا رومی فرماتے ہیں: ''ایک سجدہ کی لذت تمہیں عطاء ہو جائے تو سلطان ابراہیم بن ادھم کی طرح تم بھی اللہ پر مر مٹو گے..... اپنا سب کچھ لٹا دو گے.....''

بے وفا اور باوفا کا امتحان

ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے انسان کے امتحان کے لئے دو چیزوں کو پیدا کیا......

(1)..... گناہ کرنے کے تقاضے کو پیدا کیا..... (2) گناہ سے بچنے کیلئے ہمت کو پیدا کیا

انسان میں اللہ نے دو مادے رکھے ہیں..... کون میرا باوفا ہے.....؟ کون بے وفا ہے.....؟ کہ میری کھا کے مجھے ہی ناراض کرتا ہے..... بری بری خواہشات کے تقاضے سے بچنا یہ ایمان اور اللہ سے محبت کی دلیل ہے..... اسی طرح حسین چہرہ کو دیکھ کر رال ٹپکانا یہ مردودیت کی دلیل ہے..... اگر کبھی نفس حرام خوشی لے لے..... تو مایوس مت ہو! دو رکعت توبہ پڑھ کر رو رو کر اللہ سے معافی مانگ لو......

اللہ کی محبت کو سیکھنا فرض ہے

ارشاد فرمایا کہ: اللہ کی محبت کو سیکھنا فرض ہے..... جب انسان اللہ کی محبت سیکھ لیتا ہے ..... تو اس کی دنیا مزے دار ہو جاتی ہے......

اللہ اللہ کیسا پیارا نام ہے   عاشقوں کا مینا اور جام ہے

صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ کی محبت سیکھی تھی..... اسی وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم اللہ کے لئے جان دینے ہی کو ایمان سمجھتے تھے..... ہم سے تو گناہ نہیں چھوڑا جاتا کیونکہ ہم نے اللہ کی محبت نہیں سیکھی..... چنانچہ جب کسی صحابی رضی اللہ عنہ کو تیر لگتا تو فرماتے تھے: رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا......

انسان کا مقصد زندگی! اللہ کے لئے جینا اور مرنا

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں دنیا میں کس لئے بھیجا ہے......؟ جب یہ مقصد سامنے ہوگا......تو پھر ہماری زندگی با مقصد ہو جائے گی......اللہ نے ہمیں کس مقصد کیلئے بھیجا ہے......؟ اس مقصد کو سمجھنے کیلئے......اللہ تعالیٰ ہی سے رجوع کرنا پڑے گا......

ارشاد ربی ہے: ''کہ ہم نے تمہیں اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے......''

بندہ دنیا میں بندہ بن کر آیا ہے......اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق زندگی گزار لے......تو یہی بندہ اللہ کے پاس ولی بن کر جائے گا......اللہ کے دوستوں کی صف میں داخل ہو جائے گا......اور اگر وہ اپنے نفس کی اور شیطان کی مرضی پر چلے گا......تو یہ شیطان کا ساتھی کہلائے گا......سر سے پیر تک ہمارا ہر جز اللہ کا غلام ہے......غلام کی ہر سانس مالک کے لئے ہوتی ہے......اس کی رات مالک کی بندگی کے لئے ہوتی ہے......لہٰذا یہ شخص دن میں بھی بندہ ہے......رات میں بھی بندہ ہے......قبر میں بھی بندہ ہے......

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں
کوئی محفل ہو تیرا رنگ محفل دیکھ لیتے ہیں

ہم کہیں بھی جائیں......اللہ کی بندگی کا طوق ہماری گردن میں ہو......جو اس طوق کو گردن میں نہیں ڈالتا......اپنے کو آزاد سمجھتا ہے......جگہ جگہ منہ مارتا ہے......اللہ فرماتے ہیں: ''یہ جانور ہیں......'' لہٰذا ہم جانور نہیں بلکہ بندے ہیں......اور بندے بھی بے وفا نہیں باوفا ہیں......

گناہ ہو جائے تو کیا کریں؟

ارشاد فرمایا کہ: حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں: ''گناہ ہو جائے تو دو رکعت صلوٰۃ التوبہ پڑھو......اور گڑگڑا کر اللہ سے معافی مانگ لو......کچھ آنسو نکل آئیں......تو بہت بڑی نعمت ہے......اس کے بعد......پھر اس گناہ کا خیال بھی نہ کرو......''

اللہ کی رحمت کے مقابلہ میں گناہوں کو بڑا مت سمجھو

ارشاد فرمایا کہ: بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب ہم اتنے بڑے گنہگار ہیں...... ہماری کیسے بخشش ہوگی؟ تو یہ شخص صورتاً انتہائی متواضع ہے...... مگر حقیقۃً انتہائی متکبر ہے...... یہ شخص اپنے گناہ کو اللہ کی رحمت سے زیادہ سمجھتا ہے...... اس کی مثال ایسی ہے کہ...... سلطان پور میں جب میں پڑھتا تھا...... تو وہاں کے سرکاری نوکر ایک ہوٹل میں کھانا کھاتے تھے...... ایک سرکاری نوکر اپنے وطن میں چلا گیا...... اس کا آٹھ دس سال کا بچہ...... اسی جگہ ہوٹل کے قریب اسکول میں پڑھتا تھا...... تو یہ سرکاری نوکر کا بچہ باپ کی جگہ فری میں کھانا کھاتے تھے...... وہ دس سال کا بچہ تھوڑا سا کھا کر پھر بھوکا رہتا تھا...... میری والدہ نے اس سے کہا...... آج کل تم کمزور معلوم ہو رہے ہو...... اس نے کہا کہ اس لئے کہ میں تھوڑا کھا رہا ہوں...... اگر زیادہ کھاؤں گا...... تو میرے ابا کو زیادہ پیسہ دینا پڑے گا...... میری اماں نے کہا بے وقوف تو آدھی روٹی کھا...... یا چار روٹی کھا...... پیسہ اتنا ہی دینا پڑے گا...... سرکار کے پاس اتنے حساب کا کہاں وقت ہے......؟ اس کے بعد سے صاحب...... اس نے ایسا کھایا کہ اس کا پیٹ میں نے دیکھا کہ باہر آیا...... ٹھوس ٹھوس کر کھانے لگا کہ فری کا مال ہے...... آنے دو......

جیسے یہ بچہ نادان تھا کہ ہم اتنا کھالیں گے...... تو ہمارے ابا کو دینا پڑے گا...... ایسے ہی شیطان ہم کو نالائقیوں میں مبتلا کر دیتا ہے کہ...... اب ہماری کیسے مغفرت ہوگی......؟ شیطان ہمارے سامنے اللہ کی عظمتوں کو گرا کر...... گناہوں کی لذتوں کو پیش کرتا ہے...... تاکہ رب سے مایوس ہو کر...... اللہ کے دروازے سے محروم ہو جائے...... لہٰذا اللہ کی شان عظمت ورحمت کو کم مت سمجھو...... اپنی تواضع میں مت رہو کہ ہم اتنے مجرم ہیں...... اتنے گناہ کیسے معاف ہونگے......؟

حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں: ''یہ ایسا نادان متکبر ہے...... جو اپنے گناہوں کو اللہ کی رحمت سے بڑا سمجھ رہا ہے......'' لیکن ایک بات اور یاد رکھو...... گناہ سے پہلے نفس کو یہ مضمون نہ بتلانا...... نفس کو تو دوزخ کی آگ...... قبر کا عذاب بتاؤ...... ہوسکتا ہے کہ ہم وہ گناہ کر رہے ہوں...... اور اسی وقت موت آجائے...... توبہ کی توفیق ہی نہ ملے......

(چنانچہ اسلام آباد کا مارگلہ ٹاور جب زلزلہ کی وجہ سے زمین بوس ہوا...... تو بعض کمرے معمولی سے ٹوٹ پھوٹ کر سیدھے گر گئے تھے...... جب عملہ اس میں داخل ہوا تو دیکھا ایک ہی کمرے میں کئی مرد اور عورتیں عریاں حالت میں پڑے ہیں...... ان لوگوں کو توبہ کی توفیق ہی نہ ملی...... یہ کتنا مقام عبرت ہے کہ ان نادانوں کا قبر میں حشر میں کیا انجام ہو گا؟ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہماری حفاظت فرمائے...... (از جامع)

توبہ اور رحمت کے آسرے پر گناہ مت کرو

ارشاد فرمایا کہ: بس دوستو! توبہ اور رحمت کے آسرے پر گناہ مت کرو...... رحمت کا مضمون تو ان لوگوں کے لئے ہے...... جن کو شیطان نے مایوس کر دیا ہے...... کشمیر کا ایک نوجوان لڑکا جنرل سٹور سے کچھ لے کر جا رہا تھا...... کہ سائیکل میں بیٹھا دوست سے گفتگو کر رہا تھا کہ اتنا گھی لینا ہے...... اتنا آٹا لینا ہے...... لالوکھیت پر بس نے ٹکر ماردی...... اسی وقت لالوکھیت کی سڑک پر خون بہہ گیا...... جوان لڑکا شادی بھی نہیں ہوئی تھی...... بس دوستو! ہر وقت موت کے لئے تیار رہو...... یہ نہ سوچو......

نہ جانے بلا لے پیا کس گھڑی   تو رہ جائے تکتی کھڑی کی کھڑی

اس لئے گناہ میں ڈوبا نہیں رہنا چاہیے...... لیکن اگر گناہ ہو جائے...... تو مایوس بھی نہ ہو...... جلدی سے کمر باندھ لو توبہ کر لو...... اٹھاؤ بستر...... صبح ہوئی ہے...... جلدی توبہ کرو...... دو رکعت توبہ پڑھو...... پھر خوب اپنے پالنے والے کے سامنے رووٴ...... روتے رہو...... روتے رہو...... ان شاء اللہ مسجد میں ہو...... یقین سے کہتا ہوں خدائے تعالیٰ کے سامنے رونے والا کبھی بدبخت نہیں ہوتا۔

بزرگوں سے عبادت کا نور ملتا ہے

ارشاد فرمایا کہ: خواجہ عزیز الحسنؒ نے حکیم الامتؒ کو خطاب کر کے فرماتے ہیں:

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوق فراواں کر دیا
پہلے جاں پھر جانِ جاں، پھر جانِ جاناں کر دیا

دوستو! اہل اللہ کے سینوں سے اللہ تعالیٰ ان کی محبت کا درد منتقل کر دیا کرتا ہے......

جس سے اس کا سجدہ قرب بن جاتا ہے......اس کی نماز......کی مثال بن جاتی ہے......
دوستو! ایسے عبادت کرو جیسا کہ اللہ کو دیکھ رہے ہو......اس کی تلاوت ایسے ہو جاتی ہے......
جیسے کوئی عاشق محبوب کا خط شوق سے پڑھتا ہے......کہ یہ میرے محبوب کا کلام ہے......
ھذا کلام ربی اس کی دو رکعت ایک لاکھ رکعت سے افضل ہو جاتی ہے......لوگ کہتے ہیں
بزرگوں کے پاس جانے سے کیا ملتا ہے......سن لو! اہل اللہ کے پاس جانے سے اللہ ملتا ہے۔ عبادت کا
نور ملتا ہے......یا پھر ان کے غلاموں کی محبت کو غنیمت جان لو......ورنہ ایک دن یہ بھی نہیں ملیں گی۔

بندہ کا اللہ کو کون سا عمل پسند ہے؟

ارشاد فرمایا کہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا کہ
بندہ کا کیا عمل اور کس طرح کا عمل آپ کو محبوب ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی فرمایا:
''مجھے اپنے بندوں سے ایسا تعلق اور ایسی محبت ہے کہ جیسے چھوٹا بچہ کو ماں کان پکڑ کر
نکال رہی ہو اور وہ بجائے مار کھانے کے ماں کی طرف ہی لپک رہا ہو ماں ہی کے پیر سے لپٹا
ہوا ہے اس بچہ کو پورا یقین ہے کہ سوائے ماں باپ کے میرا کوئی نہیں ہے......'' ہم بھی اللہ
تعالیٰ کو اگر چھوڑ دیں گے......تو جہاں جائیں گے مار کھائیں گے......

نگاہ اقربا بدلی مزاج دوستاں بدلا　　نظر اک ان کی کیا بدلی کہ کل سارا جہاں بدلا

بغیر حساب کے جنت میں داخلہ کا عمل

ارشاد فرمایا کہ: اماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا کچھ
لوگ ایسے بھی ہوں گے جن کا حساب نہیں ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں......
پوچھا: وہ کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو
ایک خاص عمل کرتے ہیں کہ......تنہائی میں اپنے گناہوں کو یاد کر کے روتے رہتے ہیں
......کثرت سے استغفار کرتے ہیں اور استغفار مکمل اس وقت ہوتا ہے کہ جب یہ ارادہ
ہو کہ میں آئندہ یہ گناہ نہیں کروں گا......

استغفار کے ساتھ گناہ نہ کرنے کا ارادہ لازم ہے

ارشاد فرمایا کہ: علماء نے لکھا ہے کہ: "لیس الاستغفار بدون توبہ"
"استغفار بدون توبہ یہ درست نہیں......" مطلب یہ کہ زبانی استغفر اللہ اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم نہ ہو یہ اللہ سے مذاق ہے لہٰذا جب بھی استغفار کرے تو ساتھ میں یہ بھی عزم کرے کہ اے اللہ آج کے بعد میں آپ کو ناراض نہیں کروں گا......اور اگر توبہ ٹوٹ گئی تو اے اللہ میں پھر رو رو کر آپ کو منالوں گا......

کتنے بڑے ہیں حوصلہ پروردگار کے　　　ہم نے کیئے گنہ اس نے نہ کی پکڑ

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں: "کہ اے اللہ! اگر گناہوں کے ہزاروں جال راستے میں ہیں......اور اگر آپ کی مدد میرے ساتھ ہے تو مجھے اس کا کوئی غم نہیں......"
دوستو! جس پر اللہ کی حفاظت کا سایہ ہو اسے کون نقصان پہنچا سکتا ہے......ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا چاروں طرف کیسا خوفناک ماحول مگر اللہ نے اپنے حکم سے آگ کو گلزار کردیا......اسی طرح اس معاشرہ میں جو خواہشات کی آگ لگی ہوئی ہے تو اگر ہم اللہ سے گڑگڑا کر مانگیں گے کہ اے اللہ! آپ ہمیں اپنی حفاظت کے حصار میں لے لیں......

باوفا بندوں سے اللہ کا پیار

ارشاد فرمایا کہ: جب کوئی بندہ گناہ چھوڑتا ہے......حرام خواہش کو سینہ میں دفن کرتا ہے......تو اللہ تعالیٰ اس کا بے اندازہ بوسہ لیتے ہیں......یعنی اللہ کے قرب کی ہوائیں اس کو پیار کرتی ہیں......اور اللہ جب اپنے اولیاء اللہ کا بوسہ لیتے ہیں......قلب خود محسوس کرتا ہے کہ اللہ مجھے پیار کرتے ہیں......دوستو! اللہ کی رحمت لامحدود ہے......اللہ تعالیٰ جس بندہ کو پیار کرتے ہیں......اس میں اللہ کے ہونٹ نظر نہیں آتے......کیونکہ اللہ جسم سے پاک ہے......مگر انکی رحمت کی ہوا دل میں محسوس ہوتی ہے......
مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جب اللہ کی رحمت مجھے پیار کرتی ہے اس کے بتانے کے لئے دنیا بھر کی لغت ناکافی ہیں اس کو بیان کرنے سے قاصر ہوں......"

اسی طرح دوستو! جو شخص اپنے نفس کی خواہشات کو پامال کرتا ہے تو اللہ کی رحمت کی ہوائیں اس کا بھی بوسہ لیتی ہیں...... یہ آپ نے سن لیا مگر اس کا اندازہ آپ کو اس وقت ہوگا جب آپ نے عملی طور پر نفس کی خواہش کو مارا...... دوستو! یہ افسانہ نہیں حقیقت ہے......

جیسے اکبر بادشاہ نے ایک بڑے میاں کو کھیر کھلائی تو بڑے میاں نے گالی دی اور غصہ سے کہا تو نے مجھے بلغم کھلا دیا...... ان بزرگوں کی باتیں ہم ان کی مجلس میں حاضری نہ دینے کی وجہ سے نہیں سمجھتے ہیں...... ایسے ہی جب ہم ان کی صحبت میں رہیں گے تو پھر ان شاء اللہ یہ باتیں عملی طور پر سمجھ آنے لگیں گی......

حضرت مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ کی کیفیت دُعا

ارشاد فرمایا کہ: ہندوستان کے ایک عالم جامع الارشاد کے مہتمم ...... ماشاء اللہ بہت باہمت آدمی ہیں...... ہندوستان میں رہتے ہوئے ہندوؤں کے مظالم کو لکھتے ہیں...... انہوں نے مجھے ایک چشم دید بات بتائی...... کہ انہوں نے تبلیغی جماعت کے بانی حضرت مولانا الیاسؒ کو اپنی آنکھوں سے ایک دعا کرتے ہوئے دیکھا ہے...... اور کہا کہ مولانا الیاسؒ مولانا خلیل احمدؒ سہارنپوری کے خلیفہ ہیں...... اور خلیل احمدؒ سہارنپوری حضرت مولانا گنگوہیؒ کے خلیفہ ہیں......

حضرت مولانا الیاسؒ تنہائی میں دعا پڑھتے ...... تو اس طرح پڑھتے گویا کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہیں وہ پڑھتے تھے...... "یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ ......" (ترمذی)

اس دعا میں مولانا الیاسؒ استغیث کو کھینچ کر کہتے تھے ...... اے زندہ ...... اے سنبھالنے والے میں آپ کی رحمت سے فریاد کرتا ہوں یہ دونوں نام اللہ کے نام ہیں اور محدثین نے لکھا ہے کہ یہ اسم اعظم ہیں...... اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کوئی بے چینی ہوتی تھی تو آپ یہ دونوں اسم کثرت سے پڑھتے تھے......

دل کی گھبراہٹ کا علاج: اسم اعظم

ارشاد فرمایا کہ: اسی لئے دوستو! کبھی دل گھبرائے پریشان ہو...... فوراً سے مرتبہ ان دونوں اسم اعظم کو پڑھ کر اپنے دل پر دم کرلو...... سوچ لو جس وظیفہ سے جان دو عالم اپنا غم دور کریں

......وہ کتنا مجرب ہوگا......تو مولانا نے مجھے بتایا...... جب مولانا الیاسؒ استغیث کہتے تو اس کو کھینچ کر کہتے......اور ایک دم نگاہ آسمان کی طرف ہو جاتی تھی......اور اس کے بعد کہتے:

''اَصلِحْ لِیْ شَانِیْ کُلَّه'' ''کہ میری حالت کی اصلاح فرما دیجئے'' کیا مطلب؟ اپنی شان کے مطابق اس کو درست فرما دیجئے ......مولانا رومیؒ فرماتے ہیں: کہ میرے دل کو اپنی یاد میں مشغول فرما دے اور مجھ کو اپنی مراد اور مرضی کے مطابق فرما دیجئے......

''اَصلِحْ لِیْ شَانِیْ کُلَّه'' کے بعد ایک جملہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور اضافہ کیا

'' وَلاَ تَكِلْنِیْ اِلیٰ نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ ...... '' (ابو داؤد)

''اور مجھ کو پلک جھپکنے کے برابر بھی نفس کے حوالہ نہ کیجئے......''

پھر حضرت والا نے سامعین کے سامنے پلک جھپکنے پر کہنے لگے صرف ایک سیکنڈ یعنی حضور نے یہ دعا کی کہ مجھے ایک سیکنڈ کیلئے بھی نفس کے حوالے نہ فرمایئے اس میں کیا راز ہے؟

معلوم ہوا کہ انسان کے جتنے بھی دشمن ہیں وہ انسان سے دور ہوتے ہیں مگر نفس جو کہ ہمارے پہلو میں ہے وہ بہت قریب ہے وہ تو ایک سیکنڈ میں کفر پیدا کر سکتا ہے......

دو سبق یاد رکھو! شیطان بہت ہی زیادہ مکار اور چالباز ہے یہ فوراً گناہ کی دعوت نہیں دیتا آج آپ سے کہے گا صاحب ٹی وی پر درس قرآن آتا ہے ہم تو اس کو دیکھیں گے تو اصلاح ہوگی اس طرح شیطان پٹی پڑھا کر وہ ٹی وی گھر میں لانے کی دعوت دیتا ہے اور جب ٹی وی آجاتا ہے......تو پھر آہستہ آہستہ اس شخص کو دوسرے پروگرام دکھاتا ہے ...... پھر بالآخر اسے گناہوں کی دلدل میں گرا دیتا ہے......

عاشق خدا کے وضو کے پانی کی برکت

ارشاد فرمایا کہ: شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی جس جگہ وضو کرتے تھے...... وہاں پر ایک خاص قسم کی گھاس شاہ صاحب کی کرامت سے پیدا ہو گئی تھی ...... جو لوگ کیمیا گر تھے ......یعنی پیتل کو سونا بناتے تھے......انہوں نے سوچا کہ اللہ کے ولی کے وضو کا پانی ہے...... اس پودے کو آزماؤ...... پھر جب انہوں نے اس ہرے پودے کو پیسا......تو پانی کی طرح پتلا

ہو گیا...... پھر انہوں نے اس کو پیتل میں ڈالا......تو وہ سونا بن گیا......اور جو دوسرے کیمیا گروں کو معلوم ہوا......تو سب جمع ہو گئے......

تو شاہ صاحب نے ایک دن وضو کرتے ہوئے......آس پاس کیمیا گروں کو دیکھا تو پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں......؟ خادم نے کہا حضرت! آپ کے وضو کے پانی سے......جو یہاں پودے پیدا ہوتے ہیں...... یہ اس سے سونا بناتے ہیں......حضرت نے جب یہ سنا تو حکم دیا......کہ جتنے پودے ہیں......ان کو جڑ سے اکھاڑ دو...... چنانچہ سب پودوں کو ختم کر دیا گیا......اور کیمیا گروں کو بلوایا اور فرمایا کہ میں تم کو اس سے بہتر کیمیاء بتاتا ہوں......جو اس سے لاکھ گنا افضل ہے......سب کیمیاء سے افضل دل کو گداس کرنا ہے......

گداس کے معنی پگھلنا اور پگھلانا ہے......مطلب یہ کہ اللہ کی محبت سیکھ کر......دل کو اللہ سے جوڑ لو...... یہ کیمیا بنانے سے کروڑوں گنا افضل عمل ہے......

داڑھی رکھنے کی عاشقانہ ترغیب

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! جو لوگ ڈاڑھی رکھنے کے لئے بڑھاپا آنے کا انتظار میں ہیں ان کو چاہیے کہ وہ یہ مراقبہ کریں اور سوچیں کہ......ایک شخص آپ کے محبوب یا بچے کی شکل سے ملتا جلتا ہو......تو آپ کو خوشی ہوگی کہ یہ تو میرے بچے کی شکل کا ہے......اللہ تعالیٰ اپنے جن بندوں کو اپنے محبوب کی شکل میں دیکھتے ہیں......تو اللہ کو اس پر پیار آتا ہے......خواجہ صاحبؒ فرماتے ہیں......

کچھ نہ پوچھو دل بڑی مشکل سے بن پاتا ہے　　　آئینہ بنتا ہے رو گڑ جب لاکھ کھاتا ہے دل

دوستو! دل بنانے میں تو زندگی لگ جائے گی......مگر ظاہری طور پر اللہ والا بننے میں......ایک سیکنڈ لگے گا......اگر آپ ابھی ارادہ کر لو کہ......ہم حضور کی شکل بنائیں گے......تو ارادہ ہوا اور مراد آباد پہنچ گئے......یعنی مراد پوری ہو گئی......حدیث شریف میں ہے کہ جو جیسی حالت میں مرے گا......ویسا ہی اٹھایا جائے گا......کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ......قیامت کے دن آپ کی ڈاڑھی منڈی ہوئی ہو......اور رسول کے سامنے حوض کوثر پر کافروں کی......اللہ کے نافرمانوں کی شکل لے کر جائیں......اور پھر حضور نے اس وقت منہ پھیر لیا......تو دوستو! پھر کچھ نہ پوچھو کیسی ذلت ہوگی......؟ اور ہم کہتے ہیں کہ......ابھی تو میں جوان ہوں...... بڑھاپا آنے دو......

خواجہ مجذوبؒ کا محبت خداوندی میں غم اٹھانا

ارشاد فرمایا کہ: خواجہ صاحب ڈپٹی کلکٹر تھے ...... فرماتے ہیں جب میں نے گول ٹوپی لمبا کرتا پہنا ...... اور چہرہ کو ڈاڑھی کی سنت سے سجایا ...... اور ہاتھ میں تسبیح ہوتی تھی ...... تو کان پور میں جتنے مسٹر تھے ...... وہ سب کہنے لگے کہ دیکھو یہ ملا جا رہا ہے ...... بڑا مذاق اڑاتے تھے ...... اتنا مذق اڑایا کہ خواجہ صاحب نے غمگین ہو کر ...... اللہ سے آسمان کی طرف دیکھ کر فریاد کی۔

ساری دنیا کی نگاہوں سے گرا ہے مجذوب تب کہیں جا کر تیرے دل میں جگہ پائی ہے

چند دن کے بعد ہی وہی مذاق اڑانے والوں نے ...... خواجہ صاحب کے پیر پکڑ لئے کہ صاحب معاف کر دیجئے ...... میرا بچہ بیمار ہے ...... اس کی صحت کے لئے دعا کر دیجئے ...... پھر دنیا ان کے قدموں میں چلی آئی ...... دوستو! یہ چند دن کا امتحان ہوتا ہے ...... پھر چند دن بعد وہی خاندان ...... آپ کے قدموں میں آئے گا ......

حرام کی کمائی سے بچنے کی ترغیب

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! محنت کی روٹی کھانے کی عادت بنا لو ...... حرام کمائی میں سکون نہیں ...... آج ہم دیکھتے ہیں کہ ...... فلاں کا شاندار بنگلہ ہے ...... گاڑی ہے ...... تو شیطان کہتا ہے اس کے مال پر قبضہ کر لو ...... پس پھر اس کو قتل کر دیا ...... اور ڈاکو بن گئے ...... حضرت ابو ہریرہؓ پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے ہیں ...... لیکن سیدنا عثمان غنیؓ جن کے تجارتی قافلہ میلوں چلتے تھے ...... ان کے مال پر قبضہ نہیں کیا ...... آج کل یہی ہو رہا ہے کہ مالداروں کو ...... مکان سے نکال کر قبضہ کر لیتے ہیں ...... اپنے پاس موبائل نہیں ...... دوسرے نے دن رات محنت کر کے ...... موبائل خریدا اس سے موبائل چھین لیا ...... محنت سے کماؤ ...... اس کی عادت بناؤ ...... صحابہ کے زمانہ میں ایک مثال بھی ایسی نہیں ملتی ...... اپنے پاس موٹر سائیکل نہیں ...... تو دوسرے کی موٹر سائیکل چھین لو ......

پالنے والے کو ناراض کر کے خوشی ناممکن ہے

ارشاد فرمایا کہ: دوستو! اللہ کو ناراض کر کے کوئی خوش نہیں رہ سکتا..... آج میاں بیوی میں لڑائی ہو رہی ہے..... بیٹا باپ سے لڑتا ہے..... گالیاں دیتا ہے..... مالی حالات اور قرضوں سے نجات نہیں مل رہی..... اچانک نئی نئی آفات..... مصیبتیں بیماریاں آجاتی ہیں ......اس کی کیا وجہ ہے؟ خواجہ عزیز الحسن مجذوب کے شعر میں ہے ۔

نگاہ اقربا بدلی مزاج دوستاں بدلا　　نظر اک انکی کیا بدلی کہ کل سارا جہاں بدلا

جب اللہ کی نظر بدل جاتی ہے کہیں چین نہیں ملتا..... ایک بزرگ فرماتے ہیں:

جب مجھ سے گناہ ہو جاتا ہے..... تو میرا گدھا میرے نوکر میری بیوی میرے بچے نافرمان ہو جاتے ہیں..... جو ان کو ناراض کرتا ہے..... کون ان کا ساتھ دے سکتا ہے.....؟ اور جو اللہ کو راضی کرتا ہے..... اللہ دلوں میں اس کی محبوبیت ڈال دیتے ہیں......

دوستو! ایک کا غم لے لو..... کتنے دروازوں پر سر کو جھکاؤ گے.....؟ اس کو راضی کر لو سارے کام بن جائیں گے..... ہمت سے کام لو..... اگر ہمت میں کمی ہے..... اللہ کے راستہ میں چلنے پر دل میں زلزلہ آجاتا ہے..... تو میں آپ کو اس کا نسخہ بتلا رہا ہوں..... کسی اللہ والے کی صحبت میں رہ لو ان کی مجلس میں روزانہ جایا کرو..... پھر دیکھو کیسی روحانی قوت ملتی ہے.....؟

اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہونا

ارشاد فرمایا کہ: مولانا رومی نے فرمایا: ''ناامیدی کی گلی میں کبھی بھول کر بھی مت جانا'' ارے اللہ سے ایک امید نہیں..... غیر محدود امید رکھیں..... اور فرمایا کہ اللہ کی رحمت کے بے شمار سورج ہیں..... حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں:

''ارے ناامید مت ہو..... بڑے بڑے شراب پینے والے..... مگر جب ان کو ندامت ہوتی ہے..... تو ایک مرتبہ توبہ کی آہ کر کے رونا شروع کر دیا..... اسی دن اس مقام پر پہنچ گئے جو 50 سال کی عبادت کرنے والا بھی نہ پہنچ سکا..... اور یہ ایک ندامت بھری آہ کر کے ان سے آگے بڑھ گیا.....''

جس دل میں حسین چہرہ ہو
وہ اللہ تعالیٰ کی محبت سے محروم رہتا ہے

ارشاد فرمایا کہ: حضرت ابن سمنونؒ اپنی ایک مجلس میں فرمار ہے تھے......اے دوست کیا تو نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی نہیں سنا:

" ان الملائکة لا تدخل بیتا فیه صورة او تماثیل "

''جس گھر میں تصویر یا بت ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے......''

پس جب جس گھر میں تصویر یا بت کی وجہ سے فرشتے داخل نہ ہوں تو اس دل کو مشاہدہ خداوندی کیسے ہوسکتا ہے جس میں انسانی محبت بھری ہوئی ہوں......

اسی طرح جس دل میں اللہ کے غیر کی محبت ہوتی ہے وہ دل کی محبت الٰہی سے محروم رہ جاتا ہے۔